

نصرت اور عالم کے سدرہ سے آگے تشریف لے جانے، دیدار الہی، تحقیق حدیث شریف
اور معجزہ معراج پر اردو زبان میں مثالی کتاب

معراج حبیب خدا



تصنیف

مفتی محمد خان قادری

کاروان اسلام پبلیکیشنز

جملہ حقوق محفوظ

معراج حبیب خدا ﷺ	نام کتاب
مفتی محمد خان قادری	تصنیف
محمد فاروق قادری	اہتمام
کاروان اسلام پبلی کیشنز لاہور	ناشر
اگست ۲۰۰۳	اشاعت اول
جون ۲۰۰۹ء	اشاعت دوم
200	قیمت

ملنے کے پتے

- ☆ فرید بک شال اردو بازار لاہور ☆ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی
- ☆ مکتبہ غوثیہ سبزی منڈی کراچی ☆ مکتبہ برکات المدینہ بہادر آباد کراچی
- ☆ احمد بک کارپوریشن راولپنڈی ☆ اسلامک بک کارپوریشن راولپنڈی
- ☆ مکتبہ دارالعلم دربار مارکیٹ لاہور ☆ مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور
- ☆ مکتبہ جمال کرم دربار مارکیٹ لاہور ☆ مکتبہ تنظیم المدارس جامعہ نظامیہ لاہور
- ☆ مکتبہ دارالعلم دربار مارکیٹ لاہور ☆ روحانی کتب خانہ دربار مارکیٹ لاہور
- ☆ مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ لاہور ☆ مکتبہ کرم والا دربار مارکیٹ لاہور
- ☆ قادری رضوی کتب خانہ دربار مارکیٹ لاہور ☆ مکتبہ نبویہ دربار مارکیٹ لاہور

کاروان اسلام پبلی کیشنز لاہور

جامعہ اسلامیہ لاہور 1۔ میلا دسٹریٹ گلشن رحمان ٹھوکر نیاں بیک لاہور

042,5300353...03004407048

حُسن ترتیب

15	الاءاء	
16	پیش لفظ	
17	اسراء اور قرآن	باب نمبر ۱
19	شان نزول	
19	افتتاح بآسبج	
20	لفظ سبحان کی تحقیق	
20	فضیلت تسبیح	
21	اسریٰ (اس نے سیر کروائی)	
23	بعبدہ (اپنے کامل بندے کو)	
24	خود بھی یہی مانگا	
25	مقام عبده	
26	حبیب اور دیگر انبیاء میں امتیاز	
27	عبد کون؟	
28	عبد دیگر عبده چیزے دیگر	
28	معراج جسمانی پر دلالت	
29	اہم فائدہ	
29	لیلۃ (رات کے کچھ حصہ میں)	
30	انتخاب شب کی حکمت	
30	رات میں دیگر انعامات	
31	شب معراج افضل یا شب قدر؟	
32	من المسجد الحرام (مسجد حرام سے)	

- 32 اشکال و جواب
- 33 الی المسجد الاقصی (مسجد اقصی تک)
- 34 بیت المقدس جانے کی حکمتیں
- 35 الذی بار کنا حولہ (جس کے ماحول کو ہم نے بابرکت بنایا)
- 36 لئریہ من آیاتنا (تا کہ ہم انہیں اپنی آیات دکھائیں)
- 37 انه هو السميع البصیر (وہی دیکھنے اور سننے والا ہے)
- 38 معراج اور قرآن باب نمبر ۲
- 42 والنجم (ستارے کی قسم)
- 42 ماضل صاحبکم وما غوی (تمہارا ساتھی نہ گمراہ ہو اور نہ بھٹکا)
- 43 صاحبکم کی حکمت
- 44 وما ینطق عن الہوی (اور یہ اپنی خواہش سے بولتے ہی نہیں)
- 44 عن الہوی کی حکمت
- 45 ہوی کا مفہوم
- 46 سب سے بڑا بت
- 47 ہلاک کرنے والی
- 47 ضل اور ینطق کا اہم فائدہ
- 48 ان هو الاوحی یوحی (یہ تو وحی ہے جو کی جاتی ہے)
- 48 اہم فائدہ، حدیث بھی وہی ہے
- 50 اجتہاد نبوی وحی ہے
- 51 علمہ شدید القوی (زبردست قوتوں والے نے اسے سکھایا)
- 51 ذومرۃ (جو بڑا دانا ہے)

- 51 فاستوی و هو بالا فوق الاعلیٰ (پھر اس نے قصد کیا اور سب سے بلند کنارہ پہنچے)
- 52 خصوصیت نبوی ﷺ
- 52 ثم دنا فتدلیٰ (پھر قریب ہوا اور قریب ہوا)
- 55 فکان قاب قوسین او ادنیٰ (تو ہو گئے دو کمانوں کے برابر بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ گیا)
- 56 فاوحی الی عبدہ ما اوحیٰ (پس اس نے وحی کی اپنے بندے پر جو کرنا تھی)
- 57 وہاں کی آفتگو
- 57 ما کذب الفواد ما رأی (نہ جھٹلایا دل نے جو دیکھا)
- 57 مشاہدہ کس کا؟
- 58 افتما رونه علیٰ مایریٰ (تو کیا تم اس چیز پر جھگڑتے ہو جس کا وہ مشاہدہ کر رہے ہیں)
- 58 ولقد راہ نزلة اخرى (اور یقیناً انہوں نے اسے دوبارہ بھی دیکھا)
- 59 عند سدرۃ المنتھیٰ (سدرۃ المنتھیٰ کے پاس)
- 60 دونوں میں تطبیق
- 61 چار انہار
- 62 نام کی وجہ
- 63 عندها جنة الماویٰ (اس کے پاس ہی جنت الماویٰ ہے)
- 63 اذ یغشی السدرۃ ما یغشی (جب سدرہ پر چھارہا تھا جو چھارہا تھا)
- 64 مازاغ البصر وما طعی (نہ نگاہ چونکہ ہیائی اور نہ حد سے بڑھی)

65 لقد رأى من آيات ربه الكبرى (بلاشبہ انہوں نے اپنے رب کی
بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں)

باب نمبر ۳ احادیث اور معراج

69 حدیث (۱)

71 حدیث (۲)

73 حدیث (۳)

75 حدیث (۴)

76 حدیث (۵)

77 حدیث (۶)

81 حدیث (۷)

82 حدیث (۸)

83 پھر سیر ہی لائی گئی

84 حلال کا چھوڑنا

84 یہ سود کھاتے تھے

86 یتیموں کا مال ظلماً کھانے والے

86 زانیوں کی سزا

86 نفیبت کرنے والے

86 حضرت یوسف سے ملاقات

87 بنت کا وعدہ

88 مکہ والوں کے سوالات

89 حدیث (۹)

89 جہاد کرنے والوں کی شان

89	نماز نہ پڑھنے والوں کی سزا
90	زکوٰۃ نہ دینے والوں کی سزا
90	بدکردار کی سزا
90	راستہ کاٹنے والے
91	امانت کی پاس داری نہ کرنا
91	فتنہ پرور خطباء و مقررین
91	بری بات پر ندامت
91	جنت کی خوبصورت آواز
92	دوزخ کی بدتر آواز
93	حضرات انبیاء سے ملاقات
93	حضرت داؤد علیہ السلام کا خطاب
93	حضرت سلیمان علیہ السلام کا خطاب
94	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خطاب
94	حضور ﷺ کا خطاب
95	تین برتنوں کا آنا
95	آسمانی سفر
99	اضافی گفتگو
101	آج تمہاری رب تعالیٰ سے ملاقات
102	اہم فوائد از احادیث معراج
105	باب نمبر ۴ ۱۔ اچانک معراج، مقام مراد
105	فضائل حضرت جبریل و میکائیل علیہما السلام
106	شق و شرح صدر

- 106 ۲۔ دس سال کی عمر میں
- 107 ۳۔ اعلان نبوت کے وقت
- 107 ۴۔ معراج کے موقعہ پر
- 108 انکار مناسب نہیں
- 108 ہم تسلیم کر لیں
- 109 یہ نہایت ہی اشق تھا
- 109 قول فرشتہ کا مفہوم
- 110 قوت یقین میں اضافہ
- 110 کیا یہ آپ کا خاصہ ہے؟
- 111 تکرار کی حکمت
- 111 نور علی نور
- 111 شعائر اللہ کی تعظیم
- 112 زمزم کی افضلیت
- 112 جبریل امین کا دستک دینا
- 113 بعثت و ارسال کے بارے میں سوال
- 114 مرد بابا النبی الصالح
- 114 حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رونا
- 115 حضرت انبیاء علیہم السلام سے ملاقات اور اس کے اسرار
- 116 دس سالہ ہجرت اور معراج میں مناسبت
- 117 جنت کا دورہ
- 117 روزخ کا مشاہدہ

- باب نمبر ۵
- 119 معراج شریف کے موقع پر حضور ﷺ کا سدرہ سے آگے
تشریف لے جانا
- 125 علماء عقائد کی تصریح
- 128 احادیث مبارکہ
- 129 صحابہ اور رفرف
- 132 مقام مستوی سدرہ سے اوپر
- 139 امام الحرمین کا پر لطف قول
- 142 حضور ﷺ کا علمی مقام
- 143 تہذیب کی دو اقسام
- 146 علمی اور تحقیقی گفتگو
- 148 سات دلائل
- 150 تہذیب فوق العرش
- 153 بعض لوگوں کی غلطی
- 155 جہاں کوئی نہیں پہنچا
- 156 جس جا پہنچا تلو اتیرا
- 158 نور عرش سے آگے جانا
- 160 سیدنا ابن عباس کا ارشاد گرامی
- 161 محدثین کرام کی تصریح
- 164 اب تک یہ حقائق سامنے آئے ہیں
- 165 جمہور امت کا موقف
- 165 منکر کا معترزی ہونا
- 167 شیخ قزوینی کی رائے

- 170 باب نمبر ۶ دیدار الہی اور جمہور اہل سنت
- 173 دیدار الہی اور آثار مبارکہ
- 174 ارشاد نبوی ﷺ اکبر ہے
- 175 شارح مسلم امام نووی کی گفتگو
- 177 جمہور کی تصریح
- 179 جمہور صحابہ کی رائے
- 182 بعض کی کمزور گفتگو
- 185 باب نمبر ۷ حدیث شریک پر اعتراضات کا علمی و تحقیقی جواب
- 187 حدیث شریک کی صحت
- 188 اعتراضات کی فہرست
- 191 پہلے اعتراض کا جواب
- 192 نوٹ
- 194 البدایہ میں ایک نوٹ
- 196 اہم نوٹ
- 196 ثالثاً
- 198 رابعاً
- 201 خامساً
- 202 کچھ لوگوں کی رائے
- 204 امام حسن بصری کی روایت
- 204 ایک اور مفہوم
- 205 سادساً، بوقت معراج شق صدر
- 208 سابعاً، آسمانوں پر مقامات انبیاء

- 208 ان کی موافقت
- 209 آئمہ امت کی تحقیق
- 210 ثامننا، سدرۃ المنتہیٰ کی جگہ
- 212 آئیے جوابات کی طرف
- 213 چھٹے اور ساتویں میں تطبیق
- 214 تاسعاً، نیل و فرات کا مقام
- 215 عاشراً، اپنے رب کی بارگاہ میں
- 216 حضرت موسیٰ کا پھر واپس جانے کا مشورہ
- 216 اولاً
- 219 ایک اور وہم
- 221 مخلوق سے مشابہت
- 222 جوابات سینے
- 223 معراج منامی کا اس سے ثبوت نہیں ہوتا
- 224 موافق شواہد موجود ہیں
- 226 دیگر آیات و احادیث کا کیا بنے گا؟
- 226 تدلی کی نسبت
- 227 دیار الہی ماننے والے
- 231 معراج اور صحابہ باب نمبر ۸
- 231 واقعہ معراج کی تفصیل
- 233 مقام زمزم پر
- 233 براق کی ماضی
- 234 سب سے معزز سوار

- 234 حضرت جبریل نے رکاب تھامی
- 235 یہ شہر طیبہ
- 235 شجر موسیٰ علیہ السلام
- 235 نوٹ
- 235 یہ طور سینا ہے
- 236 حضرت عیسیٰ کی جائے وادت
- 236 جنات کا بھاگنا
- 236 یہ مجاہد ہیں
- 237 یہ خوشبو کس کی ہے
- 237 چار بچوں کا کلام
- 238 تارک نماز کی سزا
- 238 تارک صدقات کی سزا
- 238 زنا کی سزا
- 238 راہ کاٹنے والے
- 239 سود خور کی سزا
- 239 خائن کی سزا
- 239 فتنہ پرور مقررین کی سزا
- 239 غیبت کرنے والوں کی سزا
- 240 بری بات پر شرمندگی
- 240 جنت کی خوشبو
- 241 آوزخ کی بد بو
- 241 جہال کا حال
- 241 خوبصورت ستون

- 241 یہود کی آواز
- 242 دنیا کی حالت
- 242 ابلیس لعین
- 242 بوڑھی عورت
- 242 ہر طرف سے سلام
- 243 قبر میں نماز
- 243 رب سے ملاقات کی رات
- 244 دو چمکتے نور
- 244 حوروں سے ملاقات
- 245 ادا نیگی نماز
- 245 تمام انبیاء و ملائکہ کی امامت
- 245 حضرات انبیاء علیہم السلام کے خطبات
- 246 قیامت کا تذکرہ
- 246 باجوج و ماجوج کا خروج
- 247 حضور ﷺ کی پیاس
- 247 پھر سیرھی لانی گنی
- 248 آسمان دنیا پر
- 248 سیدنا آدم سے ملاقات
- 249 حلال چھوڑنے والے
- 249 سود کھانے والے
- 250 کمزور کا مال لھانے والے
- 250 زنا کار عورتیں
- 250 ملعن کرنے والے

- 250 دوسرے آسمان پر
- 251 تیسرے آسمان پر
- 251 چوتھے آسمان پر
- 252 چھٹے آسمان پر
- 252 ساتویں آسمان پر
- 254 جبریل اور خشیت الہی
- 254 سدرۃ المنتہی
- 256 جنت کا دورہ
- 256 دوزخ کا مشاہدہ
- 257 بادل نے ڈھانپ لیا
- 257 سدرہ سے آگے
- 258 دیدار اور کلام کا شرف
- 259 چند خصوصیات
- 261 ایک کانہ مسکرا نا
- 262 راستہ میں قافلہ قریش
- 262 ابو جہل کا تمسخر
- 263 سیدنا ابو بکر کی تصدیق
- 264 قافلہ کے بارے میں سوال
- 265 دولہا سے بڑھ کر خوشبو

الاهداء

معراجِ حبیبِ خدا ﷺ کے مصدقِ اوّل

خليفة الرسول حضرت امير المؤمنين

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

کی خدمتِ بابرکت میں

بصد عجز و نیاز

خادمِ اسلام

محمد خان قادری

کیم رجب المرجب ۱۴۲۵ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو معجزات کثیرہ عطا فرمائے اور معجزہ معراج بھی آپ ﷺ کے امتیازات میں سے ایک ہے۔ معراج شریف کے موضوع پر ویسے تو بیسوں رسائل اور کتب موجود ہیں لیکن ہم نے قرآن کریم اور احادیث نبوی ﷺ سے معراج مبارک کے تذکار کو محفوظ کرنے کے ساتھ ساتھ قرآن و حدیث سے استنباط کرتے ہوئے حضور ﷺ کے سدرہ سے آگے تشریف لے جانے اور دیدار الہی سے مشرف ہونے کے حوالے سے علم اور تحقیق کی روشنی میں دلائل جمع کر دیئے ہیں اور مزید یہ کہ حدیث شریک پر اعتراضات کا علمی و تحقیقی جواب بھی دیا ہے تاکہ اس موضوع پر پیدا کی جانے والی غلط فہمیوں کا قلع قمع ہو۔ اور جمہور امت کا موقف (دیدار الہی) نکھر کر سامنے آجائے۔

اللہ تعالیٰ اسے اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہم سب کے لیے نافع و مفید بنائے

خادمِ اسلام

محمد خان قادری

امیر..... کاروانِ اسلام

اسراء اور قرآن

سبحان الذی اسراء کی تفسیر

مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر کو اسراء اور وہاں سے آگے لامکان تک کی سیر کو معراج سے تعبیر کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں پہلے حصہ کا ذکر سورہ بنی اسرائیل میں جبکہ دوسرے حصہ کا تذکرہ سورہ النجم میں ہے، اسراء کا ذکر ان الفاظ میں ہے۔

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً
 من المسجد الحرام الی
 المسجد الاقصی الذی بارکنا
 حولہ لنریہ من آیاتنا انہ ہو
 السميع البصیر (سورۃ الاسراء، ۱)

پاکیزگی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات
 لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک، جس کے
 گردا گرد ہم نے برکت رکھی، کہ ہم اسے اپنی
 نشانیاں دکھائیں، بے شک وہ سنتاد دیکھتا ہے۔

شان نزول

امام ابو حیان اندلسی رقمطراز ہیں، جب حضور اکرم ﷺ نے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جانا بیان کیا اور کفار نے اس کی تکذیب کی، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔

افتتاح بالتسبیح

اس سورت کا آغاز تسبیح سے کرنے کی حکمتیں یہ ہیں۔

۱۔ قرآن مجید لوگوں کے محاورہ کے مطابق نازل ہوا ہے، تاکہ وہ اس کے حقائق کو اچھی طرح جان سکیں چونکہ لوگ امر عجیب دیکھنے سننے پر تسبیح کرتے ہیں مثلاً جب کوئی قدرت کا شاہکار دیکھتے ہیں تو پکارا ٹھتے ہیں سبحان اللہ۔

فکان اللہ عجب خلقہ بما اسدی
 الی رسولہ ﷺ من الاسراء بہ

تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو معراج عطا کر
 کے مخلوق کو متعجب کر دیا

۲۔ جب کفار نے انکار کرتے ہوئے اس بات میں آپ ﷺ کو جھوٹا قرار دینے کی کوشش کی، تو اللہ نے ان کی تردید کر دی۔

فیکون المعنی تنزه الله تعالى ان
یتخذ رسولا کذابا (زاد المسیر) تو اب معنی یہ ہوگا کہ اللہ اس بات سے پاک ہے
کہ کسی جھوٹے شخص کو اپنا رسول بنائے۔

۳۔ یہاں بیان ایسی چیز کا ہے جسے انسانی عقل قبول نہیں کرتی، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی شان کا اظہار یوں فرمایا: کہ جو ذات سیر کروانے والی ہے وہ قادر مطلق ہے اور ہر قسم کے عجز اور کمزوری سے مبرا و پاک ہے۔

لفظ سبحان کی تحقیق

اکثر طور پر یہ لفظ مضاف ہو کر استعمال ہوتا ہے۔ بعض اوقات بطور غلم بھی آتا ہے، اس کا معنی ہے اللہ کی ذات ہر عیب و نقص سے پاک ہے۔

امام حاکم نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے رسول اللہ ﷺ سے، سبحان اللہ، کا مفہوم پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا۔

تنزیه الله من کل سوء اللہ تعالیٰ کا ہر عیب سے پاک ہونا

(المستدرک)

فضیلت تسبیح

تسبیح کی فضیلت پر متعدد روایات ہیں ان میں سے بعض کا تذکرہ درج ذیل ہے۔

۱۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: تمہیں بتاؤں

اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب کلمات کون سے ہیں؟ پھر فرمایا:

ان احب الکلام الی الله سبحان اللہ تعالیٰ کو سب سے پیارے کلمات ”سبحان

الله و بحمده (مسلم) اللہ و بحمده“ ہیں۔

۲۔ دوسری روایت میں ہے، آپ ﷺ سے عرض کیا گیا، کون سے کلمات افضل ہیں؟

فرمایا:

ما اصفحى الله لعباده سبحان الله جو کلمات اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے
وبحمدہ خنے ”سبحان الله و بحمدہ“ ہیں

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دن

میں سو دفعہ سبحان اللہ و بحمدہ پڑھا۔

غفرت ذنوبه و ان كانت مثل اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، اگرچہ
زبد البحر (مسلم) وہ سمندر کی جھاگ کی مانند ہوں۔

۴۔ امام بزار نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا، نبی اکرم ﷺ نے

فرمایا: جس نے یہ کلمات سبحان اللہ و بحمدہ پڑھے۔

غرست له نخلة في الجنة اس کے لیے جنت میں کھجور کا پودا لگا دیا جاتا ہے

(مسند بزار)

اسریٰ (اس نے سیر کروائی)

یہاں چند نکات نہایت ہی قابل توجہ ہیں۔

۱۔ اس واقعہ کو سفر کے بجائے سیر سے تعبیر فرمایا، کیونکہ سفر بعض اوقات مجبوراً کیا جاتا

ہے، جبکہ سیر بحالت خوشی و سرور ہی ہوتی ہے۔

۲۔ سفر میں ضروری نہیں کہ انسان دوران سفر ہر شے کو دیکھے، ہاں سیر میں اس کی نظر

اشیاء کی طرف متوجہ رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے آپ ﷺ زمین کے اوپر کے احوال سے ہی

نہیں، بلکہ اس کے نیچے کے حالات سے بھی آگاہ ہو رہے تھے۔ مثلاً فرمایا: میں حضرت موسیٰ

علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گزرا تو وہ اپنی قبر میں نماز ادا کر رہے تھے۔

۳۔ سیر کرنے اور کروانے میں بھی زمین اور آسمان کا فرق ہے، جب آدمی خود سیر کرتا ہے تو ممکن ہے اس کی نگاہ سیرگاہ کی ہر شے پر نہ جائے، لیکن جب وہاں کا انچارج سیر کروائے گا تو پھر کسی شے کے اوجھل رہ جانے کا امکان کہاں؟ مثلاً ہم عجائب گھر جائیں اور وہاں کا سربراہ ہمیں سیر کروائے تو وہاں کا کونسا گوشہ اور چیز ہوگی جو ہمیں نہیں دکھائے گا، بلکہ اس کی کوشش یہی ہوگی کہ کوئی چیز ان دیکھی نہ رہ جائے۔

ذرا سوچیے جب سیر کروانے والی خود خالق کائنات کی ذات ہو اور وہ اپنے حبیب اکرم ﷺ کو سیر کروائے تو کائنات کا کون سا گوشہ ہوگا جو آپ کے سامنے نہ لایا گیا ہوگا؟ اس لیے آپ ﷺ کا مقدس فرمان ہے۔

ظہرت لمستوی حتی اسمع فیہ میں مقام مستوی تک پہنچا حتی کہ میں نے اقلام صریف الاقلام (بخاری و مسلم) تقدیر کی آواز سنی

شارج بخاری امام بدرالدین عینی (المتوفی، ۸۵۵ھ) اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔

المعنی انی اقامت مقاماً بلغت فیہ اس کا معنی یہ ہے کہ اس مقام تک جا پہنچا کہ میں من رفعة المحل الی حیث تمام کائنات پر مطلع ہوا اور مجھ پر مخلوق کے اطلعت علی الکوائن و ظہر لی بارے میں اللہ تعالیٰ کے اوامر و تدابیر کا ظہور ہوا مایراد من امر اللہ و تدبیرہ فی اللہ کی قسم! یہ وہ انتہا ہے جس پر آپ ﷺ کے سوا خلقہ و هذا واللہ هو المنتھی کوئی نبی نہیں پہنچا۔

الذی لانقدم فیہ لاحد علیہ

(عمدہ القاری: ۴، ۴۷)

(مرقاۃ المفاتیح: ۱۰، ۱۷۷)

یعنی تمام کائنات سے بھی آگاہ ہوا اور اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کا جو

مرکزی دفتر ہے، اس کا مشاہدہ بھی کروایا گیا۔

۴۔ لفظ سبحان کی طرح لفظ اسری بھی تمام اعتراض کرنے والوں کا منہ بند کر رہا ہے، کہ اس طویل سیر و مشاہدات کا انکار مت کرو، جب یہ عطیہ و انعام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، تو پھر ماننے والے بن جاؤ، کیونکہ اس کے لیے ایسے معاملات دشوار ہرگز نہیں۔

بعبدہ (اپنے کامل بندے کو)

تمام امت کا اتفاق ہے کہ یہاں عبد سے حضور سید کائنات ﷺ کی ذات ہی مراد ہے۔ شیخ الاسلام زکریا انصاری، فتح الرحمن میں لکھتے ہیں۔ نبی یا حبیب نہیں، بلکہ لفظ ”عبد“ لایا گیا تاکہ

۱ لثلاث تفضل امته كالنصارى کہیں نصاریٰ کی طرح آپ کی امت گمراہ نہ ہو

جائے۔

اور اس کے ذہن میں آپ ﷺ کی عبدیت اجاگر رہے۔ (جو اہر البخار: ۳، ۴۳۷)

۲۔ اللہ تعالیٰ کی ”عبدیت“ سب سے اعلیٰ وصف ہے امام ابوعلی دقاق فرماتے ہیں۔

ليس للمؤمن صفة اتم ولا اشرف من العبودية
کسی مومن کے لیے عبدیت سے بڑھ کر کوئی کامل و اعلیٰ وصف نہیں ہو سکتا۔

(الرسالة القشيرية، ۱۰۰)

یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ مقامات پر آپ ﷺ کا تذکرہ اسی لفظ سے کیا ہے،

مثلاً! واقعہ معراج کے حوالے سے فرمایا

سبحان الذي اسرى بعبدہ

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو سیر

کروائی۔ (الاسراء، ۱)

نزول وحی کے حوالے سے فرمایا

الحمد لله الذى انزل على عبده تمام حمد الله کے لیے ہے جس نے اپنے بندے
الكتاب (الكهف، ۱) پر کتاب نازل کی۔

آپ ﷺ کی رسالت عامہ کا تذکرہ ہوتے فرمایا

تبارك الذى نزل الفرقان على بابرکت ذات ہے وہ جس نے اپنے بندے پر
عبده (الفرقان، ۱) فرقان نازل فرمایا۔

اپنے اور حبیب ﷺ کے درمیان راز و نیاز کی گفتگو کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے

فاوحى الى عبده ما ووحى تو وحی کی اس نے اپنے بندے پر جو کرنا تھی

(النجم، ۱۰)

یعنی بندے کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی مقام ہی نہیں کہ اسے مالک اپنا بندہ قرار

دیدے۔

خود بھی یہی مانگا

امام فخر الدین رازی اپنے والد ماجد شیخ عمر حسین کے حوالہ سے لکھتے ہیں، امام ابو
القاسم سلیمان انصاری نے بیان کیا، شبِ معراج جب حضور اکرم ﷺ مقامِ عالی پر پہنچے تو
اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يا محمد بم اشرفك؟ اے محمد! میں تمہیں کون سا لقب عطا
کروں؟

آپ ﷺ نے عرض کیا

رب بان تنسبني الى نفسك میرے پروردگار! مجھے اپنا بندہ بنالے

بالعبودية

تو اللہ تعالیٰ نے ”سبحان الذى اسرى بعبده“ میں وہ لقب آپ ﷺ کو عطا

(مفتاح الغیب، ۲۰، ۲۹۲)

فرمایا۔

چونکہ یہ سب سے اعلیٰ وصف ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہی لقب عطا فرمایا،

امام ابوعلی دقاق فرماتے ہیں۔

اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے شب معراج جو دنیا

میں حضور ﷺ کے لیے سب سے اعلیٰ موقعہ تھا،

لفظ عبد سے یاد فرمایا ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

سبحان الذی اسرى بعبده، فاوحى الى

عبدہ ما اوحى، اگر اس سے بڑھ کر کوئی نام و

وصف ہوتا تو اس سے نوازا جاتا۔

ولذلك قال سبحانه فى وصف

النبي ﷺ ليلة المعراج و كان

اشرف اوقاته فى الدنيا سبحان

الذی اسرى بعبده وقال تعالیٰ

فاوحى الى عبده ما اوحى

فلو كان اسم اجل من العبودية

لسماه به

(الرسالة القشیر، ۱۰۰)

مقام عبدہ

پھر صرف عبد نہیں بلکہ عبدہ فرمایا یعنی اس کائنات میں سب سے کامل عبدیت آپ

ﷺ کو ہی حاصل ہے یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے بعض دیگر

انبیاء علیہم السلام کے لیے بھی یہ لفظ ذکر کیا ہے حضرت ذکریا علیہم السلام کے بارے میں

فرمایا۔

ذکر رحمة ربك عبده ذکریا یہ ذکر ہے میرے رب کی رحمت کا جو اس نے

(مریم، ۲) اپنے بندے ذکریا پر کی

حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں فرمایا

اصبر على ما يقولون و اذكر ان کی باتوں پر صبر کرو اور ہمارے بندے داؤد کو

یاد کرو۔

عبدنا داؤد

حضرت ایوب علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ربانی ہے۔

واذکر عبدنا ایوب اذ نادى ربه اور ہمارے بندے ایوب کو یاد کرو جب انہوں
انى مسنى الضر و انت ارحم نے اپنے رب کو پکارا، مجھے تکلیف نے مس کیا
الراحمين (الانبیاء، ۸۳) ہے اور تو سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔

حبیب اور دیگر انبیاء میں امتیاز

جن آیات میں اپنے حبیب ﷺ اور دیگر برگزیدہ انبیاء کرام علیہم السلام کو اپنا عبد قرار
دیا، وہ ہمارے سامنے ہیں ان میں واضح طور پر اللہ تعالیٰ نے ایک امتیاز قائم رکھا، دیگر انبیاء
کو عبد فرمایا مگر متصلاً ان کا نام بھی ذکر کر دیا، مگر اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عبد کہا تو
عبد کے بعد آپ ﷺ کا نام نہیں لیا، جو آشکار کر رہا ہے کامل عبد آپ ہی کی ذات اقدس
ہے۔ مفسر قرآن شیخ زادہ اس قرآنی امتیاز کی بنا پر رقمطراز ہیں کہ حضور ﷺ کی ذات، وجود
حق میں فنا تھی ہی مگر آپ کا نام بھی فنا ہو چکا تھا۔

هو الحر المعتق عن عبودية آپ ﷺ عبدیت موجودات اور وجود کی غلامی
الموجودات ورق وجوده، فلماذا سے آزاد اور بالاتر ہیں یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ
سماہ الله تعالى بعد عبر فيما نے اپنی دیگر مخلوق کی عبدیت کے ساتھ اس کا
اسمہ و رسمہ اسما مالیس بہ نام و نشان بھی ذکر کیا، مگر آپ ﷺ کی عبدیت
احدا من خلقه الا و اشعر ببقاء کے بعد نام کا ذکر تک نہ کیا۔

اسمہ و رسمہ کما قال عبده

ذکریا

(شرح قصیدہ بردہ، ۱۷۰)

یعنی بعد میں باقی انبیاء کرام علیہم السلام کے اسماء کا ذکر اور آپ کے اسم مبارک کا عدم

ذکر بتا رہا ہے کہ حضور ﷺ کی ہستی وجود حق میں اس طرح فنا ہو چکی ہے کہ نام بھی باقی نہیں رہا، اس پر حدیث شفاعت کے حوالہ سے تائید لاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ومن ههنا يقول كل نبى يوم
القيامة نفسى نفسى بقاء
وجودهم وهو ﷺ يقول امتى
امتى لفناء وجوده

چونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کا وجود باقی ہے، اس لیے وہ روز قیامت میری ذات، میری ذات فرمائیں گے اور حضور ﷺ چونکہ کاملاً فنا ہو چکے ہیں اس لیے آپ میری امت، میری امت فرمائیں گے۔ (ایضاً، ۱۷۰)

عبد کون؟

ویسے تو تمام کائنات عبد کہلاتی ہے۔ فرشتوں کے بارے میں ارشاد ربانی ہے۔

بل عباد مكرمون
بلکہ وہ معزز بندے ہیں

(الانبیاء)

دوسرے مقام پر ہر شے کے بارے میں فرمایا کہ روز قیامت

ان كل من فى السموات
والارض الا اتى الرحمن عبدا
آسمانوں اور زمین میں سے ہر شے رحمن کی بارگاہ میں بطور عبد حاضر ہوگی۔

(مریم)

لیکن مقامات عبدیت کون پاتا ہے؟ اس بارے میں اہل معرفت فرماتے ہیں، عبد وہ ہے جو یہ کہے سب کچھ میرے رب کے قبضے میں ہے، حتیٰ کہ اس کی نقل و حرکت بھی اپنی نہیں۔

شیخ ابن عطاء اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

العبد الذى لا ملك له
عبد کسی شے کا مالک نہیں ہوا کرتا۔

بعض نے کہا جو ہر حال میں اپنے رب کے حکم کا پابند بن جائے۔ امام ابو حفص
میشاپوری کہتے ہیں۔

العبد القائم باوامر سیدہ علی عبدوہ ہوتا ہے جسے اس کا آقا جب بھی کوئی حکم
النشاط حیث جعلہ علی محل دے تو وہ اسے دل و جان سے بجلائے۔
امرہ

متاع بے بہا ہے درود سوز و ارز و مندی
مقام بندگی دے کر نہ لوں شان خداوندی

عبد دیگر عبدہ چیزے دیگر

مفکر اسلام علامہ اقبال نے عبد اور عبدہ میں خوب فرق واضح کرتے ہوئے کہا

عبد دیگر عبدہ چیزے دیگر
ماسراپا انتظار او منتظر

(یعنی ان میں فرق یہ ہے کہ عبد اپنے مالک کے سلام و کرم کا منتظر رہتا ہے، لیکن جسے
مقام عبدہ مل جائے خالق کا اس پر اس قدر کرم ہو جاتا ہے پھر خالق و مالک خود اس کا انتظار
فرماتا ہے)

شب معراج حضرت جبریل امین کا یہ جملہ اس حقیقت کو آشکار کرتا ہے، انہوں نے
عرض کیا تھا حضور چلیے

ان ربک لمشتاق الیک آپ کا رب آپ ﷺ کا مشتاق و منتظر ہے۔

معراج جسمانی پر دلالت

لفظ عبد واضح کر رہا ہے کہ سیر فقط روحانی نہیں بلکہ جسمانی بھی تھی، کیونکہ اس لفظ کا
اطلاق جسم اور روح دونوں پر ہوتا ہے، امام رازی فرماتے ہیں۔

ان العبد اسم لمجموع الجسد والروح فوجب ان يكون الاسراء حاصلًا لمجموع الجسد والروح

(مفاتيح الغيب، ۲۰، ۲۹۵)

اس پر یہ آیات مبارکہ بھی شائد ہیں۔

ارایت الذی ینہی عبدا اذا صلی (العلق، ۹، ۱۰) سے روکا۔

۲. وانہ لما قام عبد اللہ یدعوہ کادوا یکونون علیہ لبدا (الجن، ۱۹) جائیں۔

اہم فائدہ

اس موقع پر عبد فرما کر یہ بھی واضح کر دیا، شب معراج اس قدر قرب پانے کے باوجود آپ ﷺ عبد ہی ہیں نہ کہ معبود، یعنی عبد اور معبود کا فرق قائم رکھنا ضروری ہے۔

لیلۃ (رات کے کچھ حصہ میں)

لیل کو معرفہ کی بجائے نکرہ ذکر کیا، تاکہ قلت مدت پر دلالت ہو، شیخ جار اللہ زنجیری کہتے ہیں۔

اراد بقولہ لیلًا بلفظ التکیر (الکشاف) لیلًا نکرہ ذکر کر کے واضح کر دیا کہ سیر کی مدت بہت ہی کم تھی۔

پھر لیلًا (تاء) کے بغیر فرمایا نہ کہ لیلۃ کیونکہ لفظ لیلۃ کی تمام رات پر دلالت ہوتی ہے،

چونکہ یہ سیررات کے تھوڑے حصہ میں تھی، لہذا لیلۃً فرمایا تاکہ واضح ہو جائے کہ اس سیر کے لیے تمام رات نہیں بلکہ اس کے کچھ حصہ میں ہوئی۔

امام نجم الدین الغیطی رقمطراز ہیں۔

اذا قالوا اسری لیلۃ کان ذلک

جب ”اسری لیلۃ“ کا لفظ آئے تو اس سے اغلب

فی الغالب لاستعیاب اللیلۃ

تمام رات میں سیر کرانا مراد ہوتی ہے۔

باسری (المعراج الکبیر، ۹)

انتخاب شب کی حکمت

اہل علم و معرفت نے معراج کے لیے رات کے انتخاب کی بھی متعدد حکمتیں بیان کی

ہیں۔ امام ابن منیر لکھتے ہیں، دن کا انتخاب نہ کرنے کی حکمت یہ ہے۔

۱. لانہ وقت الخلوۃ رات وقت خلوت ہے۔

۲. لیکون ابلغ للمومن بالایمان اہل ایمان کے ایمان بالغیب میں اضافہ اور

بالغیب و فتنۃ للکافر منکرین کے لیے زیادہ آزمائش ہو۔

۳۔ رات کو دن پر فضیلت بھی حاصل ہے، کیونکہ ہر رات میں ایسی گھڑی آتی ہے جس

میں دعا قبول ہوتی ہے جب کہ سوائے جمعہ کے کسی دن کو یہ فضیلت حاصل نہیں۔

۴۔ رات پہلے جب کہ دن بعد میں آتا ہے۔

۵۔ نزول قرآن کی ابتداء رات میں ہوئی۔ ”انا انزلنہ فی لیلۃ القدر“

۶۔ سب سے بڑی نعمت دیدار الہی ہے اور یہ بھی آپ ﷺ کو رات میں ہی نصیب

ہوا۔

رات میں دیگر انعامات

معراج کے علاوہ بھی متعدد انعامات و معجزات ایسے ہیں جو آپ ﷺ کو رات کے

وقت عطا کیے گئے مثلاً معجزہ شق القمر، ہجرت رات کو ہوئی، غار ثور میں داخلہ، اکثر طور پر آپ ﷺ سفر رات کو فرماتے اور آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

عليكم بالدلجة فان الارض
تطوى بالليل
رات کو سفر کیا کرو کیونکہ رات میں زمین لپیٹ
دی جاتی ہے۔

دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں بھی یہی ہے کہ انہیں رات کے
وقت بہت سی نعمتوں سے نوازا گیا۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چالیس راتوں کے
اعتکاف کا حکم دیا، ان سے رات میں کلام فرمایا اور پھر رات کو ہی قوم کو لے کر نکلنے کا حکم ہوا۔

شب معراج افضل یا شب قدر

شب معراج افضل ہے یا شب قدر؟ اس پر اہل علم نے تفصیلی گفتگو کی ہے، جس کا
خلاصہ یہ ہے کہ معراج کی معین رات جس میں یہ معجزہ نصیب ہوا وہ ہر شب قدر سے افضل
ہے، کیونکہ اس رات میں آپ ﷺ کو دیدار الہی کا شرف نصیب ہوا جو سب سے افضل و اعلیٰ
ہے۔ امام ابو امامہ بن نقاش اس حقیقت کو یوں آشکار کرتے ہیں۔

ليلة الاسراء افضل من ليلة القدر
في حق النبي ﷺ
شب اسراء حضور ﷺ کے حق میں لیلۃ القدر سے
افضل ہے۔

(وهو بالافق الاعلى، ۲۷)

امام سراج الدین بلقینی قصیدہ نعتیہ میں لکھتے ہیں۔

اولا ک رؤیتہ فی لیلۃ فضلت
لیالی القدر فیہا الرب ارضا کا
(یا رسول اللہ ﷺ جس رات آپ کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوا وہ شب قدر سے
کہیں بلند و افضل ہے)

امام صالحی شامی لکھتے ہیں۔

يؤخذ من قوله ان ليلة الاسراء اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”اسری بعدہ لیلاً“ سے
افضل من ليلة القدر شب قدر سے شب اسری کی فضیلت معلوم ہوتی

ہے (جواہر البحار، ۳، ۲۳۸)

من المسجد الحرام (مسجد حرام سے)

یہاں مسجد حرام سے حرم کعبہ اور مکہ مراد ہے، کیونکہ اس وقت آپ ﷺ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر تھے، جو حرم کعبہ کے قریب تھا، روئے کائنات میں سب سے پہلی مسجد بھی یہی ہے، حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ہے، میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا زمین پر سب سے پہلی مسجد کون سی ہے؟ فرمایا: مسجد حرام، عرض کیا، اس کے بعد کونسی؟ فرمایا: مسجد اقصیٰ، عرض کیا ان کے درمیان مدت کتنی ہے؟ فرمایا: چالیس سال

اشکال و جواب

بعض اذہان میں ہے کہ بیت المقدس حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر کروایا تو مسجد حرام کی تعمیر سے ہزار سال بعد کا معاملہ ہے، پھر چالیس سال فرمانا کیسے درست ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ تعمیر کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی، ان کے چالیس سال بعد حضرت یعقوب علیہ السلام نے مسجد اقصیٰ کی تعمیر کی تھی، حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کی توسیع اور تعمیر نو کی تھی، بلکہ ابن ہشام نے یہ نقل کیا ہے سیدنا آدم علیہ السلام نے جب کعبہ کی تعمیر کی، تو اس کے بعد انہوں نے ہی بیت المقدس کی تعمیر کی، اس مقدس گھر بیت اللہ شریف کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

ان اول بیت وضع للناس للذي بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو
ببكة مبارک وهدى للعالمين مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا

(ال عمران، ۹۶) سارے جہان کا راہنما

اس مسجد میں بیت اللہ (کعبہ) ہے اس میں ایک نماز کا ثواب لاکھ نماز کے برابر ہے اس پر تفصیلی گفتگو کے لیے ہماری کتاب ”حضور ﷺ کا سفر حج“ کا مطالعہ مفید رہے گا۔

الی المسجد الاقصی (مسجد اقصی تک)

مسجد اقصی ہی کو بیت المقدس کہا جاتا ہے، یہ آپ ﷺ کی زمینی سیر کی انتہا ہے، یہ نہایت ہی متبرک مقام ہے جن تین مساجد کی زیارت کا آپ ﷺ نے امتیوں کو شوق دلایا وہ تین یہ ہیں۔ ۱۔ مسجد حرام۔ ۲۔ مسجد نبوی اور۔ ۳۔ مسجد اقصی، امام داؤد اور ابن ماجہ نے ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیت المقدس کے بارے پوچھا تو فرمایا: وہ مقام محشر ہے وہاں جاؤ تو نماز ادا کرو۔

فان صلاة فيه كالف صلاة في
غيره

(فضائل بیت المقدس، ۱۰۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے۔

من حج و صلى في مسجد
المدينة والمسجد الاقصی في
عام واحد خرج من ذنوبه كيوم
ولدته امه

جس نے حج کیا اور مسجد نبوی اور مسجد اقصی میں
اس سال نماز پڑھی تو وہ گناہوں سے اس طرح
نکل جائے گا جیسے پیدا ہونے کے دن
(گناہوں سے پاک ہوتا ہے)

(اعلام الساجد للزکشی، ۲۹۶)

کچھ عرصہ کے لیے امت مسلمہ کا یہ قبلہ بھی رہا اور اس کی سمت نماز ادا کی جاتی رہی، حتیٰ کہ سولہ ماہ تک مدینہ منورہ میں نماز اس طرف منہ کر کے ادا کی جاتی رہی۔ حضور ﷺ کی تمنا تھی کہ ہمارا قبلہ بیت اللہ بن جائے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کی تمنا کے مطابق

کعبہ کو قبلہ بنا دیا۔ یاد رہے بیت المقدس سے پہلے قبلہ کعبہ ہی تھا، گویا امت مسلمہ کو اپنے اصل کی طرف لوٹا دیا گیا۔

بیت المقدس معدن انبیاء بھی کہلواتا ہے، اس لیے کہ وہاں تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو آپ ﷺ کے لیے جمع کیا گیا اور آپ ﷺ نے ان کی امامت کروائی۔

لیدل ذلک علی انہ الرئیس تا کہ آشکار ہو جائے کہ آپ ﷺ سربراہ اور المقدم والامام الاعظم سب سے بڑے امام ہیں۔

بیت المقدس جانے کی حکمتیں

اولاً آپ ﷺ کو مسجد حرام سے بیت المقدس لے جایا گیا اس کی علماء نے متعدد حکمتیں بیان کی ہیں، شارح بخاری امام ابن ابی جرہ رقمطراز ہیں۔

۱۔ تاکہ معاندین پر حق کا اظہار ہو جب آپ ﷺ نے بیت المقدس کے بارے میں بتایا، وہ جانتے تھے کہ آپ نے اس سے پہلے وہاں کا سفر نہیں کیا اور اسے نہیں دیکھا، پھر اس کے بارے میں متعدد سوالات اٹھائے، آپ ﷺ نے تمام کے جوابات عنایت کر کے انہیں ساکت کر دیا، اگر مکہ سے آسمانی معراج کی ابتداء ہو جاتی تو یہ فائدہ کمالاً حاصل نہ ہوتا۔

۲۔ چونکہ آپ ﷺ اس کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے عملاً آپ کو دکھا بھی دیا۔

۳۔ وہ معدن ارواح انبیاء کرام علیہم السلام ہے۔

فاراد اللہ تعالیٰ ان یشرفہم اللہ تعالیٰ نے چاہا تاکہ وہ تمام آپ ﷺ کی بزیارتہ ﷺ زیارت کا شرف پالیں۔

۴۔ وہ ہجرت انبیاء کا مرکز ہے، آپ کو وہاں سے لے جایا گیا تاکہ یہ فضیلت بھی آپ ﷺ کو حاصل ہو جائے۔

۵۔ امام ابن دحیہ کہتے ہیں، ممکن ہے اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہ ہو کہ میرا حبیب ﷺ وہاں نماز ادا کرے تاکہ بیت المقدس میں آپ ﷺ کے قدم رنجہ فرمانے سے اس کی فضیلت دو بالا ہو جائے۔

فلما تمم تقدیسہ اخبر ﷺ انه
لاتشد الرحال الا الی ثلاثۃ
مساجد المسجد الحرام لانه
مولد و مسقط رأسه و موضع
نبوته و مسجد المدینۃ لانه محل
ہجرتہ و ارض تربتہ و مسجد
الاقصى لانه موضع معراجہ ﷺ
ہے۔

(المعراج الکبیر، ۱۳، ۱۴)

۶۔ یہ محل قیامت و محشر ہے، اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ آپ ﷺ کے مبارک قدم وہاں لگ جائیں، تاکہ ان کی برکت سے روز قیامت امت کا وہاں قیام آسان ہو جائے۔

(جوہر البحار، ۳، ۴۳۹)

الذی بار کننا حولہ (جس کے ماحول کو ہم نے بابرکت بنایا)

یہ مسجد اقصیٰ کی شان ہے کہ ہم نے اسے خوب برکات سے نوازا ہے، وہ برکات کیا ہیں؟ وہ دینی بھی ہیں اور دنیاوی بھی۔

۱۔ یہ انبیاء کرام علیہم السلام کا مرکز، معبد اور وحی و ملائکہ کا مہبط ہے۔

۲۔ اس کے ارد گرد انہار اور پھلدار درخت ہیں۔

جب مسجد کے ارد گرد اس قدر برکات ہیں تو اس کے اپنے اندر کا عالم کیا ہوگا؟

بعض مفسرین نے کہا کہ تمام زمین کو برکات اس سے مل رہی ہیں کیونکہ روئے زمین کے پانی کا مرکز صحرا بیت المقدس ہی ہے۔

لنریہ من آیاتنا (تاکہ ہم انہیں اپنی آیات دکھائیں)

یہ اس سیر کی غایت ہے کہ ہم نے یہ سفر آپ ﷺ کو اپنی آیات کا مشاہدہ کروانے کے لیے کروایا، یہاں بھی آیاتنا (ہماری آیات) اور سورہ نجم میں ہے۔

لقد رای من آیات ربہ الکبریٰ آپ ﷺ نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔

یعنی دونوں مقامات پر آیات اللہ کا تذکرہ ہے کہ ہم نے خصوصی آیات کا مشاہدہ عطا فرمایا۔ اس سے درج ذیل سوال کا جواب بھی واضح ہو جاتا ہے۔ امام فخر الدین رازی نے سوال و جواب یوں نقل کیا ہے۔

سوال: لفظ من تبعیضیہ بتا رہا ہے کہ آپ ﷺ کو بعض آیات کا مشاہدہ عطا کیا ہے، حالانکہ سہرنا ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ہے۔

و کذلک نری ابراہیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین (الانعام، ۷۵) عین الیقین والوں میں ہو جائے۔

یہ الفاظ آشکار کر رہے ہیں انہیں سماوی وارضی تمام آیات کا مشاہدہ کروایا تو اس سے فیلزم ان یکون معراج ابراہیم لازم آ رہا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا معراج، حضور ﷺ کے معراج سے افضل محمد ﷺ ٹھہرے۔

جواب: ہم نے واضح کیا کہ آپ ﷺ نے آیات اللہ کا مشاہدہ کیا جبکہ سیدنا ابراہیم

علیہ السلام نے سماوی اور ارضی آیات کا مشاہدہ کیا اور بلاشبہ آیات الہیہ کا مشاہدہ ان سے کہیں افضل ہے۔ امام رازی کے الفاظ ہیں۔

الذی راہ ابراہیم ملکوت
السّموات والارض والذی راہ
محمد ﷺ بعض آیات اللہ
تعالیٰ ولاشک ان آیات اللہ
جو آیات حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دیکھیں
وہ سماوی اور ارضی تھیں، جبکہ حضور ﷺ نے بعض
آیات اللہ کا مشاہدہ کیا اور آیات اللہ بلاشبہ
افضل و اعلیٰ ہیں۔

افضل

(مفاتیح الغیب، ۲۰، ۲۹۲)

اس پر کچھ گفتگو سورہ نجم کے تحت بھی آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ

انہ هو السميع البصير (وہی دیکھنے اور سننے والا ہے)

مختار قول یہی ہے اس ضمیر کا مرجع ذات باری تعالیٰ ہے، معنی یہ ہے کہ وہ حضور ﷺ کے اقوال کو سننے والا اور آپ کے افعال کو دیکھنے والا ہے۔ امام ابوالبقا عبد اللہ بن حسین عکبری نے بعض محققین سے نقل کیا ہے، اس کا مرجع عبد بھی ہو سکتا ہے اب ترجمہ یہ ہوگا۔

السميع لكلامنا البصير لذاتنا

آپ ہمارا کلام سننے والے اور ہماری ذات
اقدم کا دیدار کرنے والے ہیں۔

املاء مامن بہ الرحمن

معراج اور قرآن

سورۃ النجم کی ۱۸ آیات کی تفسیر

سورہ نجم میں بیت المقدس سے اگلے حصہ سیر کا تذکرہ ہے، باقی اس حصہ کو بعد میں لانے کی حکمت یہ ہے تاکہ پہلے بیت المقدس تک جانا مان لیں اور اس پر آپ ﷺ کی سچائی واضح ہو جائے تو پھر اس سے بڑھ کر جو واقعہ ہے اسے سامنے لایا جائے تاکہ تدریجاً ایمان کا حصول ہو، آئیے! ان مبارک آیات اور الفاظ کی تلاوت و زیارت کا شرف پاتے ہیں۔

والنجم اذا هوى ما ضل صاحبكم وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى يوحى علمه شديد القوى ذو مرة

اس پیارے چمکتے تارے محمد ﷺ کی قسم! جب یہ معراج سے اترے تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر جو وحی ان کو کی جاتی ہے۔

فاستوى وهو بالا فوق الاعلى ثمردنا فتدلى فكان قاب قوسين او ادنى فاوحى الى عبده ما اوحى ما كذب الفؤاد ما راى افتمرونه على ما يرى ولقد راى نزلة اخرى عند سدرة المنتهى عندها جنة الماوى اذ يغشى السدرة ما يغشى مازاغ البصر و ما طغى لقد راى من ايت ربه الكبرى.

انہیں سکھایا سخت قوتوں والے طاقتور نے پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا اور وہ آسمان بریں کے سب سے بلند کنارہ پر تھا پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو اور انھوں نے تو وہ جلوہ دوبارہ دیکھا سدرة المنتہی کے پاس اس کے پاس جنت

الماوى ہے جب سدرة پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔ آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی بے شک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان (۱۸) آیات کے حوالہ سے چند نکات و فوائد کا

تذکرہ کرتے ہیں۔

والنجم (ستارے کی قسم)

واو قسمیہ ہے، النجم کی تفسیر میں متعدد اقوال ہیں۔

۱۔ اس سے مراد قرآن ہے جو متفرق اوقات میں آپ ﷺ پر نازل ہوتا رہا النجم بمعنی تفریق آتا ہے۔

۲۔ وہ ستارے مراد ہیں جو حفاظت وحی کے لیے شیاطین کو مارے جاتے ہیں۔

۳۔ اس سے حبیب خدا ﷺ کی ذات اقدس مراد ہے۔ امام محی السنۃ حسین بن مسعود بغوی (۵۱۶) لکھتے ہیں۔

وقال جعفر الصادق یعنی محمد
ﷺ اذ نزل من السماء الى
الارض ليلة المعراج
امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے اس
سے حضور ﷺ کی ذات اقدس مراد ہیں جو شب
معراج آسمان سے زمین پر تشریف لائے
(معالم التنزیل ۲، ۲۳۳)

امام احمد خفاجی اس تفسیر کے بارے میں کہتے ہیں۔

فلا غرابة فيه رواية و دراية لان
وجه الشبه ظاهر
اس میں عقلاً و نقلاً کوئی بعد نہیں، کیونکہ وجہ تشبیہ
بالکل ظاہر ہے۔

(نسیم الرياض، ۱، ۳۲۳)

اکثر مفسرین نے دوسری تفسیر کو مختار قرار دیا ہے۔

اذا هوى (جب وہ نیچے اترے)

ہوی، اوپر سے نیچے آنا، اگر نجم سے مراد قرآن ہو تو مفہوم ہوگا، قسم ہے قرآن کی جو
حضور ﷺ پر نازل ہوا اگر حضور ﷺ کی ذات اقدس مراد ہو تو اب وہی معنی ہوگا جو اوپر امام
جعفر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔

ماد نبل صاحبکم وما غوی (تمہارا ساتھی نہ گمراہ ہو اور نہ بھٹکا)

یہ جواب قسم ہے، یہاں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے دو باتوں کی نفی فرمائی ہے۔

ضلالت اور غی، ضلالت کی ضد ہدایت اور غی کی ضد رشد ہے۔ لفظ ضلالہ عام طور پر اس

گمراہی کے لیے آتا ہے جس کا تعلق بھول چوک یا فکر و اجتہاد کی غلطی سے ہو اور غوی کا تعلق اس گمراہی سے ہوگا، جس میں نفس کی اکساہٹ اور آدمی کے قصد و تعمد کو بھی دخل ہو، لفظ صاحب حضور ﷺ کے لیے اور ضمیر سے مخاطب قریش ہیں، انہیں متوجہ کر کے کہا جا رہا ہے کہ یہ پیغمبر جو تمہارے دن رات کے ساتھی ہیں، تمہارے لیے کوئی اجنبی نہیں تم ان کے ماضی و حاضر، ان کے اخلاق و کردار اور ان کے رجحان و ذوق سے اچھی طرح واقف ہو، تم نے کب ان کے اندر ایسی بات دیکھی ہے جس سے یہ شبہ ہو سکے کہ ان میں کہانت یا نجوم کا کوئی میلان پایا جاتا ہے، اس طرح کا ذوق کسی کے اندر ہوتا ہے تو دن رات کے ساتھیوں سے وہ عمر بھر چھپا نہیں رہتا، لیکن یہ عجیب بات ہے کہ جو چیز اتنی مدت تک تم نے ان کے اندر کبھی محسوس نہیں کی جب انہوں نے نبوت کا اعلان کیا اور تم کو اللہ کا کلام سنایا تو تم نے ان کو کاہن اور نجومی کہنا شروع کر دیا، حالانکہ ان کی زندگی اور ان کا کلام شاہد ہے کہ ان کے اندر کسی ضلالت یا غوایت کا کوئی شائبہ نہیں ہے، ماضی اور ماضیوں دونوں ماضی ہیں جو واضح کر رہے ہیں کہ آپ ﷺ کی اعلان نبوت سے پہلے کی زندگی پاکیزہ اور اعلیٰ تھی یعنی اس میں کوئی عقیدہ و عمل کی ہرگز کوئی کجی نہیں تھی۔

صاحبکم کی حکمت

یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کا نام ذکر کرنے کی بجائے صاحبکم فرمایا، تاکہ ان پر حجت خوب واضح طور پر ہو۔

وہم اعلم الخلق بہ وبحالہ
واقوالہ و اعمالہ وانہم لایعرفونہ
بکذب ولاغی ولا ضلال ولا
ینقسمون امرا و احدا قط
کیونکہ وہ آپ ﷺ کی ذات، احوال، اقوال اور
اعمال سے دیگر تمام سے زیادہ باخبر تھے انہوں
نے کبھی بھی آپ ﷺ سے کوئی جھوٹ، غلط
بات، گمراہی ہرگز نہیں دیکھی اور وہ اس طرح کا
کوئی ایک معاملہ بھی پیش نہیں کر سکتے۔
(المعراج الکبیر، ۲۲)

دوسرے مقام پر حضور ﷺ کی اس عظمت کو یوں آشکار فرمایا۔

ام لم يعرفوا رسولهم فهم له منكرون (المومنون، ۶۹) یا انھوں نے اپنے رسول کو نہ پہچانا تو وہ اسے بیگانہ سمجھ رہے ہیں۔

امام فخر الدین رازی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس میں واضح کیا کہ یہ لوگ اعلان نبوت سے پہلے آپ ﷺ کے بارے میں جانتے تھے۔

کونہ فی نہایة الامانة والصدق و غایة الفرار من الکذب والاخلاق الذميمة فكيف کذبوه بعد ان اتفقت کلهم علی تسميته بامین

کہ آپ ﷺ ہر معاملے میں امین اور سچے ہیں، جھوٹ، کذب اور برے اخلاق سے آپ ہر وقت گریزاں رہتے ہیں، آپ ﷺ کے امین ہونے پر متفق ہونے کے باوجود آپ ﷺ کی تکذیب کیسے کر سکتے ہیں۔

(مفتاح الغیب: پ ۱۸، ۲۸۶)

وما ينطق عن الهوى (اور یہ اپنی خواہش سے بولتے ہی نہیں)

مخالفین نے جب یہ کہنا شروع کیا کہ یہ قرآن خود گڑھ کر لاتے ہیں اور اسے اللہ کا کلام بنا کر پیش کرتے ہیں تو اس کے جواب میں فرمایا، یہ نبی تو اپنی خواہش سے بولتے ہی نہیں۔

عن الهوى کی حکمت

یہاں بالہوى نہیں بلکہ عن الهوى فرمایا کیونکہ نفی نطق عن الهوى میں زیادہ مبالغہ ہے، ہوى کی بنا پر نطق صادر ہی نہیں ہوتا چہ جائیکہ اس کا نطق ہو، گویا کہ اس میں دو چیزوں کی نفی ہے۔

۱۔ آپ ﷺ کے نطق کا سرچشمہ ہوى نہیں۔

۲۔ آپ ﷺ کا تعلق ہوئی سے نہیں، لہذا آپ کا نطق حق ہے اور اس کا سرچشمہ

ہدایت ہے نہ کہ گمراہی و ضلالت

ہوئی کا مفہوم

یہ نفس امارہ سے محبت اور اس کی اتباع کا نام ہے سب سے بڑی بت پرستی خواہش نفس کی اتباع ہے بتوں، درختوں اور پتھروں کے سامنے سجدہ ریز ہونے سے بچنا آسان ہے مگر اپنے اندر کے بت سے بچنا نہایت دشوار ہے بلکہ بچنا تو درکنار اکثر کو اس کا علم بھی نہیں رہا۔ حالانکہ خالق نے جہاں ظاہری بتوں کی مذمت اور نشاندہی کی وہاں اس نے باطنی صنم کی بھی نشاندہی کر دی ہے، ارشادِ ربانی ہے۔

ارایت من اتخذ الہہ ہواہ افانت
تکون علیہ وکیلا (الفرقان، ۴۳)
کیا تم نے اسے نہیں دیکھا جس نے اپنی خواہش
نفس کو خدا بنا لیا کیا تم ایسے کی نگرانی کر سکتے ہو۔
اس سے آگے فرمایا۔

ان ہم الا کالانعام بل ہم اضل
سیلا۔ (الفرقان، ۴۴)
ایسے لوگ تو چوپایوں کے مانند، بلکہ ان سے
زیادہ گمراہ ہیں۔

یعنی چوپائے ہر حال اور ہر شکل میں اپنی اس جبلت پر قائم رہتے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ نے ان کو پیدا کیا ہے، وہ اپنی خواہشات کی پیروی میں سر مو اپنی جبلت سے انحراف نہیں کرتے، لیکن انسان جب اپنی خواہشوں کا غلام بن جاتا ہے تو وہ اپنی جبلت اور فطرت کے تمام حدود توڑ کر چوپایوں سے بھی بدترین بن جاتا ہے۔

ایک اور مقام پر اس بات کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا۔

افرایت من اتخذ الہہ ہواہ
کیا تم نے ایسے شخص کو نہیں دیکھا جس نے اپنی
خواہش نفس کو معبود بنا لیا۔ (الجاثیہ، ۲۳)

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے۔

ومن اضل ممن اتبع هواہ بغیر
ہدی من اللہ ان اللہ لا یهدی
القوم الظالمین (القصص، ۵۰)

اللہ ہدایت نہیں دیتا ظالم لوگوں کو
یہاں وضاحت بھی فرمادی کہ جو خواہش شریعت کے خلاف ہوگی وہ خواہش نفس قرار
پائے گی۔

تو دولت پرستی، جاہ پرستی اور اقتدار پرستی وغیرہ سب باطن کے بت ہیں جن کی پرستش
سے نکلنا نہایت لازم و فرض ہے۔

حضور علیہ السلام نے اپنے متعدد ارشادات عالیہ کے ذریعے اس بات کو خوب اجاگر
کیا مثلاً ایک مقام پر فرمایا۔

تعس عبد الدینار و عبد الدرہم ہلاک ہو گیا دینار و درہم کا بندہ
جو خدا کو بھول کر دولت کا پجاری بنا وہ ہلاک ہو گیا، اس باطنی بت کی نشاندہی مفکر
اسلام علامہ اقبال نے یوں کی ہے۔

براہمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے

ہوش چھپ چھپ کر سینوں میں بنا لیتی ہے تصویریں

تیس بھی اس اندر کے بت سے ہر وقت بچتے رہنا چاہیے۔

سب سے بڑا بت

اسلام نے اسے سب سے بڑا بت قرار دیا ہے۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے ہے
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ما تحت ظل السماء من الہ یعبد
من دون اللہ اعظم عند اللہ من
ہو ی متبع
آسمان کے نیچے اللہ تعالیٰ کے ہاں اتباع خواہش
سے بڑا کوئی ایسا خدا نہیں جس کی اللہ تعالیٰ کے
علاوہ عبادت کی جائے۔

(المعجم الکبیر، للطبرانی)

ہلاک کرنے والی

امام بزار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین چیزیں نجات دلانے والی ہیں۔

- ۱۔ خلوت و جلوت میں خوف خدا
 - ۲۔ حالت فقر و غنا میں میا نہ روی
 - ۳۔ حالت رضا و غضب میں انصاف
- اور تین چیزیں ہلاک کر دیتی ہیں۔

- ۱۔ بخل کی عادت
- ۲۔ خواہش نفس کی اتباع،
- ۳۔ اپنی رائے کو ہی اچھا جاننا

ضل اور ينطق کا اہم فائدہ

اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر آپ ﷺ کی عظمت و شان کے لیے ضل ماضی اور ينطق مضارع ذکر کیا تاکہ تمام احوال میں آپ کا صدق و عصمت واضح ہو جائے، امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں ان الفاظ میں نہایت ہی حسن ہے کیونکہ ان سے واضح کر دیا گیا کہ بچپن سے لے کر کوئی بھی برائی آپ کے قریب نہیں آئی۔

فلم یکن اولاً ضالاً ولا غاوياً آپ ﷺ تو ابتداء ہی گمراہ اور غلط نہ تھے اب تو
وصار الان منقداً من الضلالة و آپ ﷺ گمراہی سے نجات دینے والے اور
مرشداً و ہادیا۔ ہادی و رہنمائی فرمانے والے ہیں۔

(مفاتیح الغیب، پ ۲۷، ۲۳۴)

علامہ محمود آلوسی (۱۲۷۰) نے الکشف کے حوالہ سے اس نکتہ کو یوں تحریر کیا ہے۔

لم یکن سابقة غواية وضلال منذ
 تمیز و قبل تحنک و استنبائہ لم
 یکن لہ نطق عن الہوی کیف و
 قد تحنک و نبی

جب آپ ﷺ بلوغ سے اور نبوت کی گھٹی سے
 پہلے گمراہی پر نہ تھے اور خواہش سے نہ بولتے
 تھے تو نبی بنائے جانے کے بعد ایسا کیسے ہو سکتا
 ہے؟

(روح المعانی، پ ۲۸، ۶۷)

ان هو الاوحی یوحی (یہ تو وحی ہے جو کی جاتی ہے)

ضمیر کے مرجع کے بارے میں دو آراء ہیں۔

۱۔ اس کا مرجع قرآن ہے یعنی قرآن سراپا وحی ہے۔

۲۔ اس کا مرجع نطق ہے یعنی آپ ﷺ کا ہر مبارک قول سراپا وحی ہے۔

دونوں ہی آراء درست ہیں مگر دوسری رائے احسن ہے کیونکہ اسے قرآن تک ہی
 محدود رکھنا خلاف ظاہر ہے اس لیے اہل علم نے یہ تصریح کی ہے۔

وهذا احسن من قول من جعل
 الضمیر عائدا الی القرآن فانه
 یعم نطقه بالقرآن والسنة وان
 حکمها وحی و سیاق الکلام

یہ اس قول سے احسن ہے کہ ضمیر قرآن کی طرف
 راجع ہے کیونکہ یہ قرآن و سنت دونوں کو شامل
 اور دونوں وحی ہیں سیاق کلام بھی اس معنی کی
 تائید کرتا ہے۔

یرشد هذا المعنی

(المعراج الکبیر، ۲۴)

اہم فائدہ، حدیث بھی وحی ہے۔

جب آپ ﷺ کا نطق سراپا وحی ہے تو اب قرآن کے ساتھ ساتھ سنت بھی بلاشبہ وحی
 ہوگی ہاں قرآن وحی جلی اور سنت وحی خفی، سنن دارمی میں یحییٰ بن کثیر سے ہے

کان جبریل ينزل على النبى ﷺ جبریل امین حضور ﷺ پر اس طرح سنت لے کر
بالسنة كما ينزل عليه بالقرآن آتے جیسے قرآن لے کر آتے تھے۔

حضرت حسان بن عطیہ سے بھی اسی طرح منقول ہے، سنن ابوداؤد میں حضرت مقدم
بن معدیکرب سے ہے حضور ﷺ نے فرمایا۔

الا انى اوتيت القرآن و مثله سنو مجھے قرآن اور اس کی مثل عطا کیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے میں حضور ﷺ کی ہر بات نوٹ کیا کرتا تھا
کہ انہیں محفوظ کر لوں کچھ لوگوں نے یہ کہتے ہوئے منع کیا کہ رسول اللہ بشر ہیں کبھی حالت
غضب میں ہوتے ہیں اور کبھی حالت خوشی میں، میں نے ارشادات عالیہ لکھنا ترک کر دیا
میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا تو فرمایا لکھا کرو۔

فوالذى نفس بيده ماخرج الاحق قسم اس ذات اقدس کی جس کے قبضہ میں میری
جان ہے میرے منہ سے حق نکلتا ہے۔

دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔

مايخرج منى الاحقا مجھ سے حق کے سوا کچھ صادر نہیں ہو سکتا۔

(مسند احمد، سنن ابو داؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں حق ہی کہتا ہوں عرض
کیا، یا رسول اللہ ﷺ آپ مزاح بھی تو فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا
انى لا اقول الا حقا میں حق کے سوا کچھ نہیں کہتا۔

الغرض دونوں طبقات مانتے ہیں کہ آپ ﷺ کے منہ سے نکلنے والی ہر بات حق ہے
اور اس میں خواہش نفس کا دخل نہیں۔

اجتہاد نبوی وحی ہے۔

کیا رسول اللہ ﷺ نے اجتہاد کیا؟ اس بارے میں دو آراء ہیں۔

۱۔ آپ ﷺ نے کبھی اجتہاد نہیں کیا، سابقہ آیت بھی ان کی دلیل ہے۔

۲۔ آپ ﷺ نے اجتہاد کیا، دوسری رائے والوں میں اختلاف ہے،

۱۔ کچھ کا کہنا یہ ہے آپ ﷺ کے اجتہاد میں خطا ممکن ہی نہیں،

۲۔ جبکہ کچھ کہتے ہیں خطا ممکن ہے مگر اس پر اقرار نہیں رہ سکتا۔

علماء احناف کی یہی رائے ہے، جمہور علماء کے نزدیک آپ ﷺ سے اجتہاد ثابت ہے

خواہ وہ دنیاوی امور ہیں یا دینی، اس پر سارے متفق ہیں کہ نبی کا اجتہادی خطا پر اقرار نہیں رہ

سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ فی الفور انہیں آگاہ فرمادیتا۔ امت کے مجتہدین اور آپ ﷺ کے اجتہاد

میں یہی بنیادی فرق ہے یہ خطا پر قائم رہ سکتے ہیں جبکہ آپ ﷺ ہرگز اس پر قائم نہیں رہ سکتے

اس لیے آپ ﷺ کا مقدس اجتہاد وحی کا درجہ رکھتا ہے۔ علماء احناف اسے وحی باطنی قرار

دیتے ہیں لہذا امت پر آپ ﷺ کے اجتہاد پر عمل بھی لازم ہے۔ اگر ذہن میں جائے آپ

ﷺ نے متعدد مواقع پر صحابہ سے مشورہ کیا اور اپنی رائے میں تبدیلی فرمائی؟ اس سلسلہ میں

گزارش ہے متعدد وحی بھی منسوخ ہوتی ہے یقیناً یہ تمام عمل امت کی تعلیم کی خاطر ہے اگر

آپ ﷺ ایسے نہ کرتے تو امت کے لیے یہ پریشانی بن جاتی بلکہ اگر ان واقعات کی گہرائی

میں اتر کر دیکھا جائے تو ان سے آپ ﷺ کا مقام آشکار ہوتا ہے مثلاً منافقین کو اجازت

دینے پر عفا اللہ عنک فرمایا کچھ لوگ تو کہیں گے یہ آپ ﷺ کے لیے جھڑک و عتاب

ہے مگر اہل تحقیق نے آشکار کیا یہ پیار کا جملہ ہے آپ ﷺ کا عمل بیان کرنے سے پہلے یہ

جملہ ذکر کر دیا تا کہ محبوب ﷺ پریشان نہ ہوں اس لیے انہوں نے کہا تمام انبیاء میں یہ آپ

ﷺ کی ہی شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے توجہ دلانے سے پہلے یہ جملہ نازل کیا، توجہ دلانا عتاب

نہیں بلکہ محبت ہوتی ہے۔

علمہ شدید القوی (زبردست قوتوں والے نے اسے سکھایا)

اکثر مفسرین نے اس سے حضرت جبریل امین جبکہ امام حسن بصری اس سے ذات الہی مراد لیتے ہیں علامہ محمود آلوسی رقمطراز ہیں۔

ان شدید القوی ہو اللہ تعالیٰ . شدید القوی سے اللہ تعالیٰ کی ذات مراد ہے

(روح المعانی پ ۲۷، ۷۴)

(فتح البیان پ ۲۷، ۴۴)

مولانا ثناء اللہ امرتسری نے دیگر اقوال کو لیا ہی نہیں بلکہ لکھا

ای ذوقہ شدیدة وهو اللہ تعالیٰ یعنی وہ قوت شدیدہ کا مالک ہے اور وہ اللہ تعالیٰ
ان اللہ هو الرزاق ذو القوة المتین ہے اس کے بارے میں ہے رزاق ہے اور
وقوله تعالیٰ وعلمک مالم تکن صاحب قوت متین ہے اس پر علمک مالم تکن تعلم
تعلم وقوله تعالیٰ الرحمن علم اور الرحمن علم القرآن بھی شاہد ہے۔

القران

(تفسیر القرآن بکلام الرحمان، ۳۴۵)

ذو مروة (جو بڑا دانا ہے)

اس کا مفہوم عقل میں کامل اور رائے میں صائب ہونا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس کا ترجمہ حسین وجمیل منقول ہے شدید القوی سے قوت علم اور ذومرہ سے قوت جسم بھی مراد لی جاسکتی ہے امام حسن بصری کے نزدیک شدید القوی اور ذومرہ اللہ کی صفات ہیں، اللہ تعالیٰ زبردست قوتوں والا اور دانا ہے اس نے اپنے نبی کو قرآن کی تعلیم دی

فاستوی وهو بالافق الاعلیٰ (پھر اس نے قصد کیا اور سب سے بلند

(کنارہ پہ تھے)

اکثر مفسرین کے نزدیک فاستویٰ کا فاعل حضرت جبریل امین ہی ہیں لیکن امام حسن بصری کی تحقیق کے مطابق ان شمار کا مرجع بھی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

على معنى العظمة والقدرة تو اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی عظمت، قدرت اور والسلطان (المعراج الکبیر، ۲۸) بادشاہی ہے۔

اگر جبریل امین مراد ہوں تو مفہوم ہوگا کہ وہ صورتِ اصلیہ میں ظاہر ہوئے روایات میں موجود ہے آپ ﷺ نے انہیں اصلی حالت میں دو دفعہ دیکھا ایک مرتبہ زمین پر اور دوسری دفعہ آسمانوں پر معراج کے وقت۔

خصوصیت نبوی

یہاں یہ بات ذہن نشین ہونی چاہیے کہ تمام انبیاء علیہم السلام پر تعلیمات شریعت حضرت جبریل علیہ السلام ہی لاتے رہے ہیں مگر انہیں اصلی حالت میں کسی نبی نے نہیں دیکھا انہیں اصل حالت میں دیکھنے کی خصوصیت بھی حضور ﷺ کو ہی حاصل ہے امام نجم الدین الغیٹی رقمطراز ہیں۔

ولم یر جبریل علیہ السلام احد من الانبیاء من تلک الصورة الانبیاء علیہم السلام کو کسی نبی نے نہیں دیکھا۔

(المعراج الکبیر، ۲۸)

ثم دنا فتدلی (پھر قریب ہوا اور قریب ہوا)

حضرت ابن عباس اور حضرت انس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ دنا کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے امام مکی اور ماوردی نے حضرت ابن عباس سے نقل کیا۔

هو الرب دنا محمد ﷺ رب العزت کی ذات محمد ﷺ کے قریب ہوئی
(الشفاء، ۱، ۲۷۰)

بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے۔

دنا الجبار رب العزة جبار رب العزت قریب ہوا۔
(البخاری، کتاب التوحید)

امام طبری اور دیگر مفسرین نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ نقل کیے۔

فدنا ربک عزوجل فکان قاب قوسین او ادنی کمانوں سے بھی کم ہو گیا
تو تمہارا رب عزوجل قریب ہوا اور فاصلہ دو
(جامع البیان پ ۲۷۰، ۶۲)

ولقد راہ نزلة اخرى کی تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ان الفاظ
میں مروی ہے۔

دنا منہ ربہ حضور کا رب آپ کے قریب ہوا

حافظ ابن حجر عسقلانی نے دائل النبوة للبیہقی کے حوالہ سے روایت نقل کر کے کہا۔

هذا سند حسن وهو شاهد قوی یہ سند حسن ہے اور یہ روایت شریک پر قوی شاہد
لروایة شریک ہے۔

(فتح الباری، ۱۳)

روایت شریک سے مراد بخاری کی روایت دنا الجبار رب العزة (جبار رب العزة
قریب ہوا) ہے جس پر تفصیلی گفتگو آ رہی ہے۔

امام قرطبی نے بھی انہی سے یہ الفاظ ذکر کیے۔

دنا اللہ سبحانہ و تعالیٰ اللہ سبحانہ و تعالیٰ قریب ہوا

(الجامع لاحکام القرآن)

واضح رہے اگر یہاں قرب جبریل مراد ہو تو یہ قرب حسی ہوگا، اگر قرب الہی مراد لیا جائے تو یہ قرب معنوی ہوگا کیونکہ حسی قرب سے اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس پاک ہے۔ قاضی عیاض، امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما کے حوالے سے اس قرب معنوی کو آشکار کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

انما دنو النبی ﷺ من ربه وقربه
منہ ابانة عظیم منزلتہ و تشریف
رتبتہ و اشراق انوار معرفتہ
ومشاهدة اسرار غیبہ و قدرتہ.
حضور ﷺ کا اپنے رب سے دنو و قرب سے مراد
آپ کا عظیم مرتبہ، بلند رتبہ، انوار و معرفت کا
ظہور، اس کے غیوب و قدرت کے اسرار کا
مشاہدہ ہے،
(الشفاء، ۱، ۲۷۲)

امام نجم الدین الغنظلی نے بھی اس بات کو واضح کرتے ہوئے لکھا، قرب الہی مراد لینے کی صورت میں

لم يقل احد ان المراد الدنو من
الله حسا كما قد يتوهمه من
يقول بالجهة بل من تعظيم
المنزلة و تشریف الرتبة
واشراق انوار المعرفة و
مشاهدة اسرار الغيب والقدرة
وبسط الامن والاكرام.
کسی نے بھی یہ قول نہیں کیا کہ اللہ کے قرب سے
مراد حسی قرب ہے جیسا کہ باری تعالیٰ کے لیے
جہت ماننے والوں کا وہم ہے بلکہ اس سے عظمت
منزلت، بلندی مقام، انوار معرفت کا حصول،
اسرار غیب و قدرت کا مشاہدہ اور اکرام و عزت
کی بہتات مراد ہے۔

(المعراج الكبير، ۲۹)

یعنی جس طرح دیگر مقامات پر توجیہ کی جاتی ہے مثلاً ينزل ربنا الى سماء الدنيا (ہمارا رب آسمان دنیا پر تشریف فرما ہوتا ہے) من تقرب شبر اتقربت عنه زراعا و

من اتانى يمشى اتيه بهرولة (جو ایک بالشت میری طرف آتا ہے میں اس کی طرف ایک ہاتھ آتا ہوں اور جو میری طرف چل کر آتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں) یہاں یہی تاویل کرنا ضروری ہے۔

فکان قاب قوسین اودنی (تو ہو گئے دو کمانوں کے برابر بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا)

معراج کے شایان شان یہی ہے کہ یہاں اللہ ورسول کا قرب مراد لیا جائے، اگر جبریل امین کا قرب مراد ہو تو پھر یہ اشکال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ وہ پہلے ہی دوزانو ہو کر آپ کی خدمت میں بیٹھتے تھے، شب معراج ان کا قرب چہ معنی دارد؟ اگرچہ اس کا جواب اہل علم نے یہ دیا ہے کہ اس موقع پر جبریل امین سے اصلی حالت میں قرب ہوا لیکن وہ تو زمین پر بھی آپ ﷺ کو پہلے حاصل ہو چکا تھا، اگر دونوں قرب مان لیں تو اس سے کوئی حرج لازم نہیں آتا اس پر تفصیلی گفتگو دیدار الہی کے باب میں آرہی ہے یہاں قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا ایک اقتباس سامنے لے آتے ہیں جو معاملہ کو آشکار کرنے میں معاون ثابت ہو سکتا ہے لکھتے ہیں۔

ان الدنو و التذلی من جبریل علیہ السلام و کونہ قاب قوسین اودنی لیس کمالا للنبی علیہ السلام فان النبى علیہ السلام کان افضل من جبریل علیہ السلام قال رسول الله ﷺ وزیر ای فی السماء جبریل و میکانیل (المظہری، پ ۲۷، ۱۰۶)

حضرت جبریل علیہ السلام کا دو کمانوں سے بڑھ کر قریب ہونا حضور ﷺ کے لیے کمال نہیں کیونکہ آپ ﷺ جبریل امین سے افضل ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آسمان پر میرے دو وزیر جبریل و میکانیل ہیں۔

السلام قال رسول الله ﷺ وزیر ای فی السماء جبریل و میکانیل (المظہری، پ ۲۷، ۱۰۶)

فاوحی الی عبدہ ما اوحی (پس اللہ نے وحی کی اپنے بندے پر جو کرنا تھی)

یہاں بھی دو آراء ہیں کہ اوحی کا فاعل کون ہے؟ اکثر محدثین و مفسرین کرام کی رائے یہی ہے کہ اس کا فاعل اللہ تعالیٰ کی ذات ہے کیونکہ حدیث مرفوعہ میں اوحی کا فاعل ذات الہی ہونے پر تصریح ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے رسول اللہ ﷺ نے واقعہ معراج بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

فاوحی اللہ الی ما اوحی ففرض
 علی خمسين صلاة فی کل یوم
 ولیلۃ (مسلم، کتاب الایمان)

(مسند احمد)

حافظ ابن حجر عسقلانی (المتوفی ۸۵۲) اسی کو واضح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

و کلام اکثر المفسرین من
 السلف یدل علی ان الذی اوحی
 ہو اللہ اوحی الی عبدہ محمد
 اسلاف مفسرین اکثریت کی گفتگو یہی بتاتی ہے
 کہ اوحی کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے اور اس نے حضور
 ﷺ پر وحی فرمائی۔

(فتح الباری، ۸، ۴۹۶)

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں شب معراج آپ ﷺ کے اللہ تعالیٰ سے بلا واسطہ کلام کا شرف پانے پر تقریباً اجماع ہے۔

فحصل له التكليم من الرب
 عز وجل ليلتئذ وائمة السنة
 كالمطبقين علی هذا (البداية)
 اجماع و اتفاق ہے۔

جب یہاں اوحی کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے تو دنا کا فاعل بھی اسے ہی بنانا چاہیے تاکہ

انتشارِ ضمائر لازم نہ آئے۔

وہاں کی گفتگو

وہاں معبود و عبد اور مطلوب و طالب کے درمیان کیا گفتگو ہوئی؟ اس بارے میں

متعدد اقوال ہیں۔

۱۔ عطاء نماز، ۲۔ آپ کو بتایا گیا آپ سے پہلے کوئی نبی اور آپ کی امت سے پہلے کوئی

امت بھی جنت میں داخل نہ ہوگی۔ ۳۔ ما کو عموم پر رکھا جائے اور یہ عقیدہ رکھا جائے وہاں جو

گفتگو ہوئی اللہ و رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔

ما کذب الفواد مارای (نہ جھٹلایا دل نے جو دیکھا)

فواد قلب نبوی اور رای کا فاعل حضور ﷺ ہیں مفہوم یہ ہوا آپ کے قلب انور نے

تصدیق کی جس کا آپ کی آنکھوں نے مشاہدہ کیا کہ آنکھیں جو کچھ دیکھ رہی ہیں یہ حقیقت

ہے یہ نظر کا فریب نہیں، نگاہوں نے دھوکا نہیں کھایا کہ حقیقت کچھ اور ہو اور نظر کچھ آ رہا ہو، ہ

شخص کو کبھی نہ کبھی اس صورت حال سے واسطہ پڑتا ہے کہ آنکھوں کو تو کچھ نظر آتا ہے لیکن

دل اسے ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتا یہاں واضح کیا جا رہا ہے کہ یہاں ہرگز ایسی صورت

نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی ﷺ کے اس مشاہدے کی تصدیق و تصویب ہے تاکہ

کوئی اس مشاہدے کو دل کی خیال آرائی اور نفس کا فریب نہ سمجھے، یہ فریب نفس اور دھوکا نہیں

بلکہ فی الحقیقت حضور ﷺ کا مشاہدہ ہے۔

مشاہدہ کس کا؟

مشاہدہ کس کا مراد ہے؟ اختلاف ہے بعض صحابہ حضرت جبریل کا مشاہدہ قرار دیتے

ہیں جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے بعض

کے نزدیک دیدار الہی مراد ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس، حضرت انس اور حضرت ابو امامہ

رضی اللہ عنہم سے منقول ہے، تفصیل کے لیے دیدار الہی کا باب آرہا ہے۔

یہاں صرف امام نووی کا ایک اقتباس ملاحظہ کیجئے اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن

مسعود رضی اللہ عنہ کے قول

رأى جبريل له ستمائة جناح
آپ نے جبریل کو چھ صد پروں کے ساتھ دیکھا
کے تحت لکھتے ہیں۔

هذا الذى قاله عبد الله هو مذهب
فی هذه الاية وذهب الجمهور
من المفسرين ان المراد انه رأى
سبحانه و تعالى

یہ اس آیت کے تحت حضرت عبد اللہ کا قول ہے
لیکن جمہور مفسرین کہتے ہیں یہاں مراد دیدار
الہی ہے۔

(شرح مسلم، ۱، ۹۷)

افتمار ونہ علی مایری (تو کیا تم اس چیز پر جھگڑے ہو جس کا وہ مشاہدہ کر

رہے ہیں)

یہ مخالفین کو مخاطب کر کے ان کی ملامت فرمائی کہ کیا تم اس نبی سے اس کے مشاہدات
میں جھگڑتے ہو؟ وہ جو کچھ آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور کانوں سے سنتے ہیں اس سے تمہیں
آگاہ کر رہے ہیں اگرچہ یہ چیز تم کو نظر نہیں آتی تو اس سے نفس حقیقت باطل نہیں ہو جائے
گی۔

ولقد رآه نزلة اخرى (اور یقیناً انھوں نے اسے دوبارہ بھی دیکھا)

یعنی نبی کا مشاہدہ فقط ایک بار نہیں کہ اس کی وجہ سے اس کو کوئی واہمہ یا مغالطہ قرار
دے دیا جائے بلکہ اسی طرح انھوں نے دوبارہ بھی مشاہدہ کیا یہاں بھی دونوں آراء ہیں
قرب جبریل ماننے والے کہتے ہیں آپ ﷺ نے جبریل امین کو اصل حالت میں دو دفعہ

دیکھا لیکن قرب الہی قرار دینے والے کہتے ہیں یہ دونوں دفعہ مشاہدہ باری تعالیٰ کا حاصل ہوا، امام نجم الدین الغیطی رقمطراز ہیں راہ کی ضمیر کے مرجع میں اختلاف ہے۔

فقال ابن مسعود و عائشة و
مجاہد ہو عائد علی جبریل
وقال ابن عباس و کعب الاحبار
هو عائد علی اللہ تعالیٰ۔
حضرت ابن مسعود، حضرت عائشہ، مجاہد کہتے ہیں
یہ جبریل امین کی طرف لوٹتی ہے، حضرت ابن
عباس اور حضرت کعب الاحبار کے نزدیک یہ اللہ
تعالیٰ کی طرف راجع ہے۔

(المعراج الکبیر، ۳۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے۔

رای محمد ﷺ ربہ مرتین
حضور ﷺ نے اپنے رب کو دو دفعہ دیکھا۔
دوسری روایت کے الفاظ ہیں۔

نظر محمد الی ربہ جعل الکلام
لموسیٰ والخلة لابراہیم والنظر
لمحمد ﷺ
حضور ﷺ نے اپنے رب کا دیدار کیا، اس نے
کلام حضرت موسیٰ، خلت حضرت ابراہیم علیہ
السلام کے لیے اور دیدار حضور ﷺ کو عطا فرمایا

امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔

روی الطبرانی فی الاوسط
باسناد قوی
امام طبرانی نے سند قوی سے اسے روایت کیا ہے

(اوسط للطبرانی بحوالہ فتح الباری، ۷، ۱۷۴)

عند سدرۃ المنتہیٰ (سدرۃ المنتہیٰ کے پاس)

یہ دوسری دفعہ مشاہدہ کے مقام کا تذکرہ ہے کہ وہ سدرۃ المنتہیٰ کے پاس ہوا۔ سدرہ
عربی زبان میں بیری کے درخت کو کہا جاتا ہے یہ مقام کہاں ہے؟ اس کے بارے میں صحابہ

سے دو آراء منقول ہیں۔ ۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے کہ یہ چھٹے آسمان پر ہے۔ مسلم میں ہے رسول اللہ ﷺ سدرہ پر تشریف فرما ہوئے۔

وہی فی السماء السادسة اور یہ چھٹے آسمان پر ہے

۲۔ لیکن حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا مقدس فرمان روایت کیا

ہے۔

ثم صعدي فوق سبع سموات
فاتينا سدرة المنتهى
پھر چھٹے آسمان سے اوپر لے جایا گیا اور پھر سدرہ
المنتہی پر جا پہنچے۔

(سنن النسائي، باب فرض الصلاة)

اس لیے ساتویں آسمان پر ہونے کو ترجیح حاصل ہے کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کا اپنا

فرمان ہے۔

دونوں میں تطبیق

کچھ محدثین نے ان میں یوں موافقت بیان کی کہ اس کی اصل چھٹے پر جبکہ شاخیں
وغیرہ ساتویں پر ہیں۔ شارح مسلم امام نووی (المتوفی ۶۷۲ھ) رقمطراز ہیں۔

ويمكن ان يجمع بينهما فيكون
اصلها في السادسة و معظمها في
ان کے درمیان یوں موافقت ممکن ہے کہ اس کی
اصل چھٹے میں اور بڑا حصہ ساتویں میں ہے۔

السابعة

اور اس سے آگے شیخ خلیل کے حوالہ سے لکھا۔

هي سدرة في السماء السابعة قد
اظلت السموات والجنة
سدرہ ساتویں پر ہے اور اس نے آسمانوں اور
جنت کو ڈھانپ رکھا ہے۔

(شرح مسلم، ۱، ۹۷)

امام ابن حجر عسقلانی، امام قرطبی کے حوالہ سے احادیث میں تعارض ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں یہاں کوئی تعارض نہیں۔

لانہ یحمل علی ان اصلها فی السماء السادسة و اغصانها و فروعها فی السابعة و لیس فی السادسة منها الا اصل ساقها.

(فتح الباری، ۷، ۱۹۹)

شیخ مقاتل کا قول ہے۔

یہ عرش کے دائیں طرف ہے

ہی عن یمین العرش

(وہو بالافق الاعلیٰ، ۵۳)

بعض مفسرین کی رائے ہے سورۃ الرعد میں جس طوبیٰ کا ذکر ہے۔

الذین امنوا و عملوا الصلحت طوبیٰ لهم و حسن ماب

جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کے لیے طوبیٰ اور حسن انجام ہے۔

(الرعد، ۲۸)

اس سے مراد سدرہ ہی ہے اس کے بارے میں روایات میں آیا ہے اگر اس کا ایک پتہ

زمین پر رکھ دیا جائے

تو وہ اہل زمین کو روشن کر دے

لاضات لاهل الارض

چار انہار

اس کے اصل سے چار انہار نکلتی ہیں، دو ظاہری نیل اور فرات اور دو باطنی جو جنت

میں بہتی ہیں۔ امام نووی نے شیخ مقاتل کے حوالہ سے ان دونوں کے بارے میں لکھا۔

الباطنان هما السلسبیل والکوتر
باطنی نہریں سلسبیل اور کوثر ہیں۔
(شرح مسلم، ۱، ۹۴)

نام کی وجہ

اس مقام کو اہل سنت نے کہنے کی متعدد وجوہ بیان ہوئی ہیں۔

۱۔ ملائکہ کا علم یہاں تک ہی ہے، امام نووی رقمطراز ہیں۔

قال ابن عباس والمفسرون
وغيرهم سميت سدرة المنتهى
لان علم الملائكة ينتهي اليها
ولم يجاوزها احد الا رسول
الله ﷺ

سیدنا ابن عباس، مفسرین اور دیگر نے سدرۃ
المنتہی کہنے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ ملائکہ کا علم
یہاں تک ہی ہے اور اس سے آگے رسول اللہ
ﷺ کے علاوہ کوئی نہیں گیا۔

۲۔ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کی وجہ یہ منقول ہے کہ اوپر سے اور
نیچے سے جو چیز آتی ہے وہ وہاں رک جاتی ہے۔

۳۔ مخلوق کا علم یہاں تک ہی ہے اس سے آگے غیب ہے۔

لا يعلمه الا الله تعالى او من اعلمه
(المعراج الكبير، ۳۵) دے

۴۔ حضور ﷺ کی شریعت کی کامل اتباع کرنے والوں کی یہ آخری منزل ہے۔

معلوم ہوتا ہے یہ بیری کا درخت عالم ناسوت اور عالم لاہوت کے درمیان ایک حد
فاصل ہے ہمارے لیے یہ سارا عالم نادیدہ ہے، نہ ہم عالم ناسوت اور عالم لاہوت کے حدود
کو جانتے اور نہ ان دونوں کے درمیان اس نشان فاصل کی حقیقت سے آگاہ ہیں جس کو
یہاں سدرہ سے تعبیر فرمایا گیا، حضور ﷺ کو اس کا بھی مشاہدہ عطا فرمایا گیا۔

عندھا جنة الماویٰ (اس کے پاس ہی جنت الماویٰ ہے)

جیسے صدرہ عالم ناسوت کی انتہا ہے جنت عالم لاہوت کا نقطہ آغاز ہے۔

۱۔ حضرت ابن عباس اور اکثر مفسرین کی رائے یہ ہے کہ

تاوی البھا ارواح الشهداء یہ ارواح شہداء کا ٹھکانہ ہے۔

۲۔ بعض کی رائے ہے کہ یہ حضرت جبریل اور حضرت میکائیل علیہما السلام کا مرکز

ہے۔

۳۔ بعض کی رائے کے مطابق یہ تمام اہل ایمان کا ٹھکانہ ہے اور یہ عرش کے نیچے

ہے۔

۴۔ سیدہ عائشہ اور حضرت زربن جیش رضی اللہ عنہما سے ہے یہ ایک جنت ہے۔

اذ یغشی السدرۃ ما یغشی (جب صدرہ پر چھارہا تھا جو چھارہا تھا)

یہ ان انوار و تجلیات کی طرف اشارہ ہے جن کے ہجوم نے صدرہ کو ڈھانپ رکھا تھا ان کے بیان کے لیے نہ کسی لغت میں کوئی لفظ موجود ہے اور نہ اس کی حقیقت کو سمجھنے کی کسی میں طاقت ہے، احادیث مبارکہ میں متعدد الفاظ سے اس کی تفصیل آئی ہے۔

حضرت ابن عباس اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے دیکھا صدرہ کو نور نے ڈھانپ رکھا ہے اور اس کے ہر پتے پر فرشتہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کر رہا ہے، ایک روایت کے الفاظ ہیں۔

غشیہا من نور اللہ عزوجل حتیٰ اسے اللہ عزوجل کے نور نے اس قدر ڈھانپ
ما یستطیع احد ینظر الیہا رکھا ہے کہ اسے دیکھنے کی کسی میں طاقت نہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے۔

فما احد من خلق يستطيع انه
ينعتها من حسنها
مخلوق میں سے کوئی اس کے حسن کے بیان کی
طاقت نہیں رکھتا۔

(المظہری، پ ۲۷، ۱۱۳)

امام عبد بن حمید نے سلمہ بن وعران سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا فرشتوں نے اللہ
رب العزت کی بارگاہ اقدس میں عرض کیا، ہم تمام حضور ﷺ کی زیارت کا شرف پانا چاہتے
ہیں۔

فاذن لهم فغشيت الملائكة
السدرة ينظروا الى النبي ﷺ
انہیں اجازت ملی تو وہ سدرہ پر جمع ہو گئے تاکہ
حبیب خدا ﷺ کی زیارت کا شرف پاسکیں۔
(الدر المنثور)

ما زاغ البصر و ما طغى (نہ نگاہ چوندھیائی اور نہ حد سے بڑھی)

یہ نگاہ نبوی کا شان و کمال بیان ہوا، یہاں ایک طرف رسول اللہ ﷺ کے کمال تحمل کا
بیان ہے کہ اس قدر انوار و تجلیات کے باوجود آپ کی نگاہ میں کوئی چکا چوند پیدا نہ ہوئی اور
آپ پورے سکون کے ساتھ انہیں دیکھتے رہے دوسری طرف آپ کے کمال ضبط و یکسوئی کا
اظہار ہے کہ جس مقصد کے لیے آپ کو بلایا گیا اس پر آپ کا ذہن اور اپنی نگاہ کو مرکوز کیے
رہے اور حیرت انگیز مناظر ہونے کے باوجود ان کی طرف آپ متوجہ بھی نہ ہوئے۔ قاضی
ثناء اللہ پانی پتی ان الفاظ کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔

مامال بصر النبى ﷺ يمينا و لا
شمالاً و ما اخطى فى النظر بل
اثبتہ اثباتاً صحيحاً و ما طغى اى
ماجاوز عن المحبوب الى غيره
حضور ﷺ کی نگاہ مقدس دائیں بائیں نہ پھری
اور نہ ہی دیکھنے میں کمی کی بلکہ اسے آپ ﷺ
نے نہایت ہی تحمل سے ثابت رکھا، و ما طغى یعنی
اس نے محبوب کے علاوہ کسی طرف تجاوز نہ کیا۔
(المظہری، پ ۲۷، ۱۱۳)

ذہن و نگاہ، مقصد کی طرف مرکوز رہنے پر حضرت ملا علی قاری کی ایک گفتگو نہایت ہی

ہم اور قابل مطالعہ ہے، حدیث معراج میں ہے حضور ﷺ نے فرمایا مجھے جبریل امین نے کہا یہ تمہارے والد ابراہیم ہیں انہیں سلام کہو تو میں نے سلام کیا اور انہوں نے جواب دیا اس پر موصوف لکھتے ہیں۔

گویا ہمارے نبی ﷺ اس وقت کامل حالت
استغراق اور مشاہدہ مقصد کی طرف متوجہ اور تمام
مخلوق سے بے نیاز تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے
اس طرف اشارہ فرمایا، مازاغ البصر وما
طغی اس وجہ سے ہر مقام پر جبریل امین کے
سلام کہلوانے کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت
پیش آئی۔

كان نبينا عليه السلام كان في
الاستغراق التام و مشاهدة
المرام غافلاً عن الأنام كما اشار
اليه سبحانه و تعالی بقوله مازاغ
البصر و ما طغی حتى احتاج في
كل من المقام الى تعليم جبريل
بالسلام

(مرقاة المفاتيح، ۱۶، ۱۰)

لقد راي من آيات ربه الكبرى (بلاشبہ انہوں نے اپنے رب کی بڑی

بڑی نشانیاں دیکھیں)

سورۃ اسراء میں ارشاد مبارک تھا "لنريه من اياتنا" تاکہ ہم اپنی آیات کا مشاہدہ
کروائیں۔

یہاں الفاظ میں "آیات ربه الكبرى" اپنے رب کی آیات کا آپ نے مشاہدہ
کیا، یاد رہے آیات الہیہ اور دیگر آیات میں زمین و آسمان کا فرق ہے بلکہ دیگر تمام نشانیاں،
ان میں سے کسی ایک کے برابر بھی نہیں ہو سکتیں۔

حافظ ابن کثیر اور امام رازی نے یہاں لکھا کہ دونوں مقامات کے الفاظ بتا رہے ہیں
کہ دیدار الہی نہیں ہو اور نہ آیات کی جگہ دیدار ذات کا تذکرہ کیا جاتا کیونکہ سب سے بڑی
نعمت تو وہی تھی اس کے جواب میں مفسرین نے کہا۔

دونوں آیات میں عدم ذکر رویت کی عدم وقوع
رویت پر دلالت نہیں کیونکہ ممکن ہے رویت و
دیدار ہوا مگر اسے خوف انکار کی وجہ سے مخفی رکھا
ہو

لادلالة في عدم ذكر الروية في
اليتين على عدم وقوعها
لاحتمال انها وقعت و كتمت
خوفا من الانكار

(المعراج الكبير، ۳۰)

یہاں قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی گفتگو نہایت ہی قابل مطالعہ ہے، سوال اٹھاتے ہیں یہ
آیت تائید کر رہی ہے کہ دیدار الہی نہیں بلکہ ملاقات جبریل ہی مراد ہے۔

لان رؤية الايات غير رؤية الذات
کیونکہ رویت آیات، ذات کی رویت کا غیر ہے
اس کا جواب دیتے ہیں کہ آیات کی رویت، ذات کی رویت کے منافی نہیں۔

بل الايات قد يتجلى فيه الذات
بلکہ آیات میں ذات روشن ہوتی ہے جیسا کہ شمس
كما ان الشمس يتجلى في
آئینہ میں۔

المرأة

اس پر سوال ہوا پہلے تم نے ”و ما طفی“ کا ترجمہ کیا تھا نگاہ نے محبوب کے دیدار
سے تجاوز نہیں کیا۔

تو یہ رویت آیات کا کیا معنی؟

فكيف يتصور رؤية الايات

جواب دیا اور خوب دیا۔

رویت آیات سے مقصود ذات ہی ہے، یہی وجہ
ہے کہ آیات، ذات کے لیے آئینہ ہوتی ہیں،
جب آپ نے آیات دیکھیں اور آپ کی نگاہ ان
سے گزر کر ذات پر گئی اور جب ذات کا دیدار کیا
تو پھر نگاہ کسی طرف متوجہ نہ ہوئی۔

المقصود من رؤية الايات انما
هي الذات و من ثم تكون الايات
مرأة للذات فحين رأى الايات
جاوز نظره عنها الى الذات و
حين رأى الذات لم يتجاوز عنه

الى غيره اصلا

(المظہری، پ ۲۷، ۱۱۳)

معراج اور احادیث



حدیث ۱

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میرے پاس براق لایا گیا جس کا رنگ سفید، ہمارے بڑھا اور نچر سے چھوٹا تھا، اس کا قدم حدنگاہ پر پڑتا، اس پر سوار ہو کر بیت المقدس پہنچا، میں نے اسے اس حلقہ کے ساتھ باندھا جس کے ساتھ انبیاء علیہم السلام باندھتے تھے، میں نے مسجد میں داخل ہو کر دو رکعتیں ادا کیں پھر نکلا، جبریل امین شراب اور دودھ کا برتن لائے میں نے دودھ کو منتخب کیا جبریل کہنے لگے آپ نے فطرت کو چننا ہے، پھر مجھے آسمان کی طرف بلند کیا گیا، جبریل نے دستک دی سوال ہوا تم کون ہو؟ بتایا جبریل، پوچھا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ انھوں نے میرا نام لیا محمد ﷺ، پوچھا کیا انہیں مبعوث کیا گیا ہے؟ کہا ہاں بلایا گیا ہے، ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا تو وہاں میری ملاقات حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی، انھوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور دعائیں دیں، پھر مجھے دوسرے آسمان کی طرف لے جایا گیا جبریل نے دستک دی پوچھا کون؟ بتایا جبریل، پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ بتایا محمد ﷺ، پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ بتایا ہاں، ہمارے لیے دروازہ کھلا تو وہاں میری ملاقات حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہم السلام سے ہوئی، دونوں نے مجھے مرحبا کہا اور دعادی، پھر میں تیسرے آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ جبریل نے دستک دی سوال ہوا تم کون ہو؟ بتایا جبریل، پوچھا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ انھوں نے میرا نام لیا محمد ﷺ پوچھا کیا انہیں مبعوث کیا گیا ہے؟ کہا ہاں انہیں بلایا گیا ہے، دروازہ کھولا تو وہاں حضرت یوسف علیہ السلام سے ہماری ملاقات ہوئی انہیں حسن کا ایک حصہ عطا کیا گیا ہے، انھوں نے مجھے خوش آمدید کہتے ہوئے دعادی۔ پھر میں چوتھے آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ جبریل نے دستک دی سوال ہوا تم کون ہو؟ بتایا جبریل، پوچھا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ انھوں نے کہا محمد ﷺ، پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں بلایا

گیا ہے، ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا تو وہاں حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انھوں نے بھی مرحبا کہا اور دعادی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

ورفعنا مکانا علیا اور ہم نے اسے بلند جگہ کی طرف اٹھایا

(مریم، ۵۷)

پھر میں پانچویں آسمان کی طرف بلند کیا گیا جبریل نے دستک دی سوال ہوا تم کون ہو؟ بتایا جبریل، پوچھا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ انھوں نے کہا محمد ﷺ، پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں بلایا گیا ہے، ہمارے لیے دروازہ کھول دیا گیا تو وہاں حضرت ہارون نے مجھے خوش آمدید کہا اور دعادی، پھر ہمیں چھٹے آسمان کی طرف لے جایا گیا، جبریل نے دستک دی سوال ہوا تم کون ہو؟ بتایا جبریل، پوچھا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ انھوں نے کہا محمد ﷺ، پوچھا کیا انہیں مبعوث کیا گیا ہے؟ بتایا ہاں، ہمارے لیے دروازہ کھلا تو وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مجھے خوش آمدید کہا اور دعادی، پھر میں ساتویں آسمان کی طرف لے جایا گیا جبریل نے دستک دی سوال ہوا تم کون ہو؟ بتایا جبریل، پوچھا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ انھوں نے کہا محمد ﷺ، پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں بلایا گیا ہے، ہمارے لیے دروازہ کھولا گیا تو وہاں میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پایا جو بیت المعمور کے ساتھ تکیہ لگائے تشریف فرما تھے، وہاں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور وہ دوبارہ نہیں آتے پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ پر لے جایا گیا جس کے پتے ہاتھی کے کانوں اور پھل قلال کی طرح تھے فرمایا جب اسے اللہ کے امر نے ڈھانپ لیا جیسے کہ ڈھانپنا تھا تو اس میں تبدیلی آئی اس کے حسن کو مخلوق بیان کرنے کی طاقت ہی نہیں رکھتی فرمایا پھر اس نے میری طرف وحی کی، جو وحی کرنا تھی، مجھ پر دن رات میں پچاس نمازیں فرض کیں میں واپس لوٹا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا انھوں نے پوچھا رب تعالیٰ نے تمہاری امت پر کیا فرض فرمایا ہے؟ میں نے بتایا پچاس نمازیں، کہنے لگے واپس جا کر اپنے رب سے کمی کرو اور تمہاری

امت اس کی طاقت نہیں رکھتی، مجھے بنی اسرائیل میں اس کا تجربہ ہو چکا ہے، میں اپنے رب کی طرف لوٹا اور عرض کیا، اے میرے پروردگار میری امت پر تخفیف فرما تو مجھ سے پانچ نمازیں کم کر دی گئیں۔ میں واپس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور پانچ کی کمی سے آگاہ کیا کہنے لگے تمہاری امت میں اتنی طاقت نہیں واپس اپنے رب کے حضور جاؤ اور کمی کی درخواست کرو۔

فلم ازل ارجع بین رسی و بین میں اپنے رب اور موسیٰ کے درمیان آتا جاتا رہا

موسیٰ

حتیٰ کہ فرمان الہی ہوا، یا محمد ﷺ دن رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں ہر نماز کا ثواب دس کے برابر ہے تو یہ پچاس ہو جائیں گی، تو جس نے برائی کا ارادہ کیا لیکن نہ کی تو کوئی شی نہیں لکھی جائے گی، اگر کر لی تو ایک برائی لکھی جائے گی، میں نے واپس آ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اطلاع دی کہ پھر واپس جا کر اپنے رب سے کمی کرواؤ، میں نے کہا میں اتنی بار گیا ہوں اب مجھے جاتے ہوئے حیا محسوس ہوتی ہے۔ (مسلم، کتاب الایمان)

امام سیوطی لکھتے ہیں باب معراج میں یہ روایت سب سے عمدہ اور جمید ہے انھوں نے اپنی کتاب الایۃ الکبریٰ کی ابتداء اسی روایت سے کی ہے۔

حدیث ۲

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں مکہ میں تھا ہمارے گھر کی چھت میں سوراخ کیا گیا اور جبریل امین آئے انھوں نے میرا سینہ چاک کر کے اسے ماء زمزم سے غسل دیا پھر سونے کا تھال لایا گیا جو حکمت و ایمان سے مالا مال تھا اسے میرے سینے پر انڈیل کر اسے سی دیا گیا، پھر میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے آسمان کی طرف لے چلے جب میں آسمان دنیا پر پہنچا تو جبریل نے خازن سما سے دروازہ کھولنے کا کہا اس نے پوچھا کون ہو؟

بتایا جبریل، پوچھا تمہارے ساتھ کوئی ہے؟ انھوں نے کہا محمد ﷺ، پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ بتایا ہاں دروازہ کھلا، ہم اس کے اوپر گئے تو وہاں ایک شخص تشریف فرما تھے ان کے دائیں بائیں افراد تھے وہ دائیں دیکھ کر مسکراتے اور بائیں دیکھ کر روتے ہیں، انھوں نے مجھے صالح اور ابن صالح کہہ کر خوش آمدید کہا، میں نے جبریل سے پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا یہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں، ان کے دائیں بائیں ارواح اولاد ہیں، دائیں طرف جنتی جبکہ بائیں طرف دوزخی ہیں اس لیے دائیں طرف دیکھ کر خوش اور بائیں طرف دیکھ کر روتے ہیں۔ مجھے دوسرے آسمان کی طرف بلند کیا اور خازن سے دروازہ کھولنے کا کہا تو اس نے بھی پہلے کی طرح سوال و جواب کر کے دروازہ کھولا، حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، حضور ﷺ نے آسمانوں پر حضرت آدم، حضرت ادریس، حضرت عیسیٰ اور حضرت ابراہیم (صلوات اللہ علیہم) کا ذکر کیا لیکن ان کے مقامات کی تفصیل نہیں بتائی البتہ حضرت آدم علیہ السلام سے آسمان دنیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے چھٹے آسمان پر ملاقات کا بتایا، فرمایا جب جبریل مجھے لے کر حضرت ادریس علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو انھوں نے نبی صالح اور اخ صالح کہہ کر خوش آمدید کہا میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا یہ حضرت ادریس علیہ السلام ہیں، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا انھوں نے بھی مجھے انہی الفاظ سے مرحبا کہا میرے پوچھنے پر بتایا یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ پھر میرا گزر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ہوا انھوں نے بھی ایسے ہی کلمات سے خوش آمدید کہا میں نے پوچھا تو بتایا یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں، پھر میرا گزر حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہوا انھوں نے نبی صالح اور ابن صالح کہہ کر مرحبا کہا میں نے پوچھا تو بتایا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

ثم عرج بی حتی ظہرت پھر مجھے اوپر لے جایا گیا حتی کہ ایک میدان آیا
لمستوی اسمع فیہ صریف جہاں میں نے اقلام تقدیر کی آواز سنی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض فرمادیں، میں لے کر واپس لوٹا حتیٰ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انھوں نے پوچھا، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ بتایا پچاس نمازیں، کہنے لگے اپنے رب کے پاس جا کر کمی کروائیں، تمہاری امت ان کی طاقت نہیں رکھتی، میں واپس حاضر ہوا تو کچھ حصہ کم کیا، میں لوٹ کر حضرت موسیٰ کے پاس آیا اور بتایا اتنی کم ہو گئیں ہیں، کہنے لگے آپ پھر جائیں امت اتنی طاقت نہیں رکھتی، واپس حاضر ہوا تو کچھ اور کم ہو گئیں میں نے آکر بتایا تو کہنے لگے پھر اپنے رب کے پاس جاؤ ان کی بھی طاقت امت میں نہیں، میں پھر حاضر ہوا تو فرمایا یہ پانچ ہیں۔ میرے ہاں قول میں تبدیلی نہیں آتی، میں لوٹ کر حضرت موسیٰ کے پاس آیا کہنے لگے پھر اپنے رب کی بارگاہ میں جاؤ، میں نے کہا اب مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے پھر میں چلا یہاں تک کہ سدرۃ المنتہیٰ آگئی، اسے جن رنگوں نے ڈھانپ رکھا تھا میں ان کی حقیقت سے آگاہ نہیں، پھر مجھے جنت میں لے جایا گیا تو وہاں موتیوں کی لڑیاں اور اس کی مٹی کستوری تھی۔

(صحیح البخاری)

حدیث ۳

حضرت شریک بن عبداللہ کہتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا، جس رات آپ ﷺ کو معراج ہوئی آپ ﷺ کے پاس تین فرشتے نزول وحی سے پہلے آئے اس وقت آپ مسجد حرام میں آرام فرماتے تھے ان میں سے پہلے نے پوچھا، ان میں سے آپ کون سے ہیں؟ دوسرے نے بتایا درمیان والے اور یہ سب سے افضل ہیں آخر والے نے کہا ان سے افضل کو لے لو، اس رات اتنا ہی ہوا پھر آپ نے انہیں نہ دیکھا حتیٰ کہ وہ کسی دوسری رات آئے۔

آپ ﷺ کی مبارک آنکھیں سوتیں مگر دل بیدار رہتا، اسی طرح دیگر انبیاء علیہم

السلام کی آنکھیں سوتیں مگردل بیدار رہتا، آج انھوں نے کوئی گفتگو نہ کی آپ ﷺ کو اٹھا کر بزم زمزم کے پاس لائے، ان میں سے جبریل نے آپ ﷺ کا سینہ اقدس چاک کیا اور اپنے ہاتھوں سے زمزم سے دھویا یہاں تک کہ وہ خوب چمک اٹھا، پھر سونے کا تھال لایا گیا جو ایمان و حکمت سے مالا مال تھا اس سے سینہ اقدس کو بھر دیا گیا اور پھر اسے سی دیا گیا، پھر آپ کو آسمان دنیا پر لے جایا گیا، دستک دی گئی اہل آسمان نے پوچھا کون؟ بتایا جبریل، پوچھا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ بتایا محمد ﷺ، پوچھا یہ مبعوث کیسے گئے ہیں؟ بتایا ہاں، انھوں نے مرحبا کہا۔

يستبشربه اهل السماء اور ایک دوسرے کو مبارک دینے لگے
 اور اہل سماء زمین کے بارے میں نہیں جانتے یہاں تک کہ انہیں نہ بتایا جائے، اس آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام تھے، جبریل نے کہا یہ آپ ﷺ کے والد ہیں انہیں سلام کہیں، آپ ﷺ نے سلام کہا، انھوں نے جواب دیتے ہوئے کہا میرے بیٹے خوش آمدید نعم الابن انت آپ کیا ہی باکمال بیٹے ہیں۔

وہیں سے دو بڑی نہریں بہ رہی ہیں، میں نے ان کے بارے میں جبریل سے پوچھا، بتایا یہ نیل و فرات ہیں، ہم آگے گئے تو وہاں ایک اور نہر تھی جس پر موتیوں اور زبرجد کا محل تھا اور اس کی مٹی کستوری سے بڑھ کر خوشبودار تھی، پوچھا جبریل یہ کیا ہے؟ عرض کیا هذا الكوثر الذي خباء لك یہ وہ کوثر ہے جو تمہارے رب نے تمہارے لیے محفوظ رکھی ہے۔

پھر ہم دوسرے آسمان پر گئے، ملائکہ نے پہلے آسمان والوں کی طرح خوش آمدید کہا، پوچھا کون؟ بتایا جبریل، پوچھا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ بتایا محمد ﷺ، پوچھا کیا انہیں مبعوث کیا گیا ہے؟ بتایا ہاں تو انھوں نے مرحبا اور اھلا کہا۔ پھر ہم تیسرے آسمان پر گئے وہاں کے ملائکہ نے بھی پہلے اور دوسرے آسمان والوں کی طرح ہی کیا، پھر چوتھے آسمان پر گئے انھوں

نے بھی اسی طرح کیا، پھر پانچویں پر بھی اسی طرح ہوا، پھر چھٹے پر بھی اسی طرح استقبال ہوا، پھر ساتویں پر گئے وہاں بھی اسی طرح احترام ہوا، ہر آسمان پر حضرات انبیاء علیہم السلام تھے ان کے اس اسماء بتاتے مجھے یہ یاد رہے دوسرے پر حضرت ادریس، چوتھے پر حضرت ہارون، پانچویں پر پیغمبر کا نام یاد نہیں رہا، چھٹے پر حضرت ابراہیم، ساتویں پر حضرت موسیٰ کا نام اللہ کی فضیلت کی وجہ سے تھے، حضرت موسیٰ نے کہا اے میرے رب میں گماں نہیں کر سکتا تھا کہ مجھ سے بھی کوئی بلند ہے، پھر اس کے بعد بلندی ہوئی جسے اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے حتیٰ کہ سدرہ کا مقام آ گیا۔

وَدَنَا الْجِبَارُ رَبُّ الْعِزَّةِ فَدَلِّي اللّٰهُ رَبُّ الْعِزَّةِ قَرِيبٌ هُوَ حَتَّىٰ كَدُّ كَمَا نُوْنَ سِ
 حَتَّىٰ كَانَ مِنْهُ قَابُ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَىٰ كَمْ فَاصِلَةٌ رَهَّ لِيَا تُو اللّٰهُ نَعْنَىٰ وَحَىٰ كَىٰ جَوْكَىٰ أُوْرِ پِچَّاسِ
 فَاَوْحَىٰ إِلَيْهِ فِيمَا أَوْحَىٰ نَمَازِيسِ دِنِ رَاتِيسِ مِيسِ الْاَزْمِ كِيسِ
 خَمْسِينَ صَلَاةً كُلُّ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ

اس کے بعد واپسی پر حضرت موسیٰ کے پاس پہنچے تو پوچھا تمہارے رب نے تم سے کونسا عہد لیا ہے؟ فرمایا پچاس نمازوں کا، عرض کیا تمہاری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی، واپس جا کر اپنے رب سے کمی کرواؤ، آپ ﷺ نے جبریل کی طرف مشورہ کی نگاہ سے دیکھا، تو انہوں نے کہا کہ اگر آپ ﷺ چاہیں تو ہو سکتا ہے۔

نوٹ: اس روایت پر وارد تمام اعتراضات کا جواب مستقل فصل ”حدیث شریک پر اعتراضات کی حقیقت“ میں ملاحظہ کیجئے۔

حدیث ۴

امام بزار نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں بیٹھا ہوا تھا جبریل امین نے میرے دونوں شانوں کے درمیان ہاتھ رکھا تو میں ایک

درخت کی طرف اٹھا جس پر پرندہ کا گھونسلہ تھا وہ ایک طرف خود بیٹھ گئے اور دوسری طرف مجھے بٹھایا وہ بلند ہوا حتیٰ کہ خانقین تک پہنچا میں نے آنکھیں کھولیں اگر میں چاہتا تو آسمان کو چھو لیتا اچانک جبریل امین کو مثل چادر مندرہ کی طرح دیکھا تو مجھے ان کے علم الہی کی اپنے پر فضیلت کی معرفت ہوئی میرے لیے آسمانی دروازہ کھولا گیا۔

فرأيت النور الاعظم و اذا دون
الحجاب الرفرف و الياقوت و
اوحى الي ما شاء ان يوحى
چاہا اس نے وحی فرمائی۔

(مجمع الزوائد، ۱، ۷۵)

حافظ ابن کثیر کہتے ہیں اگر یہ روایت صحیح ہے تو واقعہ، معراج کے علاوہ کا ہے کیونکہ اس میں نہ بیت المقدس کا ذکر ہے اور آسمانوں کی طرف بلند ہونے کا تذکرہ ہے۔

(تفسیر ابن کثیر، ۵، ۷۵)

حدیث ۵

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، جبریل امین براق لے کر آپ کی خدمت میں آئے اس نے اپنے کان کھڑے کیے تو جبریل نے کہا اے براق رک جا تجھ پر ان کی مثل ذات سوار نہیں ہوئی، حضور علیہ السلام روانہ ہوئے تو راستہ میں بوڑھی عورت آئی، پوچھا یہ کون ہے؟ عرض کیا آگے چلیے، کچھ دیر اللہ کی مشیت کے مطابق چلے تو راستہ کی ایک جانب سے راستہ چھوڑنے کی دعوت دی گئی اور کہا ادھر آؤ، جبریل نے کہا حضور آگے چلیے، آپ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق آگے گئے تو ایک مخلوق سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے عرض کیا۔

السلام علیک یا اول، السلام علیک یا آخر، السلام علیک یا حاضر، جبریل امین نے کہا

آپ بھی جواب عنایت فرمائیں تو آپ نے سلام کا جواب دیا، پھر دوسرا گروہ ملا انھوں نے بھی پہلے کی طرح کیا، پھر اسی طرح تیسرے سے ملاقات ہوئی، حتیٰ کہ بیت المقدس پہنچے آپ کی خدمت میں پانی، شراب اور دودھ پیش کیا گیا، حضور ﷺ نے دودھ پیا، جبریل نے عرض کیا آپ نے فطرت کو اپنایا، اگر آپ پانی پیتے تو آپ کی امت غرق ہو جاتی، اگر آپ شراب پی لیتے تو آپ کی امت اغوا ہو جاتی، پھر حضرت آدم علیہ السلام اور دیگر انبیاء کو جمع کیا، رسول اللہ ﷺ نے تمام کی امامت کروائی، پھر جبریل امین نے عرض کیا جو راستہ میں بوڑھی عورت دیکھی تھی اب دنیا کی باقی عمر اس بوڑھی عورت کی طرح رہ گئی ہے، راستہ سے آپ کو ہنار ہاتھ اوہ ابلیس تھا جو راستہ سے ہٹانے کی کوشش میں تھا، جن لوگوں نے آپ کو سلام کیا وہ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام تھے۔

حدیث ۶

امام ابن ابی حاتم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، شب معراج جبریل امین حضور ﷺ کی خدمت میں سواری لائے جو حمار قد آور خچر سے کم تھی، اس پر آپ کو سوار کیا، اس کا قدم انتہا نگاہ پر پڑتا، بیت المقدس میں اس مقام پر پہنچے جس کا نام باب محمد ہے وہاں پتھر میں جبریل نے سوراخ کیا اور سواری کو باندھا پھر محن مسجد میں تشریف لائے، عرض کیا یا رسول اللہ، اللہ تعالیٰ سے حوروں کو دیکھنے کے بارے میں کہیے، فرمایا ٹھیک ہے، عرض کیا صحرا کے بائیں طرف خواتین کے پاس چلیے اور سلام فرمائیں۔ فرمایا میں نے ان کے پاس آ کر سلام کہا انھوں نے بھی سلام کا جواب دیا، میں نے پوچھا تم کون ہو؟ کہنے لگیں ہم حوران بہشتی ہیں، نیک لوگوں کی بیویاں، جو پاکباز رہے استقامت اختیار کرنے والے تھے وہ ہمیشہ رہیں گے اور ان پر موت نہیں آئے گی وہاں سے لوٹا تو کچھ ہی دیر بعد لوگ جمع ہو گئے، اذان ہوئی، تکبیر کہی گئی۔

فقمنا صفوفنا ننتظر من يؤمنا
ہم صفیں بنا کر انتظار کرنے لگے، کون جماعت
کرواتا ہے، جبریل نے میرا ہاتھ پکڑ کر مصلیٰ پر
کھڑا کر دیا میں نے انہیں جماعت کروائی۔
فصلیت بہم

جب سلام پھیرا تو پوچھا، جانتے ہو آپ کے پیچھے نماز ادا کرنے والے کون ہیں؟
فرمایا نہیں، عرض کیا

صلیٰ خلفک کل نبی بعثہ اللہ
آپ کی اقتدا میں اللہ تعالیٰ کے ہر نبی نے نماز ادا
کی ہے۔

پھر ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف بلند ہوئے، جب دروازہ کھولنے کے لیے کہا تو
فرشتوں نے پوچھا کون؟ بتایا جبریل، پوچھا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ بتایا محمد ﷺ، پوچھا کیا
انہیں مبعوث کیا گیا ہے؟ بتایا ہاں، دروازہ کھول دیا اور کہا خوش آمدید، آسمان پر حضرت آدم
علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، جبریل نے کہا اپنے والد گرامی آدم کو سلام کہیے، میں نے کہا
ضرور، میں نے سلام کیا انہوں نے جوابا کہا، میرے بیٹے اور نبی صالح مرحبا، پھر ہم
دوسرے آسمان پر گئے وہاں وہی سوال و جواب ہوئے، حضرت عیسیٰ اور ان کے خالہ زاد
حضرت یحییٰ علیہما السلام سے ملاقات ہوئی، پھر تیسرے آسمان پر سوال و جواب کے بعد
دروازہ کھلا تو حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، پھر چوتھے آسمان پر جانا ہوا وہاں
حضرت ادریس علیہ السلام تھے، پھر پانچویں آسمان پر چڑھے دروازہ کھلا تو وہاں حضرت
ہارون علیہ السلام تھے پھر چھٹے آسمان پر گئے، فرشتوں نے خوش آمدید کہا وہاں حضرت موسیٰ
علیہ السلام سے ملاقات ہوئی پھر ساتویں پر جانا ہوا وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے
ملاقات ہوئی تو جبریل کہنے لگے اپنے والد ابراہیم کو سلام کہیے، میں نے سلام کیا تو انہوں
نے جوابا میرے بیٹے اور نبی صالح مرحبا کہا، پھر ساتویں کی چھت پر چلے وہاں نہر آگئی جس
پر یاقوت و زبرجد کے برتن اور سبز خوبصورت پرندے تھے پوچھا جبریل یہ پرندے بہت

خوبصورت ہیں، عرض کیا ان کا تناول کرنا اس سے کہیں لذیذ ہے، پھر پوچھا یہ جانتے ہو یہ نہر کون سی ہے؟ فرمایا نہیں، بتایا یہ کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا کر رکھی ہے اس کے برتن ہونے اور چاندی کے تھے۔

ماءہ اشد بياضاً من اللبن اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید

میں نے برتن میں پانی لے کر پیا

فاذا هو احلى من العسل و اشد تو وہ شہد سے زیادہ میٹھا اور کستوری سے بڑھ کر

رائحة من المسك خوشبودار تھا

پھر مجھے درخت کے پاس لے جایا گیا۔

فغشيتني سحابة فيها من كل مجھے ابر نے ڈھانپ لیا جس میں ہر رنگ تھا،

لون لرفضنى جبريل و حررت جبریل نے مجھے اوپر بھیج دیا (یعنی مجھے چھوڑ دیا)

ساجداً لله عزوجل تو میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو گیا۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، تو تم پر اور تمہاری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں تم اور تمہاری امت انہیں بجالائے۔

ثم اجلنت عنى السحابة واخذ پھر مجھ سے ابر ہٹا تو جبریل نے میرا ہاتھ پکڑا۔

بیدی جبریل

میں جلدی سے لوٹ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا، انہوں نے کوئی بات

نہ کی پھر حضرت موسیٰ کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا حضور کیا بنا؟ فرمایا میرے رب نے مجھ

پر اور میری امت پر پچاس نمازیں فرض فرمائیں ہیں۔ کہنے لگے آپ اور آپ کی امت اس

کی طاقت نہیں رکھتے، واپس اپنے رب کے پاس لوٹ کر کمی کا عرض کرو، میں جلدی سے

واپس درخت کے پاس پہنچا۔ فغشيتني السحابة و رفضنى جبريل و حررت

ساجدا اور میں نے عرض کیا، میرے رب آپ نے مجھ پر اور میری امت پر پچاس نمازیں فرض فرمادیں ہیں میں اور میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتے لہذا کمی فرما دیجئے، فرمایا میں دس کم کر دیتا ہوں۔

ثم انجلت عنى السحابة واخذ

پھر ابرو دور ہوا اور جبریل نے میرا ہاتھ پکڑا

بیدی جبریل

میں واپس حضرت ابراہیم کے پاس آیا انھوں نے کوئی بات نہ کی پھر میں حضرت موسیٰ کے پاس آیا تو انھوں نے پوچھا کیا ہوا؟ میں نے اس کمی کا بتایا کہنے لگے اب بھی کمی کروالو حتیٰ کہ پانچ رہ گئیں، پھر انھوں نے واپس جانے کا کہا تو فرمایا، مجھے اب جاتے ہوئے حیا آتا ہے، فرمایا پھر آپ نیچے تشریف لائے اور جبریل سے کہا، کیا وجہ ہر آسمان پر مجھے مسکرا کر مرحبا کہا گیا مسوائے ایک آدمی کے میں نے سلام کہا اس نے سلام کا جواب دیا اس نے خوش آمدید کہا مگر مسکرایا نہیں، بتایا وہ دوزخ کا خازن تھا جب سے وہ پیدا ہوا ہے کبھی نہیں مسکرایا، اگر مسکراتا تو، آپ کو دیکھ کر ضرور مسکراتا۔ پھر واپسی پر راستہ میں قریشی اونٹوں کے قافلہ کے پاس سے گزرے، ان میں سے ایک اونٹ پر دو مشکیزے تھے ایک سیاہ اور دوسرا سفید، جب برابر آئے تو اونٹ بھاگا، جب صبح ہوئی اور آپ نے معراج کے بارے میں بتایا، مشرکین سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کیا تمہیں خبر ہے تمہارے دوست نے کہا ایک ماہ کی مسافت میں ایک رات میں کر کے آیا ہوں، انھوں نے فرمایا

اگر انھوں نے فرمایا ہے تو یہ سچ ہے۔

ان كان قاله فقد صدق

اور ہم آپ کی اس سے دور میں تصدیق کرتے ہیں یعنی آسمانی خبروں کو مانتے ہیں،

مشرکین نے علامت پوچھی تو فرمایا میں قافلہ کے پاس سے گزرا اونٹ بھاگا اور وہ مشکیزے

پھٹ گئے، ایک اونٹ پر اس رنگ کے دو مشکیزے تھے۔ وہ بھاگا اور وہ پھٹ گئے، جب اہل قافلہ آئے تو رئیس نے آپ ﷺ کی بات کی تصدیق کی، اس وجہ سے حضرت ابو بکر کو صدیق کہا جاتا ہے، یہ بھی سوال ہوا، کیا وہاں عیسیٰ و موسیٰ تھے؟ فرمایا ہاں، ان کا حلیہ بیان کریں؟ فرمایا موسیٰ گندمی رنگ اور گویا عمان کے قبیلہ ازد کے مرد ہیں، عیسیٰ چھوٹے قد کے سرخ رنگ گویا ان کے بالوں سے موتی جھڑ رہے ہوں۔

حدیث کے

مسند احمد میں حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے ہے، رسول اللہ ﷺ نے شب معراج کے بارے میں بتایا، میں حطیم میں لیٹا تھا تو میرے پاس فرشتے آئے اور اپنے ساتھیوں سے کہا ان تین میں سے اوسط ہیں پھر میرا سینہ چاک ہو ا دل نکالا گیا اور ایک سونے کا تھال لایا گیا جو ایمان و حکمت سے مالا مال تھا میرے دل کو غسل دیا گیا، پھر اسے مزین کر کے رکھ دیا گیا پھر سواری لائی گئی جو خچر سے پست اور حمار سے بلند تھی، اس کا قدم حدنگاہ پر پڑتا ہے، جبریل آسمان دنیا پر لے گئے دستک دی پوچھا کون؟ بتایا جبریل، پوچھا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ بتایا محمد ﷺ، پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ بتایا ہاں، کہا خوش آمدید، وہاں حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جبریل نے بتایا یہ تمہارے والد حضرت آدم ہیں، میں نے سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح، پھر دوسرے آسمان پر اسی طرح سوال و جواب ہوا وہاں بھی خوش آمدید اور ”جی آیاں نوں“ کہا گیا، جب وہاں پہنچے تو حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام سے ملاقات ہوئی اور وہ دونوں خالہ زاد ہیں جبریل نے کہا ان پر سلام کہو، میں نے سلام کہا انہوں نے جواب دیا اور اخصاح لہ اور نبی صالح لہ کہہ کر خوش آمدید کہا۔

پھر ہم تیسرے آسمان پر گئے وہاں جی آیایں نوں کہہ کر خوش آمدید کیا گیا وہاں حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی میں نے سلام کیا انھوں نے جواب دیا اور مرحبا کہا پھر چوتھے آسمان پر جانا ہوا وہاں بھی مرحبا کہا گیا حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی میں نے سلام دیا انہوں نے جواب دیا اور خوب استقبال کیا پھر پانچویں آسمان پر گئے وہاں استقبال ہوا حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی میں نے سلام کیا انھوں نے بھی جواب دیا پھر چھٹے آسمان پر بھی سوال و جواب ہوئے وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملے جبریل نے تعارف کروایا اور کہا انہیں سلام دو میں نے سلام کیا انھوں نے بھی جواب دیا اور خوش آمدید کہا جب میں ان سے گزرا تو وہ رو دیئے ان سے وجہ پوچھی گی تو کہا۔

ابکسی لان غلاما بعث بعدی اس لیے رویا ہوں کہ یہ نوجوان میرے بعد
 یدخل الجنة من اللہ اکثر ممن مبعوث کیا گیا اور اس کی امت میری امت سے
 یدخلها من امتی زیادہ جنت میں داخل ہوگی۔

پھر ساتواں آسمان آیا وہاں سوال و جواب ہوئے پھر استقبال ہوا وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جبریل نے تعارف کروایا اور سلام کہنے کا کہا میں نے سلام کہا انھوں نے جواب دیا اور کہا مرحبا ابن صالح اور نبی صالح پھر میں سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند ہوا وہاں چار نہریں ہیں دو ظاہری اور دو باطنی، میں نے پوچھا یہ کیا بتایا یہ باطنی نہریں جنت سے ہیں اور ظاہری نیل و فرات

ثم دفع لی بیت المعمور پھر میرے لیے بیت المعمور کو بلند کیا گیا
 وہاں ہر روز ستر ہزار فرشتے آتے ہیں جو دوبارہ نہیں آتے۔

حدیث ۸

امام بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا میں رات کو مسجد حرام میں سویا تھا آنے والے نے مجھے بیدار کیا میں جاگا تو کوئی شی
دیکھائی نہ دی حتیٰ کہ میں مسجد سے باہر نکلا وہاں سواری تھی جس کا نام براق تھا مجھ سے پہلے
انبیاء اس پر سوار ہوتے رہے حد نظر پر اس کا پاؤں آتا میں سوار ہو کر چلا۔ مجھے دائیں طرف
سے آواز آئی میں نے جواب نہ دیا پھر بائیں سے آئی تو میں نے جواب نہ دیا، راستہ میں
ایک عورت آئی جس کے بازو کھلے تھے اس پر اللہ کی پیدا کی ہوئی زینت تھی آواز دی اور کہا
ذرا ٹھہرو میں نے کچھ کہنا ہے میں متوجہ نہ ہوا حتیٰ کہ بیت المقدس پہنچا میں نے اس حلقہ سے
براق باندھا جس کے ساتھ انبیاء باندھتے تھے، جبریل امین میرے پاس دو برتن لائے ایک
میں شراب جبکہ دوسرے میں دودھ تھا میں نے دودھ پیا اور شراب ترک کر دی جبریل نے کہا
آپ نے فطرت کو اختیار کیا میں نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا جبریل نے پوچھا آپ نے اس
طرف کیا دیکھا؟ میں نے بتایا مجھے دائیں طرف سے رکنے کی آواز آئی مگر میں نہ رکا جبریل
نے بتایا بلانے والا یہودی تھا اگر آپ جواب دیتے تو آپ کی امت یہودی ہو جاتی پھر میں
نے بتایا مجھے بائیں طرف سے آواز رکنے کی آئی لیکن میں متوجہ نہ ہوا اور نہ ٹھہرا جبریل نے
بتایا وہ نصاریٰ تھے اگر آپ جواب دیتے تو آپ کی امت نصرانی ہو جاتی پھر آگے میں نے
مزین عورت کو دیکھا اس نے مجھے بلایا مگر میں متوجہ نہ ہوا بتایا وہ دنیا تھی آپ اگر اس کی
طرف متوجہ ہو جاتے تو امت دنیا کو آخرت پر ترجیح دے دیتی پھر ہم نے بیت اللہ میں داخل
ہو کر دو رکعتیں ادا کیں۔

پھر سیڑھی لائی گئی

پھر سیڑھی لائی گئی جس سے اولاد آدم کی ارواح اوپر جاتی ہیں تمام مخلوق نے اس سے
حسین سیڑھی نہیں دیکھی میں اور جبریل اوپر چڑھے تو اسماعیل نامی فرشتہ ملا جو آسمان دنیا کا
انچارج ہے اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے تھے اور ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک لاکھ

فرشتے تھے اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے۔

تمہارے رب کے لشکروں کو اس کے
سوا کوئی نبی جانتا

وما يعلم جنود ربك الا هو
(المدثر، ۳۱)

جبریل نے آسمانی دروازہ کھٹکھٹایا پوچھا کون؟ بتایا جبریل پوچھا تمہارے ساتھ کون؟
بتایا محمد ﷺ پوچھا گیا انہیں مبعوث کیا گیا ہے! بتایا ہاں، وہاں حضرت آدم سے اس صورت
میں ملاقات ہوئی جیسے انہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا، ان پر اہل ایمان ذریت کی ارواح پیش
کی جا رہی ہیں ان کے بارے میں وہ فرما رہے تھے ہر روح پاکیزہ ہے اسے علیین میں لے
جاؤ پھر ان پر دوزخی اولاد کی ارواح پیش کی گئیں تو فرمایا ان ناپاک ارواح کو سبوحین
لے جاؤ۔

حلال کا چھوڑنا

پھر ہمارا ایسے دسترخوان پر گزر ہوا جہاں بھنا ہوا گوشت تھا مگر وہاں قریب کوئی نہ تھا
جبکہ دوسرے دسترخوان پر بدبودار گوشت تھا اور اسے لوگ کھا رہے تھے میں نے پوچھا یہ کون
ہیں تو بتایا۔

هؤلاء قوم من امتك يتركون
الحلال ويأتون الحرام
یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جنہوں نے
حلال چھوڑ کر حرام کا ارتکاب کیا۔

یہ سود کھاتے تھے

پھر ہم کچھ آگے بڑھے تو آگے کچھ لوگ تھے جن کے پیٹ گھروں کی طرح تھے ان
میں سے جب کوئی اٹھتا تو گر پڑتا اور کہتا۔ اے اللہ قیامت قائم نہ کرنا میں نے انہیں اللہ
تعالیٰ کی طرف چیختے ہوئے سنا میں نے پوچھا جبریل یہ کون ہیں؟ بتایا یہ آپ کی امت کے
ایسے لوگ ہیں

الدين يا كلون الربوا لا يقومون
 الا كما يقوم الذي يتخبط
 الشيطان من المس

وہ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے
 ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسب نے
 چھو کر مجبوط بنا دیا ہو۔

(البقرہ، ۲۷۵)

یتیموں کا مال ظلماً کھانے والے

پھر ہم کچھ آگے گئے تو کچھ لوگوں کو دیکھا ان کے ہونٹ، اونٹوں کی طرح تھے جو ان
 کے چہروں پر لٹک رہے تھے۔ ان پر آگ کے چنگارے ڈالے جاتے جو ان کے نیچے جا
 گزرتے میں نے اللہ تعالیٰ کی طرف چلاتے ہوئے سنا میں نے جبریل سے پوچھا یہ کون
 ہیں! بتایا یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں

الدين يا كلون اموال اليتامي ظلما
 انما يا كلون في بطونهم نار او
 سيصلون سعيرا (النساء، ۱۰)

وہ جو یتیموں کا حال ناحق کھاتے ہیں۔ وہ تو اپنے
 پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں اور کوئی دم جاتا
 ہے کہ بھڑکتے دھڑے میں جائیں گے۔

زانیوں کی سزا

پھر آگے بڑھے تو آگے کچھ عورتوں کو لڑھکے ہوئے دیکھا جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں چلا
 رہی تھیں میں نے پوچھا یہ کون ہیں جبریل نے بتایا

هؤلاء الزناة من امتك
 یہ آپ کی امت کے زانی لوگ ہیں

غیبت کرنے والے

ہم آگے گئے تو کچھ لوگوں کو دیکھا ان کے پہلوؤں سے گوشت کاٹ کر انہیں کہا جا رہا
 ہے اسے کھاؤ جس طرح تم نے پہلے بھائی کا گوشت کھایا تھا پوچھا یہ کون ہیں جبریل امین
 نے بتایا۔

هو لاء الهمazon من امتك
 اللمازون
 یہ آپ کی امت کے غیبت و مذاق کرنے والے
 ہیں

حضرت یوسف سے ملاقات

پھر ہم دوسرے آسمان پر چڑھے تو وہاں ایسے شخص سے ملاقات ہوئی جو اللہ کی مخلوق میں بہت خوبصورت ہیں، انہیں اللہ تعالیٰ نے حسن کے ساتھ اس طرح لوگوں پر فضیلت دی ہے جیسے چودھویں کے چاند کو باقی تمام ستاروں پر ہے جبریل یہ کون ہیں؟ بتایا تمہارے بھائی یوسف ہیں اور ان کے ساتھ ان کی امت کے لوگ ہیں میں نے ان پر اور انھوں نے مجھ پر سلام کہا۔

پھر ہم تیسرے آسمان پر پہنچے تو وہاں حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام سے ملاقات ہوئی ان کے ساتھ کچھ اور بھی افراد تھے میں نے ان دونوں پر اور انھوں نے مجھ پر سلام کہا

پھر ہم چوتھے آسمان پر گئے تو وہاں حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جنہیں اللہ تعالیٰ نے مکان بلند کی رفعت عطا کی میں نے ان پر اور انھوں نے مجھ پر سلام کیا۔

پھر ہم پانچویں آسمان پر گئے وہاں حضرت ہارون علیہ السلام تھے ان کی نصف دائرہ سفید اور نصف سیاہ تھی اور اس کی طوالت تقریباً ناف تک تھی میں نے پوچھا جبریل یہ کون ہیں بتایا یہ ہارون بن عمران اور ان کے ساتھ کچھ ان کی قوم کے لوگ ہیں میں نے انہیں اور انھوں نے مجھ پر سلام کیا۔

پھر ہم چھٹے آسمان پر پہنچے وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور کثیر بالوں والے تھے اور وہ کہہ رہے تھے

يزعم الناس انى اكرم على الله
من هذا
لوگ سمجھتے تھے کہ میرا درجہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان
سے بلند ہے

حالانکہ معاملہ یہ ہے۔

بل هذا اكرم على الله منى
یہ ہستی اللہ تعالیٰ کے ہاں مجھ سے کہیں معزز ہیں

میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبریل نے بتایا یہ آپ کے بھائی موسیٰ میں اور ان کے
ساتھ کچھ ان کی امت کے لوگ ہیں میں نے انہیں اور انہوں نے مجھے سلام کیا۔

پھر ہم ساتویں آسمان پر پہنچے تو وہاں خلیل الرحمن حضرت ابراہیم تھے اور وہ بیت المعمور
کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا آپ کے والد خلیل الرحمن
ہیں اور ان کے ساتھ کچھ افراد ہیں میں نے انہیں اور انہوں نے مجھے سلام کیا وہاں میں نے
اپنی امت کے دو گروہ دیکھے کچھ پر کاغذ کی طرح سفید اور کچھ پر ریشمی لباس تھا پھر میں بیت
المعمور میں داخل ہوا اور میرے ساتھ سفید لباس والے امتی بھی تھے اور جیسا کہ لباس تھا انہیں
دور رکھا گیا ہاں وہ خیر پر ہی تھے۔ میں نے اور میرے ساتھیوں نے وہاں نماز ادا کی پھر ہم
وہاں سے نکلے اور بیت المعمور پر روز ستر ہزار فرشتے نماز ادا کرتے ہیں اور قیامت تک
واپس دوبارہ نہیں آتے۔

پھر میں سدہ کی طرف بڑھا، اس کا ہر ورق امت کو ڈھانپنے والا ہے وہاں سے چشمہ
جاری تھا جس کا نام سلیل ہے پھر اس سے دو نہریں نکلتی ہیں ایک کوثر دوسری رحمت ہے میں
نے وہاں غسل کیا تو میرے اگلے پچھلے تمام معاملات پہلے سے بھی بہتر ہو گئے۔

جنت کا وعدہ

پھر مجھے جنت کی طرف لے جایا گیا وہاں ایک خاتون ملی پوچھا یہ کون ہے بتایا یہ زید
بن حارثہ کی خادمہ ہے وہاں پانی کی نہریں تھیں، کچھ دودھ کی جس کا ذائقہ بدل نہیں سکتا،

کچھ شراب کی تھیں جو پینے والوں کو لذت بخشیتیں ہیں کچھ شہد کی تھیں جو نہایت مصفیٰ تھا، وہاں کے انار بڑے ڈھول کی طرح اور پرندے طویل گردن والے تھے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے صالحین بندوں کے لیے تیار کر رکھا ہے۔

ملا عین رأت ولا اذن سمعت
ولا خطر علی قلب بشر
جو کسی آنکھ نہ دیکھناہ کسی کان نے سنا اور اس کا خیال بھی کسی انسان کے دل میں نہیں آسکتا

پھر دوزخ کو میرے سامنے لایا گیا تو وہاں اللہ تعالیٰ کا غضب، ناراضگی اور زجر تھی اگر اس میں پتھر اور لوہے کو ڈالا جاتا تو وہ اسے کھا جاتی پھر اس کا دروازہ بند کر دیا گیا پھر مجھے سدرة المنتہیٰ کی طرف بلند کیا گیا۔

فغشانی فکان بینی ز بینہ قاب
تو مجھے ڈھانپ لیا تو میرے اور اس کے درمیان قوسین او ادنیٰ دو کمانوں سے بھی کم فاصلہ وہ گیا۔

فرمایا اس کے ہر پتے پر ایک فرشتہ تھا پھر مجھ پر پچاس نمازیں فرض ہوئیں اس کے بعد حضرت موسیٰ سے ملاقات اور بار بار نمازوں میں کمی کے لیے جانے کا ذکر ہے۔

مکہ والوں کے سوالات

صبح آپ ﷺ نے ان عجائبات کے مشاہدہ کا اعلان کیا تو ابو جہل نے کہا دیکھو یہ کیا کہہ رہا ہے؟ کہتا ہے میں رات کو بیت المقدس جا کر واپس آ گیا ہوں حالانکہ تیز سوار کو وہاں جاتے اور آتے دو ماہ لگ جاتے ہیں تو اتنی مسافت ایک رات میں کیسے ہو سکتی ہے پھر آپ ﷺ نے انہیں قافلہ قریش کے بارے میں اطلاع دیتے ہوئے فرمایا میں نے جاتے ہوئے فلاں جگہ سے دیکھا فلاں اونٹنی بھاگی تھی جب میں واپس آیا تو اسے گھٹائی کے پاس دیکھا پھر اس کے ہر آدمی اور سواری کے بارے میں بلکہ سامان تک کی نشاندہی فرمائی، مشرکین میں سے ایک آدمی کہنے لگا میں نے بیت المقدس دیکھا ہوا ہے اس کی تفصیل بتاؤ تو

اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا۔

فنظر الیہ کنظر احدنا الی بیتہ اور آپ نے اسے اس طرح دیکھا جس طرح ہم اپنا گھر دیکھتے ہیں

اس کے بعد تمام تفصیلات سے آگاہ کر دیا تو وہ آدمی پکارا تھا تم نے سچ کہا۔

حدیث ۹

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا جبریل امین، میکائیل کو ساتھ لے کر حضور ﷺ کے پاس آئے اور میکائیل سے کہا زمزم کا پانی لاؤ تا کہ آپ کے قلب انور کو غسل دوں اور شرح صدر عطا کروں سنیہ اقدس کو چاک کر کے تین دفعہ اسے دھویا گیا، حضرت میکائیل تین دفعہ پانی کی طشتری بھر کر لاتے رہے اس سے کچھ نکالا اور اسے علم، حلم، ایمان، یقین اور سلامتی سے مزید مالا مال کیا اور دونوں شانوں کے درمیان مہر ختم نبوت مزین کی پھر سواری پیش کی جس کا ہر قدم حدنگاہ پر ٹھہرتا، جبریل امین ساتھ ہوئے۔

جہاد کرنے والوں کی شان

کچھ ایسے لوگوں کے پاس پہنچے جو کاشت کر رہے تھے ایک دن میں وہ بچ بوتے

دوسرے دن فصل کاٹ لیتے پوچھا یہ کون ہیں بتایا

ہولاء المجاہدون فی سبیل اللہ یہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کرنے والے ہیں
تضاعف لہم الجنات سبع مائۃ انہیں سات سو گنا تک نیکیوں پر اجر دیا جاتا ہے
ضعف وما انفقوا من شئی فہو اور جو کچھ یہ خرچ کرتے ہیں وہ ان کے لیے
یخلفہ۔ ذخیرہ بنا دیا جاتا ہے۔

نماز نہ پڑھنے والوں کی سزا

پھر آپ ایسے لوگوں پر آئے جن کے سر پتھر سے کوٹے جا رہے تھے جیسے ہی کوٹے

جاتا وہ دوبارہ پہلی حالت میں آجاتا درمیان میں کوئی مہلت نہ تھی پوچھا جبریل سے کون ہیں بتایا۔

یہ وہ لوگ ہیں۔

تغافلت رؤوسهم عن الصلاة جن کے سر فرض نماز کی ادائیگی سے غافل و ست
المکتوبہ رہتے تھے

زکوٰۃ نہ دینے والوں کی سزا

پھر آپ ﷺ ان لوگوں کے پاس پہنچے جن کے اگلی اور پچھلی شرمگاہوں پر کپڑے کے ٹکڑے تھے اور وہ وہاں اونٹوں اور بکریوں کی طرح چرتے ہوئے تھور اور دوزخی پتھر کھا رہے تھے میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا یہ اپنے اموال میں سے صدقہ نہیں کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں فرماتا خصوصاً بندوں پر ہرگز ظلم نہیں فرماتا۔

بدکردار کی سزا

پھر آپ ﷺ ایسے لوگوں پر پہنچے جن کے سامنے ہنڈیوں میں گوشت پک رہا تھا اور کچھ کچا ناپاک گوشت بھی تھا وہ لوگ ناپاک اور خبیث کچا گوشت کھا رہے تھے اور پاکیزہ پکا ہوا چھوڑ رہے تھے جبریل یہ کون لوگ ہیں بتایا یہ آپ کی امت کے ایسے لوگ ہیں جو حلال بیوی کو چھوڑ کر ناپاک عورت کے ساتھ رات بسر کرتے تھے۔

راستہ کاٹنے والے

پھر آپ ﷺ ایسی لکڑی کے پاس آئے جو بھی گزرتا اس کے کپڑے وہ پھاڑ دیتی فرمایا یہ کیا ہے؟ جبریل نے عرض کیا یہ امت کے ایسے لوگ ہیں جو راستہ میں بیٹھتے اور اسے کاٹتے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

ولا تقعدوا بكل صراط تو عدون اور ہر رستہ پر یوں نہ بیٹھو کہ راہ گیسروں کو ڈراؤ۔
(الاعراف، ۸۶)

امانت کی پاس داری نہ کرنا

پھر آپ ﷺ کو کچھ ایسے لوگ دکھائے گئے جنہوں نے لکڑیوں کے ایسے گٹھے جمع کر رکھے ہیں جنہیں اٹھانے کی طاقت نہیں اور وہ اس میں اضافہ کر رہے ہیں پوچھا یہ کون ہیں بتایا یہ آپ کی امت کا وہ آدمی ہے جس کے پاس لوگوں کی امانتیں تھیں اور وہ ان کی ادائیگی پر قادر نہیں لیکن وہ مزید اٹھائے جا رہا ہے۔

فتنہ پرور خطباء و مقررین

پھر آپ ﷺ کو ایسے لوگ دکھائے گئے جن کی زبانیں اور ہونٹ تینچویں کے ساتھ کاٹے جا رہے تھے کٹنے کے بعد وہ پہلی حالت میں آجاتے اسکے درمیان کوئی مہلت نہ تھی پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا

یہ فتنہ پرور خطیب و مقررین ہیں

خطباء الفتنۃ

بری بات پر ندامت

پھر میں آگے گیا چھوٹا سوراخ تھا جس سے بڑا میل باہر نکلا اب وہ واپس اس میں داخل ہونے کی کوشش میں تھا کہ نکلنے کی طرح داخل بھی ہو جائے لیکن ایسا نہ ہونے پا رہا تھا پوچھا یہ کون ہے جبریل نے بتایا یہ وہ آدمی ہے

جو بڑی بات کر چکا اور اس پر نادم ہے مگر اس کی
یتکلم بالكلمۃ العظیمۃ فیندم
واپسی کی طاقت نہیں رکھتا
علیہا فلا یتطیع ان یقدرھا

جنت کی خوبصورت آواز

پھر میں ایک ایسی وادی میں پہنچا جس میں خوشبو، ٹھنڈک اور کستوری تھی وہاں آواز سنی

میں نے پوچھا یہ مہک، خوشبودار آواز کیا ہے؟ بتایا یہ جنت کی آواز ہے جو کہہ رہی ہے۔ میرے رب اپنے وعدہ کے مطابق مجھے عطا فرما میرے کمرہ جات، برتن، ریشم، سندس، عبقری، مرجان، سونا، چاندی، ستارے،..... کوزے، شہد، پانی، خمر اور دودھ کثیر ہے رب مجھے وعدہ کے مطابق عطا فرما تو حکم ہوا تیرے لیے ہر مسلمان، مرد و عورت، مومن مرد و عورت اور جس نے مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لایا، نیک عمل کیے اور میرے ساتھ شرک نہ کیا اور نہ میرے شریک بنائے یہ تمام میرے لیے ہیں، جو مجھ سے ڈرا وہ امن پا گیا جس نے مجھ سے مانگا میں اسے عطا کرتا ہوں جس نے مجھے قرض دیا میں اس پر بدلہ دیتا ہوں

ومن توکل علی کھیتہ اور جس نے مجھ پر بھروسہ کیا اس کے لیے میں

کافی ہوں

میں اللہ ہوں میرے علاوہ کوئی معبود نہیں میں وعدہ کے خلاف نہیں کرتا، اہل ایمان ہی فلاح پاتے ہیں بابرکت ہے سب سے خوبصورت تخلیق فرمانے والا، جنت نے عرض کی میں خوش ہوں۔

دوزخ کی بدتر آواز

پھر میں ایک وادی پر پہنچا وہاں بدتر آواز سنی اور بد بو آئی پوچھا یہ بد بو اور آواز کیسی ہے؟ بتایا یہ دوزخ کی آواز ہے جو عرض کر رہی ہے مجھے میرے رب حسب وعدہ عطا فرما، میرے زنجیر، بھیشیاں، گرمی، گڑھے، پیپ اور عذاب کیڑے میری گہرائی بہت ہے اور میری گرمی شدید ہے تو مجھے حسب وعدہ عطا فرما فرمایا ہر مشرک مرد و عورت، خبیث مرد و عورت تیرا ہے میدان حساب میں ہر منکبر کے لیے امان نہ ہوگی اس نے عرض کی میں خوش

ہوں۔

پھر بیت المقدس آیا سواری بانڈھی، ملائکہ کے ساتھ نماز ادا کی، نماز کے بعد انہوں نے پوچھا جبریل یہ تمہارے ساتھ کون ہیں بتایا
 هذا محمد رسول الله خاتم
 یہ اللہ کے رسول محمد خاتم الانبیاء ہیں

النیین

پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے! بتایا ہاں کہنے لگے اللہ تعالیٰ سلامت رکھے کیا خوب بھائی
 اور خلیفہ میں اور ان کا آنا مبارک ہو۔

حضرات انبیاء سے ملاقات

اس کے بعد ارواح انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہوئی ان تمام نے اپنے رب کی حمد و ثنا کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا تمام حمد اللہ تعالیٰ کی جس نے مجھے خلیل بنایا، مجھے ملک عظیم دیا، میری امت کو عاجز اور میرے تابع بنایا مجھے آگ سے نجات دی اور مجھ پر اسے گل و گلزار بنا دیا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے کہا تمام حمد اللہ کی جس نے مجھے کلام کا شرف عطا فرمایا، مجھے چنا اور مجھ پر تو رات نازل کی، میرے ہاتھوں فرعون کو ہلاک اور بنی اسرائیل کو نجات دی، میری امت سے کچھ لوگوں کو حق کی ہدایت دی اور وہ اس کے ساتھ عدل کرتے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا خطاب

پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ رب العزت کی حمد کرتے ہوئے کہا تمام حمد اللہ کی جس نے مجھے ملک عظیم دیا مجھے زبور کی تعلیم دی، میرے لیے لوہا نرم فرمایا، میرے لیے پہاڑ مسخر کر دیے وہ اور پرندے میرے ساتھ اللہ کی تسبیح پڑھتے ہیں، مجھے حکمت اور فصل خطاب

سے نوازا

حضرت سلیمان علیہ السلام کا خطاب

اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے خطاب کرتے ہوئے اپنے رب کی حمد کی، تمام تعریف اللہ کے لیے جس نے ہوا کو میرے تابع کر دیا، جنات کو میرے لیے مستخر کر دیا میں ان سے محاریب، تماثیل اور ڈیم بنواتا، مجھے پرندوں کی بولیاں سکھائیں، مجھے ہر شی سے فضیلت دی، شیاطین، انسان اور پرندے میرے تابع کر دیئے مجھے کثیر اہل ایمان بندوں پر فضیلت بخشی، مجھے ایسا ملک عظیم عطا فرمایا جو میرے بعد کسی کے لیے مناسب نہیں اس نے میرے ملک کو طیب و خوبصورت بنایا جس کا حساب نہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خطاب

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خطاب کیا اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے کہا تمام شا اللہ کے لیے جس نے مجھے کلمہ بنایا، مجھے مثل آدم بنایا جسے مٹی سے پیدا کیا اور فرمایا ہو جا تو وہ ہو گئے، مجھے اس نے کتاب، حکمت، تورات اور انجیل کی تعلیم دی اس نے مجھ یہ شان بخشی کہ میں مٹی سے پرندہ کی شکل تخلیق کر کے پھونک ماروں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جائے، میں کوڑیوں اور ابرص والوں کو شفا اور مردوں کو اللہ کے حکم سے زندہ کرتا ہوں، مجھے اس نے آسمان پر اٹھالیا، مجھے پاکیزگی بخشی مجھے اور میری والدہ کو شیطان نفسی سے پناہ عطا فرمائی کہ اسے ہم پر وسوسہ کی راہ نہ رہی۔

حضور ﷺ کا خطاب

اس کے بعد حضور ﷺ نے خطاب کیا، اپنے رب کی ثنا کی اور کہا

تم سب نے اپنے رب کی ثنا کی میں بھی اپنے
 رب کی ثنا کرتا ہوں تمام حمد اللہ کے لیے جس
 نے مجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا،
 تمام لوگوں کے لیے بشیر و نذیر بنایا پھر قرآن
 نازل کیا جس میں ہر شے کا بیان ہے میری امت
 کو افضل بنایا کہ وہ لوگوں کے لیے نکلیں اور میری
 امت کو امت وسط بنایا۔ اسے اول و آخر بنایا،
 میرے سینے کو کھولا، میرے بوجھ کو دور کر دیا اس
 نے میرے ذکر کو بلند کیا اور مجھے فاتح اور خاتم
 بنایا

كلکم اثنی علی ربہ و انی اثنی
 علی ربی الحمد لله الذی
 ارسلنی رحمة للعالمین و کافة
 للناس بشیرا و نذیرا و انزل علی
 الفرقان فیہ بیان لكل شی و
 جعل امتی خیر امة اخرجت
 للناس و جعل امتی امة وسطا و
 جعل امتی ہم الاولین و ہم
 الاخرین و شرح لی صدری و
 دفع عنی وزری و رفع لی ذکری
 و جعلنی فاتحا و خاتما

تین برتنوں کا آنا

پھر آپ کے پاس ڈھانپے ہوئے تین برتن لائے گئے ایک میں پانی تھا آپ کو پینے
 کے لیے کہا گیا تو آپ نے تھوڑا سا پیا پھر دوسرا دودھ والا پیش کیا اور پینے کے لیے کہا آپ
 نے اس سے تھوڑا سا پیا پھر تیسرا شراب والا لایا گیا اور پینے کا کہا تو آپ نے انکار کرتے
 ہوئے فرمایا میں سیر ہو چکا ہوں جبریل امین نے عرض کی یہ آپ کی امت پر حرام کر دی
 جائے گی اگر آپ اسے پی لیتے تو امت کے بہت کم لوگ ہی آپ کی اتباع کرتے۔

آسمانی سفر

پھر آسمان دنیا پر پہنچے دستک دی پوچھا کون! بتایا جبریل پوچھا تمہارے ساتھ کون؟
 بتایا محمد ﷺ پوچھا کیا انہیں پیغام بھیجا گیا ہے؟ بتایا ہاں! کہنے لگے اخ اور خلیفہ کی طرف سے

وہاں ایک آدمی کامل الخلق تھا جس میں کوئی نقص نہ تھا۔ ان کی دائیں طرف دروازہ تھا جس سے خوشبو آ رہی تھی اور ان کے بائیں طرف دروازہ سے بدبو آ رہی تھی جب وہ دائیں طرف دیکھتے تو مسکراتے اور خوش ہوتے اور بائیں جانب دیکھ کر غمگین اور پریشان ہوتے پوچھا یہ کون ہیں اور یہ دروازے؟ بتایا یہ تمہارے والد گرامی حضرت آدم علیہ السلام ہیں ان کے دائیں جانب جنتی دروازہ ہے اپنی اولاد کو وہاں داخل ہوتے ہوئے دیکھ کر خوش ہو رہے ہیں اور بائیں جانب دوزخی دروازہ ہے وہاں داخل ہوتے ہوئے دیکھ کر پریشان ہو رہے ہیں۔ پھر دوسرے آسمان پر پہنچے جبریل امین نے دستک دی پوچھا کون؟ جبریل تمہارے ساتھ کون ہے؟ بتایا محمد رسول اللہ فرشتوں نے پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ بتایا ہاں انھوں نے سابقہ طریقہ پر استقبال کیا وہاں دونو جوان نظر آئے پوچھا۔ کون ہیں؟ بتایا یہ حضرت عیسیٰ اور حضرت ذکریا بیہا السلام ہیں جو دونوں خالہ زاد ہیں پھر تیسرے آسمان پر گئے سابقہ طریقہ سوال و جواب اور استقبال ہوا وہاں حضرت یوسف، چوتھے پر حضرت ادریس پانچویں پر حضرت ہارون اور چھٹے پر حضرت موسیٰ علیہم السلام سے ملاقات ہوئی پھر ساتویں آسمان پر پہنچے تو وہاں ادھیڑ عمر آدمی تھے جو جنت کے دروازہ پر کرسی پر تشریف فرما تھے اور وہاں کچھ لوگ کاغذ کی طرح سفید چہروں والے بھی تھے کچھ لوگوں کے رنگ میں کمی تھی وہ نہر میں داخل ہوتے غسل کر کے نکلتے تو ان کا رنگ کچھ خالص ہو جاتا پھر دوسری نہر میں غسل کر کے نکلتے تو ان کا رنگ اپنے ساتھیوں کی طرح ہو جاتا ہے پوچھا یہ کون؟ سفید چہروں والے کون؟ رنگ میں کمی والے کون؟ یہ انہار کونسی ہیں؟ بتایا یہ آپ کے والد حضرت ابراہیم ہیں جو پہلے ادھیڑ ہونے والے ہیں، سفید چہروں والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے ایمان کو شرک سے پاک رکھا، رنگ میں کمی والے اچھے اور برے اعمال والے ہیں انھوں نے توبہ کر لی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا، پہلی نہر رحمۃ اللہ دوسری نعمۃ اللہ تیسری سے ان کا رب شراب طہور پلائے گا۔ پھر سرد رہنے

پہنچے بتایا گیا یہ سدرہ ہے۔

يستهي اليها كل احد من امتك یہاں تک آپ کی سنت پر چلنے والے کو لے جایا
علی سبیلک (ابن کثیر، ۵، ۳۵) جاتا ہے

نوٹ یعنی سدرہ تک آپ کے اتباع کرنے والوں کو لے جایا جاتا ہے، جب امت
وہاں تک جاسکتی ہے تو بلاشبہ امت کا آقا ﷺ اس سے کہیں آگے گیا جسے لامکاں کہا جاتا
ہے۔

اس درخت کی اصل سے پانی کی نہریں، ذائقہ نہ بدلنے والے دودھ کی نہریں، بسنے
والوں کو لذت دینے والی شراب کی نہریں اور خالص شہد کی نہریں جاری کیں اس درخت
يسير الراكب في ظلعا سبعين کے سایہ میں سو سال تک سوار چلے تو وہ ختم نہ ہوگا
عاما لا يقطعها

مغطية للامة كلها اس کا ایک ایک ورق تمام امت کو ڈھانپ سکتا
ہے

اور اسے

غشيتها نور الخلاق خالق کے نور نے ڈھانپ رکھا تھا
اور ملائکہ نے بھی

اللہ تعالیٰ سے کلام

یہاں اللہ تعالیٰ نے آپ سے کلام کیا اور فرمایا محبوب مانگو عرض کیا آپ نے حضرت
ابراہیم کو ظلیل بنا کر ملک عظیم عطا کیا، آپ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام کا شرف بخشا
حضرت داؤد علیہ السلام کو ملک عظیم لوہے کی نرمی اور پہاڑوں کو مسخر کر دیا، آپ نے حضرت
سلیمان علیہ السلام کو ملک عظیم، جن، انسان شیاطین اور ہواؤں کو ان کے تابع کر دیا اور ایسا

ملک عطا کیا جو ان کے بعد کسی کے لیے مناسب نہیں آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تورات و انجیل دی وہ کوڑی اور برص والوں کو اور مردوں کو تیرے اذن سے زندہ کرتے انہیں اور ان کی والدہ کو شیطان رجیم سے محفوظ رکھا اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

قد اتخذتک حبیباً و هو مکتوب
فی التوراة محمد حبیب الرحمن
وارسلناک الی الناس کافۃ
بشیراً و نذیراً و شرح لک
صدرک و دفعت عنک
وزرک و رفعت لک ذکرک
فلا اذکر الا ذکرک معی و جعلت
امتک خیر امة اخرجت للناس
و جعلت امتک لاتجوز لہم
خطبة حتی یستہدوا انک
عبدی و رسولی و جعلت امتک
اقواما قلوبہم انا جیل و جعلت
اول النبیین خلقاً و آخرہم بعثا و
اولہم یقضی لہ

میں نے تمہیں اپنا حبیب بنایا اور تورات میں
یوں لکھا محمد رحمن کے حبیب ہیں، ہم نے تمہیں
تمام لوگوں کی طرف بشیر و نذیر بنایا، میں نے
تمہارا سینہ تمہارے لیے کھول دیا تمہارا بوجھ تم
سے اتار دیا میں نے تمہارا ذکر تمہارے لیے بلند
کیا، میرے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر بھی ہوگا میں
نے تمہاری امت کو سب سے بہتر بنایا تاکہ
لوگوں کے لیے کام کرے اور تمہاری امت کے
لیے جائز نہیں کہ وہ خطبہ دے اور اس میں یہ
گواہی نہ ہو کہ آپ میرے بندے اور رسول
ہیں میں نے تمہاری امت کو ایسے لوگ بنایا جن
کے دل انجیل میں اور میں نے تمہیں تمام انبیاء
سے پہلے پیدا کیا اور آخر میں بھیجا۔ اور روز
قیامت سب سے پہلے حساب لیا جائے گا۔

ہم نے آپ کو سبع مثانی (الفاتحہ) عطا کی جو پہلے کسی نبی کو میں نے نہیں دی عرش کے
نیچے خزانہ سے سورہ بقرہ کی آخری آیات دیں جو پہلے کسی نبی کو نہیں ملیں، میں نے تمہیں کوثر
عطا کی، میں نے آٹھ حصص عطا فرمائے اسلام ہجرت، جہاد، نماز، صدقہ، روزہ، رمضان،
نبی کا حکم، برائی سے ممانعت

وجعلتک فاتحاً وخاتماً اور میں نے تجھے افتتاح کرنے والا اور خاتم بنایا

ہے۔

اس کے بعد آپ کو پچاس نمازیں دیں پھر ان میں کمی کے لیے کئی بار لوٹنے کا ذکر کیا، اس کے آخر میں ہے۔

وکان موسیٰ من اشدھم علیہ
حیث مرہ و خیرہم لہ حیث رجع
الیہ۔ (المستدرک)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے جب
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا تو وہ تمام انبیاء
سے شدید (حیرانگی) میں تھے اور واپسی پر وہ
تمام سے بہتر رویہ والے تھے۔

اضافی گفتگو

بعض روایات میں یہ اضافی گفتگو بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران خطبہ

فرمایا۔

فضلنی ربی و ارسلنی رحمۃ
للعالمین و کافۃ للناس بشیراً و
نذیراً و القی فی قلب عدوی
الرعب من مسیرۃ شہر و احلت
لی الغنائم و لم تحل لاحد قبلی
و جعلت الارض کلہالی مسجد
و طہورا و اعطیت فواتیح الکلام
و خواتمہ و جوامعہ

مجھے میرے رب نے فضیلت دی ہے مجھے اس
نے رحمۃ للعالمین بنایا تمام لوگوں کی طرف بشیر
و نذیر بنایا۔ میرے دشمنوں کے دلوں میں ماہ کی
مسافت تک رعب پیدا کیا میرے لیے غنائم
حلال کر دیئے جبکہ مجھ سے پہلے کسی کے لیے نہ تھا
تمام زمین کو میرے لیے سجدہ گاہ اور پاک کر دیا
ہے کلام کے فواتح اور خواتم و جوامع عطا
فرمائے۔

و خواتمہ و جوامعہ

یہ بھی فرمایا۔

میری امت پیش کی گئی اور تابع و متبوع مجھ پر مخفی نہ رہے اور میں نے ان کو دیکھا پھر میں ایسی قوم کے پاس آیا جن کے ہال منتشر تھے پھر ایسی قوم کو دیکھا جن کے چہرے کشادہ اور چھوٹی آنکھوں والے تھے گویا ان کی آنکھیں سوئی سے سلی ہوئی تھیں میرے بعد انہیں جو ہوگا وہ بھی مجھ سے مخفی نہ رہا اس کے بعد مجھے پچاس نمازوں کا حکم ہوا تو میں حضرت موسیٰ کے پاس آیا۔

عرضت علی امتی فلم یخف
 علی التابع والمتبوع ورايتهم
 اتوا علی قوم ینتعلون الشعر و
 رايتهم اتوا علی قوم عراض
 الوجوه صغار الاعین کانما
 حرمت اعینهم بالمخیط فلم
 یخف علی مالهم لاقون من بعدی
 و امرت بخمسين صلاة فرجعت
 الی موسیٰ

(دلائل النبوه للبيهقي، ۲: ۳۰۳)

امام سیوطی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبریل سواری لائے میں سوار ہو کر روانہ ہوا حتیٰ کہ ہمارا گزر گندی رنگ والے آدمی سے ہوا جن کا سراپا قبیلہ از دشنوہ سے ملتا تھا۔ اور وہ بلند آواز سے کہہ رہے تھے۔

اکرمته وفضلته آپ کو شرف وفضیلت سے نوازا گیا ہے

ہم نے پاس جا کر سلام کہا انہوں نے بھی جو اباسلام کہا اور جبریل سے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہیں؟ بتایا ان کا اسم گرامی احمد ہے کہنے لگے۔

مرحبا بالنبی الامی العربی الذی
 نبی امی عربی مرحبا آپ نے اپنے رب کا پیغام
 پہنچایا اور اپنی امت کی خوب خیر خواہی کی
 بلغ رساله ربہ ونصح لامته

ہم چلے تو میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں میں نے پوچھا ان پر ناراضگی کا اظہار کس نے کیا ہے بتایا۔

يعاتب ربه منك

ان کے رب نے آپ کے حوالہ سے عتاب فرمایا

ہے۔

میں نے کہا یہ بارگاہِ رب العزت میں اس قدر اونچی بول رہے ہیں بتایا۔

ان اللہ قد عرف له حدته اللہ تعالیٰ ان کے جلالی طبیعت سے آگاہ ہے۔

آج تمہاری رب تعالیٰ سے ملاقات

پھر ہم ایک درخت کے پاس پہنچے وہاں ایک بزرگ اور ان کا خاندان تھا، جبریل امین نے مجھے کہا اپنے والد حضرت ابراہیم کے پاس جائیں، ہم نے سلام کہا انہوں نے بھی جواباً سلام کہا اور پوچھا جبریل ساتھ کون ہے؟ بتایا یہ تمہارے عظیم بیٹے احمد ہیں تو انہوں نے کہا خوش آمدید اے نبی امی جنہوں نے اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا اور امت کی خیر خواہی کا حق ادا کیا اور فرمایا۔

يا بنی انک لاق ربک اللیلة اے میرے پیارے بیٹے آج رات تمہاری

اپنے رب سے ملاقات ہونے والی ہے

آپ کی امت آخری اور کمزور ہے اگر ممکن ہو تو اس کا معاملہ حل کروالو۔

نوٹ، ان تمام احادیث کے تفصیلی مطالعہ کے لیے امام سیوطی کی کتاب ”الایۃ الکبریٰ

فی شرح قصۃ الاسراء“ کی طرف رجوع کیا جائے۔

اهم فوائد از احادیث مسراج

ان احادیث مبارکہ کے تحت محدثین کرام نے متعدد فوائد اور حکمتیں ذکر کیں ان میں سے چند کا تذکرہ ہم بھی کر رہے ہیں۔

۱۔ اچانک معراج، مقام مراد

احادیث میں آیا 'بینما انا نائم' (میں سویا ہوا تھا) جس سے معلوم ہو رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج اچانک کرائی گئی امام ابن منیر لکھتے ہیں۔
 کانت کرامتہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مناجات و کلام کے لیے
 وسلم فی المناجاة علی سبیل اچانک لے جانا نہایت ہی اعلیٰ عزت ہے
 المفاجاة

حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے مناجات و کلام کے لیے مدت مقرر کی جس میں انتظار کی مشقت ہے۔

ویؤخذ من ذلك ان مقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقام المراد وهو ارفع بالنسبة الی مقام المرید

اس سے معلوم ہو رہا ہے کہ مقام نبی صلی اللہ علیہ وسلم مراد کا درجہ ہے اور یہ مرید کے مقام سے کہیں بلند ہوتا ہے۔

فضائل حضرت جبریل و میکائیل علیہما السلام

سفر معراج میں ان دو مقرب فرشتوں کا تذکرہ بار بار آیا ہے لہذا ان کے کچھ فضائل کا تذکرہ بھی لازمی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں پچیس مقامات پر حضرت جبریل علیہ السلام کا تذکرہ فرمایا ہے۔ آٹھ مقامات پر لفظ روح کا ان پر اطلاق آیا۔
 ۱۔ امام ابوالشیخ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اقرب الخلق الی اللہ جبریل و میکائیل و اسرافیل و انہم من اللہ لمسیرة خمسين الف سنة

اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے قریب حضرت جبریل، میکائیل اور اسرافیل ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ سے پچاس ہزار سال کی مسافت پر ہیں۔

۲۔ انہوں نے حضرت خالد بن ابی عمیر ان سے نقل کیا۔

حضرت جبریل امین اللہ علی رسلہ و
میکائیل یتلقى الکتب النبی ترفع
من اعمال الناس و اسرافیل
بمنزلة الحاجب
حضرت جبریل رسولوں پر اللہ تعالیٰ کے امین
ہیں، حضرت میکائیل وہ رجسٹر جمع کرتے ہیں
جن میں لوگوں کے اعمال جمع کر کے بلند کیے
جاتے ہیں اور حضرت اسرافیل بمنزل حاجب و
محافظ کے ہیں۔

۳۔ حضرت عکرمہ بن خالد تابعی سے نقل ہے ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ
کو نے ملائکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ معزز ہیں فرمایا میں نہیں جانتا جبریل امین نے آکر
عرض کیا، جبریل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت۔ (کتاب العظمت)

شق و شرح صدر

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر چار دفعہ ہوا۔

۱۔ بچپن میں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں، امام احمد اور امام مسلم نے
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے ساتھ تھے جبریل
امین نے آکر آپ کا سینہ اقدس چاک کیا اور اسے زمزم سے غسل دیا اور پھر اسے اپنی جگہ پر
رکھ دیا بچے دوڑتے ہوئے حضرت حلیمہ کے پاس آئے اور بتایا ہمارے بھائی محمد کو قتل کر دیا
گیا جب وہ وہاں پہنچی تو آپ خوش خرم تشریف فرما تھے۔

۲۔ دس سال کی عمر میں

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ ابتداء نبوت کے بارے میں کچھ فرمائیے؟ فرمایا
میں صحراء میں تھا۔

ابن عشر حجج اذا اتا برجلین اس وقت میری عمر دس سال تھی تو میرے پاس
فوق راسی در آدمی آئے۔

انہوں نے میرا سینہ چاک کیا ایک نے پانی ڈالا جبکہ دوسرے نے اسے دھویا، خون
اور درد محسوس نہ ہوا اس سے ہر قسم کا رشک و حسد خارج کرتے رہے رحمت و رافت سے
معمور کر دیا (زوائد مندلا بن احمد)

۳۔ اعلان نبوت کے وقت

امام بیہقی اور امام ابو نعیم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم
اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ایک ماہ اعتکاف کی نذر مانی اور وہ ماہ رمضان میں کیا، ایک
رات آپ نکلے تو السلام علیک کی آواز سنی میں نے خیال کیا کوئی جن ہے جلدی سے خدیجہ
کے پاس چلا آیا انہوں نے معاملہ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے اطلاع دی عرض کیا یہ تو
خیر ہی خیر ہے پھر میں دوبارہ نکلا تو جبریل امین نظر آئے ان کا ایک پر مشرق اور دوسرا مغرب
میں تھا اس سے بھی خوف محسوس ہوا میں جلدی واپس ہوا تو وہ ہمارے دروازہ کے پاس آگئے
اور مجھ سے گفتگو کرنے لگے حتیٰ کہ میں ان کے ساتھ مانوس ہو گیا پھر انہوں نے دوبارہ آنے
کا وعدہ کیا مگر کافی تاخیر ہو گئی میں چاہتا تھا کاش وہ جلدی آئیں تو میکائیل سے ملاقات ہوئی
جو افق کو گھیرے ہوئے تھے، اتنے میں جبریل امین آگئے اور میکائیل وہاں ہی رہے تو انہوں
نے میرا سینہ چاک کر کے کچھ نکالا اور کچھ اس میں رکھا۔ (دلائل النبوة)

۴۔ معراج کے موقع پر

امام مسلم، امام برقانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ میں
گھر پر تھا مجھے زمزم کے پاس لے جایا گیا اور میرا سینہ چاک کر کے اسے ایمان و حکمت سے
خوب مالا مال کیا گیا حتیٰ کہ وہ ان دونوں سے بھر گیا امام بخاری و مسلم نے حضرت مالک بن

صعده رضی اللہ عنہ سے بھی اس موقع پر شق صدر نقل کیا ہے۔

انکار مناسب نہیں

بعض اہل علم مثلاً قاضی عیاض اور ابن حزم نے معراج کے موقع پر شق صدر کا انکار کرتے ہوئے کہا یہ محض راوی حدیث حضرت شریک کا اختلاط ہے حافظ عراقی شرح تقریب میں لکھتے ہیں۔

ولیس كذلك فقد ثبت فی
الصحيحين من غير طريق
امام ابوالعباس قرطبي لکھتے ہیں۔

ایسا کہنا درست نہیں کیونکہ بخاری و مسلم میں دیگر اسناد سے بھی یہ بات ثابت ہے۔

لا يلتفت لانكار شق الصدر ليلة
الاسراء لان رواه ثقات
مشاهير. (المنهم) مروی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں بعض لوگوں نے اس کا انکار کیا ہے، مگر

ولا انكار في ذلك وقد تواردت
الروايات (فتح الباری) موجود ہیں

اس پر کچھ گفتگو حدیث شریک کے تحت آگے آرہی ہے۔

ہم تسلیم کر لیں

تمام محدثین نے تصریح کی ہے کہ شق صدر کی احادیث میں جو تفصیل ہے مثلاً سینہ کا چاک کرنا، دل انور کا نکالنا، اسے ایمان و حکمت سے مالا مال کرنا اسے ہم من و عن قبول و تسلیم کر لیں اور اسے حقیقت ہی پر محمول سمجھیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے باہر کوئی شے نہیں یہ حدیث صحیح اس کی تائید کرتی ہے۔

انہم كانوا يرون اثر المخيط في صدره صلى الله عليه وسلم
صحابہ آپ کے سینہ اقدس پر اسے سلنے کے نشانات دیکھا کرتے۔

امام سیوطی فرماتے ہیں بعض لوگوں نے اس میں تاویل کر کے امر معنوی مراد لیا وہ
مراہر جہالت و خطا ہے اور یہ سنت سے دوری اور فلسفہ کی غلامی ہے۔

یہ نہایت ہی اشق تھا

امام ابن منیر رقمطراز ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر اور اس پر آپ کا صبر
حضرت اسماعیل کے بوقت ذبح صبر سے عظیم اور بڑھ کر ہے کیونکہ وہاں حاضری تھی اور
یہاں حقیقتہً ہوا اور پھر یہ کئی بار ہوا اور بعض اوقات اپنے اہل و گھر سے دور بھی تھے۔

قول فرشتہ کا مفہوم

شیخ الاسلام امام ابو الحسن سبکی سے سوال ہوا جب شق صدر ہوا تو فرشتوں نے کچھ حصہ
دل سے نکالتے ہوئے کہا یہ آپ میں شیطان کا حصہ تھا اس کا مفہوم کیا ہے؟ انھوں نے جواباً
فرمایا یہ گوشت وہ ٹکڑا تھا جسے اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کے دل میں پیدا کیا کہ شیطانی
وسوسوں کو قبول کر سکے۔

فازيلت من قلبه صلى الله عليه
تو اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب انور سے
وسلم لم يبق فيه مكان لان يلقى
نکال دیا گیا تاکہ شیطان کے وسوسہ کی وہاں جگہ
الشیطان فيه شيئاً۔
ہی نہ رہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ کی اسے پیدا کرنے کی حکمت کیا تھی؟

جواب: تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل انسان ہونا واضح ہو جائے اور اسے نکالنا
اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و لطف ہے، بعض اہل علم نے یہ حکمت بیان کی کہ اگر اللہ تعالیٰ اس
کے بغیر پیدا فرمادیتا۔

لم يكن للامميين اطلاع على حقيقة صلى الله عليه وسلم
 تو لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حقیقت
 حقیقتہ صلی اللہ علیہ وسلم کاملہ کا علم نہ ہوتا۔

تو اللہ تعالیٰ نے جبریل امین کے ہاتھوں پر تمام کروایا تاکہ لوگ آپ کے کمال باطن
 سے بھی آگاہ ہو جائیں جیسا کہ آپ ظاہر بھی کامل تھے۔

قوت یقین میں اضافہ

شیخ ابو محمد بن ابی جبرہ لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ بغیر شق کے بھی قلب انور کو ایمان و حکمت سے
 مالا مال کر سکتا ہے تو پھر شق کی حکمت کیا ہے؟ تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت یقینی میں
 اضافہ تھا اسی لیے یہ سارا کچھ ہوش میں اور آپ کی آنکھوں کے سامنے ہوا اور آپ اس سے
 ہرگز پریشان تک نہ ہوئے یہی وجہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ جرأت
 مند، دلیر اور اٹھتے تھے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے یوں آپ کا شان بیان کیا۔

ما زاغ البصر و ما طغى
 آنکھ نہ کسی طرف پھیری اور نہ حد سے بڑھی

(النجم، ۱۷)

کیا یہ آپ کا خاصہ ہے؟

کیا شق صدر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی خاصہ ہے یا دیگر حضرات انبیاء علیہم السلام کو
 بھی یہ شان حاصل ہوا، امام سیوطی کی رائے یہ ہے کہ یہ آپ کا خاصہ ہے لیکن حافظ ابن حجر
 عسقلانی فرماتے ہیں یہ شان دیگر انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل ہے، کیونکہ امام طبری نے
 واقعہ تابوت سیکینہ میں یہ بھی نقل کیا ہے۔

اس میں ایک ایسا تھاں بھی تھا جس میں انبیاء
 علیہم السلام کے قلوب کو غسل دیا جاتا تو یہ بات
 كان فيه الطست التي تغسل فيها
 قلوب الانبياء وهو مشعر
 بالمشاركة
 مشارکت پر دل ہے۔

تکرار کی حکمت

پہلی دفعہ بچپن میں ہوا تا کہ طفولیت کا دور اکمل حال پر بسر ہو، دوسری دفعہ بلوغ کے وقت تا کہ جوانی قابل رشک گزرے، تیسری دفعہ بعثت کے وقت تا کہ حصول وحی قرآنی کے لیے قلب انور قوی و کامل ہو جائے، چوتھی دفعہ شب معراج تا کہ اللہ تعالیٰ سے مناجات کی تیاری و استعداد کامل ہو جائے۔

نور علی نور

امام ابن ابی جمرہ لکھتے ہیں قلب انور پہلے ہی مقدس و معطر تھا یہ سارا کچھ نور علی نور کی خاطر تھا جیسے وضو والا، نماز کے لیے تازہ وضو کر لیتا ہے کہ میں نے بارگاہ خداوندی میں حاضری دینی ہے۔

شعائر اللہ کی تعظیم

اس میں شعائر اللہ کی تعظیم کا پہلو بھی ہے امام برہان نعمانی فرماتے ہیں جب حرم پاک میں داخل ہونے والے کے لیے غسل افضل ہے۔

فما ظنک بداخل الحضرة
قبر یا میں داخل ہو رہا ہے۔

چونکہ حرم شریف ظاہر کائنات سے ہے لہذا ظاہری بدن کا غسل اور حریم کبریا عالم باطن سے ہے لہذا وہاں غسل بھی باطنی ہوگا پھر آپ کو نماز عطا کرنے اور ملائکہ کو جماعت کروانے کے لیے اوپر لے جایا جا رہا تھا۔

ومن شان الصلاة الطهور فقدس
ظاہرا و باطنا ﷺ
اور نماز کے آداب میں طہارت و پاکیزگی ہے
لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ظاہری و باطنی اعلیٰ
طہارت سے نوازا گیا۔

سوال۔ تمام انبیاء علیہم السلام ہر قسم کی میل بشریت سے پاک ہوتے ہیں اور آپ صلی

اللہ علیہ وسلم تو ان تمام میں اکمل میں لہذا یہاں تطہیر کی کیا ضرورت؟

جواب: یہاں خوب درجہ علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کا حصول مقصود تھا۔

(المعراج الکبیر، ۵۷)

زمزم کی افضلیت

چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ اقدس کو زمزم سے غسل دیا گیا لہذا امام سراج الدین بلقینی نے فرمایا یہ پانی تمام سے افضل ہے، امام ابن ابی جرہ فرماتے ہیں جنتی پانی سے غسل نہ ہونے کی حکمت یہ تھی۔

لما اجتمع فی زمزم من کون اصل مائہ من الجنة ثم استقر فی الارض فارید بذلک بقاء برکتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الارض۔

(بہجة النفوس ۳، ۱۸۸)

جبریل امین کا دستک دینا

امام ابن دجیہ لکھتے ہیں کہ حضرت جبریل امین کا دستک دینا بتا رہا ہے کہ آسمانوں کے دروازے بند تھے اور آمد پر ہی کھولے گئے۔

لانہ لوراها مفتحة لظن انہا لاتزال كذلك ففعل ذلك ليعلم ان ذلك فعل من اجلہ

اگر پہلے ہی کھلے ہوتے تو خیال آتا کہ شاید یہ اس طرح کھلے ہی رہتے ہیں بند تھے تاکہ واضح ہو کہ یہ آپ کے لیے ہی کھولے گئے ہیں۔

اور دوسری بات یہ ہے۔

ان اللہ تعالیٰ اراد ان یطلعه علی اللہ تعالیٰ آپ کو اس سے آگاہ کرنا چاہ رہا تھا کہ
 کہ نہ معروف عند اہل السموات تمام اہل سماء بھی آپ کو جانتے ہیں۔
 کیونکہ جیسے ہی جبریل امین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی لیتے تو فرشتے دروازے
 کھول دیتے

بعثت وارسال کے بارے میں سوال

ہر خازن سماء نے سوال اٹھایا وقد بعث الیہ (کیا انہیں مبعوث کیا گیا ہے) یہاں ہمزہ
 استفہام محذوف ہے اہل علم فرماتے ہیں یہ سوال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول بنائے
 جانے کے بارے میں نہیں تھا بلکہ معراج پر بلائے جانے کے حوالہ سے تھا کیونکہ آپ صلی
 اللہ علیہ وسلم کی رسالت سے ملکوت اعلیٰ کی تمام مخلوق آگاہ ہے، بعض نے کہا اس سوال کا
 مقصد محض آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس قدر اللہ تعالیٰ کے انعام پر تعجب تھا یا بطور خوشی و
 بشارت مقصد تھا ورنہ جبریل امین کا ساتھ ہونا واضح کہہ رہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا
 گیا ہے کیونکہ نہ بلائے گئے کے ساتھ جبریل کا ہونا ممکن ہی نہیں پھر یہ نکتہ بھی قابل توجہ ہے
 جب جبریل نے اپنے بارے میں بتایا تو وہ خازن پوچھتا من معک؟ تمہارے ساتھ کون
 ہے تو وہ آپ صلی اللہ کا اسم گرامی لیتے گویا انہیں علم تھا ورنہ یہ سوال کرتے امعک احد؟
 کیا تمہارے ساتھ کوئی ہے؟ انہیں یہ علم و احساس یا تو آسمانوں کے شفاف ہونے کی وجہ سے
 ہوا یا۔

لما راد من زیادة الانوار وغیرھا کسی امر معنوی کے وجہ سے ہو امثلاً آج
 انوار کا سماں ہی عجیب تھا۔

امام ابن جریر لکھتے ہیں ان کا یہ سوال یہ ساتھ کون ہیں؟ بتا رہا ہے انہوں نے اس ہستی

کے بارے میں پوچھا۔

من اجله هذه الزيادة للتي
جس کے وجہ سے آج تمہارے ساتھ انوار کا
معک۔ خوب سماں ہے۔

(بہجة النفوس، ۳، ۱۹۰)

مرحبا بالنبي الصالح:

ہر نبی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کرتے وقت خوش آمدید نبی صالح کہا،
یہاں اس لفظ کا عام معنی نہیں جو دیگر صالحین کے لیے ہے یہاں صالح سے مراد۔

هو الذي يقوم بما يلزمه من
وہ ذات ہے جو اپنے اوپر تمام لازم حقوق کی
حقوق اللہ تعالیٰ و حقوق العباد
ادا نیگی کرے، خواہ وہ اللہ تعالیٰ کے ہوں یا
بندوں کے

تو گویا یہاں یہ لفظ انواع خیر کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیے ہوئے ہے اسی وجہ سے
تمام انبیاء علیہم السلام نے اس کا مل لفظ کو آپ کے لیے منتخب کیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رونا

واضح ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا رونا بطور حسد ہرگز نہ تھا کیونکہ حضرات انبیاء علیہم
السلام ایسے عمل سے پاک ہوتے ہیں امام ابن ابی جرہ نے اس رونے کی دو حکمتیں نقل کیں
ہیں۔

۱۔ یہ وقت اللہ تعالیٰ کے نہایت فضل و لطف کا وقت تھا۔

لانہ وقت اسری فیہ بالحبيب
کیونکہ یہ موقع تھا حبیب خدا کے معراج کا جس
لیخلع علیہ خلع القرب والفضل
میں انہیں نہایت ہی قرب و فضل عظیم کی خلعت
العمیم فطمع الکیم لعل ان
سے نوازا جا رہا تھا تو حضرت کلیم علیہ السلام نے
یلحق لامته نصیبا من ذلک
اپنی امت کے لیے سوچا شاید اسے بھی خیر عظیم
الخير العظیم
سے حصہ مل جائے۔

۲۔ یہ رونا حضور علیہ السلام کی خوشی اور بشارت کے لیے تھا کیونکہ انہوں نے روتے ہوئے کہا ان کی امت جنت میں میری امت سے زیادہ داخل ہوگی تاکہ حضور علیہ السلام یہ جملہ سن کر خوش ہوں۔
(بھیجہ النفوس، ۳، ۱۹۴)

حضرات انبیاء علیہم السلام سے ملاقات اور اس کے اسرار

شب معراج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آسمانوں پر متعدد انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہوئی کسی سے پہلے آسمان پر اور کسی سے چھٹے پر اور کسی سے ساتویں پر ہوئی اس کے اسرار پر اہل علم نے خوب روشنی ڈالی ہے۔ مثلاً پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام سے آسمان پر ملاقات ہجرت کی طرف اشارہ تھا کیونکہ سیدنا آدم علیہ السلام کو عداوت ابلیس نے جنت سے نکالا اسی طرح اہل مکہ کی دشمنی اور عداوت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے ہجرت پر مجبور کیا۔

دوسرے پر حضرت عیسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہما السلام سے ملاقات، یہود کی اذیت کی طرف اشارہ ہے کیونکہ انہوں نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو شہید کر دیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شہید کرنے کا ارادہ کر لیا لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں آسمانوں پر اٹھالیا، یہی یہود نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا مثلاً آپ کو شہید کرنے کے لیے یہودی عورت نے کھانے میں زہر ملا دیا لقمہ نے بول کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ کیا مجھے نہ کھائیے میں زہر آلود ہوں، حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات قوم پر کامیابی اور ان پر احسان و کرم کی طرف اشارہ تھا، فتح مکہ کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا میں تمہیں وہی کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسف نے کہا تھا۔

لا تشریب علیکم الیوم فیغفر اللہ
لکم وهو ارحم الراحمین
آج تم پر کچھ ملامت نہیں اللہ تمہیں معاف
کرے وہ سب مہربانوں سے بڑھ کر مہربان

(یوسف، ۹۲) ہے۔

حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات اشارہ تھی کہ عنقریب لوگ آپ سے محبت کریں گے اور ان کی عداوت و دشمنی، الفت سے بدل جائے گی جیسا کہ بنی اسرائیل کے لوگ حضرت ہارون علیہ السلام سے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بڑھ کر محبت و پیار کیا کرتے۔

حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات، آفاق میں بادشاہوں تک اسلام پھیلانے کے لیے خطوط لکھنے کی طرف اشارہ تھا کیونکہ یہ پہلے پیغمبر ہیں جنہوں نے قلم سے لکھا۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات دشمنوں کے ختم ہونے کی طرف اشارہ تھی کہ جس طرح ان کے مقابل فرعون آیا اور وہ غرق و برباد ہو گیا اسی طرح ابوجہل جو فرعون سے بھی بڑھ کر فرعون تھا یہ تباہ و برباد ہو جائے گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات اس حال میں ہونا کہ وہ بیت المعمور کے ٹیک لگائے تھے اشارہ تھی کہ مکہ فتح ہو جائے گا اور آپ آزادی کے ساتھ حج و عمرہ ادا کریں گے۔

دس سالہ ہجرت اور معراج میں مناسبت

اہل معرفت نے معراج اور دس سالہ ہجرت میں نہایت ہی اہم مناسبت ذکر کی ہے کہ جس طرح ہجرت کے دس سال ہیں اس طرح معراج کے بھی دس مراحل ہیں ان میں سے سات مراحل ساتویں آسمان تک ہیں۔

آٹھواں مرحلہ سدرۃ المنتہیٰ، نواں مستویٰ تک	الثامن الى السدرۃ المنتہیٰ
جہاں آپ نے اقلام تشریح کی آواز سنی اور دسواں	والتاسع الى المستوی الذی
رفرف، دیدار الہی اور اللہ تعالیٰ سے کلام کا شرف	سمع منه صریف الاقلام والعاشر
پانا ہے۔	الى الرفرف والرؤیة وسماع

الخطاب

رہے ہجرت کے دس سال تو ان کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے رخصت ہو

گئے۔

وہی لقاء الحق جل جلالہ کما اور یہ اللہ جل جلالہ سے ملاقات ہے جیسا کہ
ختمت معاریج الاسراء باللقاء مدارج معراج کا اختتام ملاقات اور حریم کبریا
والحضور بحضرة القدس میں حاضری پر ہوا۔

پھر انھوں نے ہر سال ہجرت اور ہر مرحلہ معراج کے درمیان جو مناسبتیں تحریر کیں
ہیں وہ بھی خوب ہیں۔

جنت کا دورہ

اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت کا دورہ بھی کروایا، امام ابن
دحیہ اس کی حکمت یہ لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو بطور انعام جنت کا
تذکرہ کیا اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ کو جنت کا مشاہدہ کروادیا جائے تاکہ جو کچھ آپ نے امت
سے فرمایا وہ غائبانہ ہی نہ رہے بلکہ مشاہدہ کے ساتھ ہو اور ان انعامات کے مشاہدہ سے آپ
لوگوں کو خوب اس کی دعوت دیں سکیں اور آپ کی امت اس میں دوسری امتوں سے سب
سے زیادہ ہوگی۔

دوزخ کا مشاہدہ

اسی طرح اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو دوزخ کا بھی
مشاہدہ کروایا کیونکہ کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے ہوئے آپ کی دعوت و
پیغام کا مذاق و تمسخر اڑایا۔ ان کی سزا کے لیے اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تیار کیا اس سے بھی آگاہ کر
دیا۔

احادیث اور معراج

بعض محدثین نے اپنے اپنے مطالعہ کے مطابق معراج حدیثی کو ترتیب وار بیان کیا

ہے، مثلاً امام محمد بن یوسف صالحی شامی التونی (۹۴۲) اور امام نجم الدین الغیطی (۹۸۲) نے اپنی اپنی کتاب ”المعراج الکبیر“ میں اسے ترتیب دیا ہے۔

امام صالحی شامی کی کتاب کے بارے میں امام نبھانی لکھتے ہیں۔

ولم ارفی المعاریج اجمع و انفع میں نے معراج ناموں میں ایسی جامع اور نافع
عنه و کل من جابعدہ کالغیطی کتاب نہیں دیکھی ان کے بعد جتنے بھی اس
والاجہوری فانما اخذ و اجل موضوع پر لکھنے والے ہیں مثلاً امام غیطی اور
فوائدہم عنہ اجہوری ان تمام نے اہم فوائد اس سے لیے ہیں

پھر موصوف نے اس کا اختصار کیا جس کا نام ”المنہاج السامی مختصر

المعراج الشامی“ رکھا پھر اس کتاب کے مواد کے بارے میں خود امام شامی نے لکھا۔

واعلم انی لم اذکرفی ہذا واضح رہے میں نے اس کتاب میں ایک بھی
الکتاب حدیثاً موضوعاً البتۃ الا موضوع روایت درج نہیں کی اگر کہیں ایسا ہے تو
مانہت علیہ میں نے اس کی نشاندہی کر دی ہے۔

(جواہر البحار، ۳، ۶، ۳۳۶)

سدره تیری ره گزر

محترم ڈاکٹر اسرار احمد سربراہ تنظیم اسلامی نے حضور ﷺ کے معراج پر خطاب کیا جسے شیخ جمیل الرحمن نے مرتب کر کے ”معراج النبی ﷺ“ کے نام سے شائع کیا۔

ہمارے سامنے اس کا پانچواں ایڈیشن ہے جو دسمبر ۹۵ میں شائع ہوا اس میں ڈاکٹر صاحب نے نہایت ہی دو ٹوک الفاظ میں کہا ہے کہ حضور ﷺ معراج کے موقع پر صرف سدرہ تک ہی تشریف لے گئے اس سے آگے جانا کتاب و سنت سے ہرگز ثابت نہیں ہے بلکہ ہماری شاعری ہی ہے کہ حضور ﷺ اس سے آگے گذر گئے۔ دوسری بات یہ بیان کی ہے کہ جمہور اہل سنت کے نزدیک آپ ﷺ کو دیدار الہی کا شرف حاصل نہیں ہوا۔ یہی دونوں باتیں ان کے الفاظ میں ملاحظہ کر لیجئے۔

۱۔ سدرۃ المنتہیٰ کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

”یہ اس اعتبار سے منتہیٰ ہے کہ اس سے آگے مخلوق کا گذر نہیں ہے یہ انتہا ہے یہاں سے آگے حضرت جبریل بھی نہیں جاسکتے۔ اور نوٹ کیجئے کہ اس سے آگے جانے کا کہیں محمد ﷺ کا بھی ذکر نہیں ہے۔ یہ صرف ہماری شاعری ہی ہے۔ کہ حضور ﷺ اس سے بھی آگے گذر گئے۔ لیکن اس کا قرآن مجید اور احادیث شریفہ میں کہیں ذکر نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ بھی یہیں تک گئے ہیں

(معراج النبی، ۳۱)

۲۔ دیدار الہی کے بارے میں فرماتے ہیں۔

”ہاں بعض صحابہ کے یہ اقوال کہ آپ شب معراج میں دیدار الہی سے بھی شرف ہوئے سند کے ساتھ منقول ہیں لیکن عظیم اکثریت کی رائے یہی ہے۔ کہ شب معراج میں حضور ﷺ کو دیدار الہی نہیں ہوا۔ نیز جمہور اہلسنت کی رائے بھی یہی ہے۔ (معراج النبی، ۳۴)

ہم اس مقالہ میں انہی دو باتوں کا کتاب و سنت کی روشنی میں تجزیہ کرنا چاہ رہے ہیں

۱۔ محترم ڈاکٹر صاحب کا دو ٹوک کہنا کہ سدرہ سے آگے جانے کا تذکرہ کتاب و سنت میں کہیں نہیں درست نہیں ہے۔ کیونکہ مقتدر اہل علم نے کتاب و سنت سے اس پر دلائل فراہم کیے ہیں۔ البتہ اتنا کہا جاسکتا ہے کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے۔ لیکن دوسرے اقوال بلکہ مختار قول کو ترک کر دینا ہرگز مناسب نہیں۔ یہی وجہ ہے جب علماء عقائد نے اس پر لکھا تو انھوں نے نہایت ہی محتاط الفاظ لکھے تاکہ کسی قول کا بھی انکار نہ ہو۔

۱۔ امام ابو جعفر طحاوی حنفی (المتوفی، ۳۲۱) معراج کے بارے میں عقیدہ یوں لکھتے ہیں کہ معراج حق ہے۔

وقد اسرى بالنبي ﷺ وعرج
يشخصه في اليقظة الى السماء ثم
الى حيث شاء الله من العلى
(العقيدة الطحاوية)
شرف بخشا۔

۲۔ امام نجم الدین عمر نسفی (المتوفی، ۵۷۳) رقمطراز ہیں
المعراج لرسول الله ﷺ في
اليقظة يشخصه الى السماء ثم الى
ما شاء الله من العلى حق
(عقائد نسفی)

۳۔ شیخ جمال الدین احمد بن محمد الغزنوی (المتوفی، ۵۹۳) کے الفاظ ہیں
رسول الله ﷺ كوجسم اطهر کے ساتھ آسمان
اور پھر جہاں تک اللہ نے چاہا عروج و بلندی
نصیب فرمائی
شاء الله من العلاء

۴۔ حضرت ملا علی قاری (المتوفی، ۱۰۱۳) امام اعظم کے الفاظ ”خبیر المعراج حق“ کی شرح میں لکھتے ہیں۔

ای بجسد المصطفیٰ ﷺ يقظة
الی السماء ثم الی ماشاء الله
تعالی من المقامات الی العلیا
معراج حاصل ہوئی
آپ ﷺ کو بیداری کے عالم میں آسمان
پر مشیت الہی کے مطابق بلند مقامات تک
(مخ الروض الازھر، ۳۲۲)

۵۔ امام نجم الدین الغیطی (المتوفی، ۹۸۱) کیفیت اسراء و معراج کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں

اس بارے میں اختلاف ہے

الذی ذهب الیه الجمهور من
المفسرین والمحدثین والفقهاء
والمتکلمین انهما وقعا فی لیلة
واحدة بالروح والجسد معافی
البقظة لا فی المنام من مکة الی بیت
المقدس الی السموات العلی الی
سدرة المنتهی الی حیث شاء العلی
الاعلی (المعراج الكبير، ۵۱)

جمہور مفسرین، محدثین، فقہاء اور متکلمین
کی تحقیق یہی ہے کہ اسراء اور معراج ایک
ہی رات حالت بیداری میں روح و جسد
دونوں کے ساتھ ہوئے نہ کہ خواب میں
اور یہ مکہ سے بیت المقدس وہاں سے
سموات العلی وہاں سے سدرۃ المنتهی اور
وہاں سے جہاں تک اللہ نے چاہا۔

۶۔ علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی (المتوفی، ۷۹۳) ثم ماشاء الله تعالیٰ (پھر جہاں
تک اللہ نے چاہا) کے الفاظ کی حکمت یوں لکھتے ہیں۔

یہ اسلاف کے اقوال کی طرف اشارہ ہے
بعض کے ہاں جنت، بعض کے ہاں عرش
بعض کے ہاں فوق العرش اور بعض کے
ہاں طرف عالم تک معراج ہوئی۔

اشار الی اختلاف اقوال السلف قیل
الی الجنة وقیل الی العرش وقیل الی
فوق العرش وقیل الی طرف العالم
(شرح عقائد نسفی، ۱۵)

حضرت ملا علی قاری (المتوفی: ۱۰۱۳ھ) انتہاء معراج کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

۷۔ حضرت ملا علی قاری (المتوفی: ۱۰۱۳ھ) انتہاء معراج کے بارے میں لکھتے ہیں کہ
امیں اختلاف ہے

بعض نے جنت، بعض نے عرش اور بعض
نے عرش سے اوپر کا قول کیا ہے اور یہی
دنا فتدلی فکان قاب قوسین

قیل الی الجنة وقیل الی العرش وقیل
الی ما فوقه وهو مقام دنا فتدلی فکان
قاب قوسین او ادنی

(منح الروض الازھر، ۳۲۳) او ادنی کا مقام ہے

۸۔ امام ابواسحاق محمد ابراہیم الشافعی (المتوفی، ۸۱۹ھ) نے منتهی العروج کے تحت لکھا۔

بعض نے جنت کچھ نے عرش، کچھ نے
فوق العرش اور کچھ نے طرف عالم تک
معراج کا قول کیا ہے۔

فقیل الجنة وقیل العرش قیل الی فوق
العرش وقیل الی طرف العالم
(السراج الوھاج فی الاسراء والمعراج، ۲۸۰)

علماء عقائد کی ان تصریحات کے بعد کون دو ٹوک کہہ سکتا ہے کہ آپ ﷺ کی

معراج فقط سدرۃ تک ہی ہے اس سے آگے کا کوئی ذکر ہی نہیں ہے آپ نے دیکھا جن لوگوں
کی ان معاملات پر گہری نظر ہے وہ کس قدر محتاط ہیں۔ انھوں نے ہر جگہ ایسے الفاظ کا انتخاب کیا
جو ان تمام اقوال کو شامل رہیں اور کسی کا بھی دو ٹوک رد نہ ہو کیونکہ ان میں سے ہر کوئی کتاب
وسنت سے ہی استدلال کر رہا ہے

علماء عقائد کی تصریح

پھر اس کی بھی علماء عقائد نے تصریح کر دی ہے کہ مسجد حرام سے بیت المقدس تک معراج قرآن سے قطعی طور پر ثابت ہے۔ وہاں سے آسمان تک احادیث مشہورہ سے ہے ربا جنت یا عرش یا اس سے اوپر تک جانا اس پر احادیث احاد ہیں۔

۱۔ امام برہان الدین اللقانی (المتوفی، ۱۰۴۱) تحریر کرتے ہیں مسجد اقصیٰ سے سموات سبع تک معراج احادیث مشہورہ سے ثابت ہے۔

ومنہا الی الجنة ثم الی العرش او
طرف العالم من فوق العرش علی
الخلافا فی ذالک ثابت
بخبیر الواحد فمن انکره لا یکفر
ولا یفسق

وہاں سے جنت پھر یا عرش یا طرف عالم
فوق العرش میں اختلاف ہے کیونکہ یہ خبر
واحد سے ثابت ہے جو اس کا انکار کرے گا
اسے نہ کافر کہا جائے گا نہ فاسق۔

(شرح جوہرۃ التوحید، ۱۴۱)

۲۔ علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی (المتوفی، ۷۹۳) سابقہ عبارت کے بعد رقمطراز ہیں۔

فلا سراء وهو من المسجد الحرام
الی بیت المقدس قطعی ثابت
بالکتاب والمعراج من الارض الی
السماء مشہور ومن السماء الی
الجنة او الی العرش او غیر ذلک

اسراء، مسجد حرام سے بیت المقدس تک قطعی
اور کتاب اللہ سے ثابت ہے اور زمین سے
آسمان تک معراج مشہور روایات اور آسمان
سے جنت یا عرش یا اس سے اوپر احادیث
احاد سے ثابت ہے۔

(شرح عقائد نسفی، ۱۰۵)

۳۔ علامہ عبدالعزیز پرہاروی نے ان الفاظ کی شرح یوں کی ہے۔

ای مروی بخبر الاحاد ویأثم یہ احادیث احاد سے ثابت ہے لہذا اس کا منکر
منکرہ گناہگار ہوگا

اس کے بعد ایک اعتراض اٹھاتے ہیں کہ پہلے تفتازانی نے کہا تھا یہ احادیث مشہورہ سے ثابت
ہے اب یہاں احاد کی بات کر رہے ہیں اس کا جواب دیا۔

ان المشہور هو العروج من مشہور روایات سے آسمان سے اوپر تک جانا
السماء الی ما فوقہا والاحاد هو ثابت ہے رہا جنت یا عرش تک جانا وہ
خصوصیۃ الجنة او العرش احادیث احاد ہی سے ثابت ہے۔

(النبراس، ۴۷۴)

۴۔ امام شہاب الدین احمد خفاجی (المتوفی ۱۰۶۹) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کے اسی
پہلو کو یوں بیان کرتے ہیں۔

والاحادیث الاحاد الدالة علی۔ احادیث احاد آشکار کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
دخوله الجنة ووصولہ الی العرش جنت میں تشریف لے گئے اور عرش تک یا
اوطرف العالم کما سیثاتی اطراف عالم تک پہنچے جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔

(نسیم الریاض، ۲، ۲۷۰)

بعض علماء نے عرش و کرسی تک معراج پر احادیث مشہورہ کا قول کیا ہے۔ ضوء المعالی
کے محشی اس پر گفتگو کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مسجد اقصیٰ تک معراج کا منکر کافر ہے اور اگر کوئی
آگے کا منکر ہے۔

یعنی جنت تک عروج، عرش، کرسی، سدر
اور دیگر معراج کا منکر ہو تو بعض نے کہ
ہے یہ کفر ہے کیونکہ ان تک معراج
من الصعود الی الجنة والعرش
والکرسی والی سدرۃ المنتہیٰ وغیر
ذالک من المعارج والمدارج یکفر

اتفاق ہے بعض نے کہا کہ یہ کفر نہیں ہے
 کیونکہ یہ مشہور روایات کا انکار ہے اور یہ
 انکار کفر نہیں بلکہ گمراہی ہے۔

لانه لانكاره مجمعا و قيل لا يكفر
 لانه ينكر المشهورة من الاخبار
 وانكار المشهور لا يكفر بل يضل
 (تحفة الاعالی، ۳۸)

احادیث مبارکہ۔

آپ نے ملاحظہ کر لیا تمام علماء و عقائد تصریح کر رہے ہیں کہ سدرۃ سے آگے جانے پر احادیث متواترہ و مشہور اگرچہ نہیں لیکن احاد ہیں۔ اب یہاں ان احادیث کا تذکرہ کیے دیتے ہیں۔

۱۔ حافظ ابن حجر عسقلانی (المتوفی ۸۵۲) نے فتح الباری میں حدیث المعراج کی شرح کے تحت مکملہ کا عنوان قائم کر کے کہا۔

وفع فی غیر هذه الروایة زیادات
رأیها علیہ بعد سدرۃ المنتهی
تذکر فی هذه الروایة

اس روایت کے علاوہ دیگر روایات میں
کچھ اضافات بھی ہیں جنہیں سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم نے سدرۃ المنتهی کے بعد دیکھا لیکن
ان کا ذکر یہاں نہیں ہوا۔

اس کے بعد انھوں نے جو روایات درج کی ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے۔ امام ابن ابی حاتم اور امام ابن عائد نے یزید بن ابی مالک کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

ثم انطلق حتی انتهی بی الی
الشجرة فغشیتنی من کل سحابة
فیہامن کل لون فتأخر جبریل
وخررت ساجدا

پھر میں چلا حتی کہ درخت تک پہنچا تو مجھے
ابر نے ڈھانپ لیا جس میں ہر رنگ تھا
جبریل امین یہاں پیچھے رہ گئے اور میں
حالت سجدہ میں گر گیا۔

(فتح الباری، ۷، ۱۷۲)

اس میں واضح طور پر الفاظ ہیں "فتأخر جبریل" (جبریل پیچھے رہ گئے) یعنی میں آگے گزر گیا
۲۔ امام جلال الدین سیوطی (المتوفی ۹۱۱) نے دو دفعہ یہ الفاظ نقل کئے ہیں

فرفضنی جبریل و خورت مساجداً
مجھے جبریل نے آگے جانے کا کہا اور میں
(الایة الكبرى: ۲۶) سجدہ ریز ہو گیا

۳۔ حافظ ابن کثیر (التوفی، ۷۷۴) نے بھی روایت ابن الفاظ میں نقل کی ہے
فرفضنی جبریل و خورت مساجداً
مجھے جبریل امین نے چھوڑ دیا اور میں حالت
سجدہ میں چلا گیا

۴۔ بلکہ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ ﷺ کو نمازوں میں کمی کروانے کا مشورہ دیا تو آپ ﷺ فرماتے ہیں میں واپس لوٹا
حتى انتهیت الى الشجرة فغشيتي
جب درخت کے پاس آیا تو مجھے ابر نے
السحابة و رفضنی جبریل و خورت
ڈھانپ لیا جبریل نے مجھے چھوڑ دیا اور میں
مساجداً
حالت سجدہ میں چلا گیا۔

(تفسیر القرآن العظیم، ۷۳)

۵۔ محشی ضوء العالی نے یہ الفاظ روایت کئے ہیں
ثم جاء رفر ففتنا و لنى جبریل و
پھر رفر کی سواری آگئی اور مجھے جبریل
طاریبی حتی وقف علی ربی
سے لے لیا اور وہ سوار کر کے لے گئی حتی کہ
(تحفة الاعالی، ۳۸) میں حریم کبریا میں پہنچ گیا۔

سحاب اور رفر

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ اکثر احادیث میں لفظ سحاب اور بعض میں رفر کا
لفظ ہے۔ امام نجم الدین النیطی (۹۹۹) ان میں تطبیق یوں دیتے ہیں

ممکن ہے زفر سے مراد صحاب ہی ہو جس نے آپ کو ڈھانپ لیا اور اس میں ہر رنگ تھا جیسا کہ امام ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، جب آپ ﷺ کو صحاب نے ڈھانپ لیا تو جبریل امین آپ ﷺ سے پیچھے رہ گئے۔

فيحتمل ان المراد به السحابة التي غشيتها و فيها من كل لون التي رواها ابن ابى حاتم عن انس و عند ما غشيتها تأخر عنه جبريل (المعراج الكبير، ۸۹)

اسی طرح امام برہان الدین علی حلبی رقمطراز ہیں
ويعبر عن تلك السحابة بالرفرف
(انسان العيون، ۱، ۴۰۲)

۶۔ حضرت قاضی عیاض (المتوفی ۵۴۴) نے ثم دنا فتدلی کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

فارقنى جبريل فانقطعت الاصوات
عنى (الشفاء، ۱، ۲۶۷)
جبریل امین مجھ سے جدا ہو گئے اور تمام آوازیں ختم ہو گئیں۔
شرح مسلم میں رقمطراز ہیں۔

وفى حديث اخر فارقنى جبريل
وانقطعت عنى الاصوات
(اكمال المعلم، ۱، ۵۱۰)
ایک اور حدیث میں ہے کہ جبریل امین مجھ سے جدا ہو گئے اور آوازیں تمام ختم ہو گئیں۔

امام ابی اور امام نسوی دونوں نے بھی یہ الفاظ نقل کیے ہیں (اکمال و مکمل، ۱، ۵۲۱)
شارح مسلم امام نووی (المتوفی ۶۷۰) نے بھی یہی الفاظ حضرت قاضی عیاض سے بغیر کسی رد کے نقل کیے ہیں۔
(المحتاج، ۱، ۹۳)

علامہ شہاب الدین احمد خفاجی (المتوفی، ۱۰۶۹) نے ان الفاظ کے تحت لکھا۔

ای تخلف عنه فی المعراج لان له
یعنی معراج کے موقع پر جبریل پیچھے رہ
مقا ما لا يتعداه
گئے کیونکہ یہ مقام ان کے لئے مقرر ہے
(نسیم الرياض ۱۰: ۳۰۳)

حضرت ملا قاری (المتوفی، ۱۰۱۴) کے الفاظ ہیں۔

ای فی مقام معین له کما اخبر الله
یعنی اپنے مقام معین پر رک گئے جیسا کہ
سبحانه و تعالیٰ عن الملائكة
اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے بارے میں
بقوله وما منا الا له مقام معلوم وقال
فرمایا کہ ان کے لئے مقام مقرر ہے اور
معتذرا لود نوت انملة لا حرقت
حضرت جبریل امین نے عذر کرتے
(شرح شفاء مع نسیم ۲: ۳۰۴)

جاؤں تو جل جاؤں گا۔

۷۔ علامہ احمد خفاجی (المتوفی، ۱۰۶۹) معراج کی تفصیلات میں کہتے ہیں احادیث
معراج میں یہ بھی ہے جب آپ ﷺ سدرہ پر پہنچے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے وہاں
رفرف کی سواری پیش کی۔

فتناوله فطار به الی العرش
جس پر آپ ﷺ تشریف فرما ہوئے اور
(نسیم الرياض ۲: ۳۱۰)

۸۔ امام محمد احمد قرطبی (المتوفی، ۶۷۱) دنا فتدلی کی تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس رضی
اللہ عنہما سے ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں

ای تدلی الرفرف لمحمد ﷺ
شب معراج رفرف حاضر ہوا آپ ﷺ
اس پر تشریف فرما ہو کر اوپر تشریف لے
گئے یہاں تک اللہ رب العزت کا خوب
فدنا من ربه قال فارقنی جبریل

وانقعدت عنى الاصوت و سمعت
 کلام ربى
 قرب ملا فرمایا جبریل مجھ سے جدا ہو گئے
 اور تمام آوازیں ختم ہو گئیں اور میں نے
 اپنے رب تعالیٰ کا کلام مقدس سنا۔
 (الجامع لاحکام القرآن، ۱۷: ۸۸)

امام ابو حفص عمر بن عادل دمشقی (المتوفی، ۸۸۰) نے بھی حضرت ابن عباس رضی
 اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے
 (اللباب فی علوم الکتاب، ۱۸: ۱۷۶)

۹۔ دوسرے مقام پر امام قرطبی نے حدیث معراج ذکر کرتے ہوئے لکھا
 لما بلغ سدرۃ المنتهى جاءه
 الرفرف فتناوله من جبریل و طاربه
 الی سند العرش
 جب آپ ﷺ سدرۃ پر پہنچے تو رفرف آ
 گیا اس نے آپ ﷺ کو جبریل سے لیا
 اور عرش تک لے گیا۔
 (التذکرہ، ۵: ۵۲۰)

۱۰۔ امام بدر الدین عینی (المتوفی، ۸۵۵) نے حضرت مقاتل بن حیان سے نقل
 کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ جبریل لے کر چلے
 حتى انتهى الی الحجاب الاکبر
 عند سدرۃ المنتهى قال جبریل تقدم
 یا محمد
 یہاں تک کہ سدرۃ المنتهى کے پاس حجاب
 اکبر آ گیا تو جبریل کہنے لگے حضور اب
 آگے آپ جائیں۔

(انسان العیون، ۱: ۳۰۳)

۱۱۔ مقام مستویٰ سدرہ سے اوپر

بخاری و مسلم کی احادیث میں صراحتاً موجود ہے کہ آپ ﷺ مقام مستویٰ پر جلوہ
 افروز ہوئے امام بخاری حضرت ابن عباس اور حضرت ابو جہلہ انصاری رضی اللہ عنہما کے حوالہ
 سے نقل کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بتایا

ثم عرج بي حتى ظهرت لمستوى
اسمع فيه صريف الاقلام
(صحيح البخارى، باب كيف فرضت الصلاة)

پھر میں اوپر گیا یہاں تک کہ مستوی تک
پہنچا اور وہاں میں نے تقدیر لکھنے والی
اقلام کی آواز سنی

محدثین اور اہل سیر نے تصریح کی ہے کہ مقام مستوی، سدرۃ کے بعد ہے آئیے کچھ
تصریحات سامنے لاتے ہیں۔

۱۔ حافظ ابن حجر عسقلانی (المتوفى ۸۵۲) نے تملکہ کا عنوان قائم کر کے لکھا

وقع فى غير هذه الرواية رأها صلى
الله عليه وسلم بعد سدرة المنتهى
لم تذكر فى هذه الرواية منها ما
تقدم فى اول الصلوة حتى ظهرت
المستوى اسمع فيه صريف الاقلام
(فتح البارى، ۷: ۱۷۲)

اس روایت کے علاوہ میں کچھ ایسے
اضافات بھی ہیں جنہیں آپ ﷺ نے
سدرۃ المنتہی کے بعد دیکھا۔ ان کا ذکر اس
روایت میں نہیں ہوا۔ ان میں سے ایک
یہ ہے جو (پہلے اول صلوٰۃ میں گزر چکا)
کہ مقام مستوی تک پہنچا اور وہاں میں
نے اقلام کے لکھنے کی آواز سنی۔

۲۔ اس عبارت کے تحت مولانا محمد ادریس کاندھلوی لکھتے ہیں

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مقام صریف الاقلام، سدرۃ المنتہی کے بعد ہے
(سیرت مصطفیٰ، ۱: ۳۰۵)

۳۔ علامہ محمد سفارینی (المتوفى ۱۱۸۸) رقمطراز ہیں جب حضور ﷺ سدرہ پر پہنچے تو
جبریل پیچھے رہ گئے

ثم عرج بالنبي ﷺ حتى وصل
المستوى اسمع فيه صريف الاقلام
(لواع انوار البهية، ۲: ۲۸۳)

پھر حضور ﷺ اوپر تشریف لے گئے یہاں
تک کہ مقام مستوی آ گیا آپ ﷺ نے
اقلام کے لکھنے کی آواز سنی۔

۴۔ امام محمد یوسف صالحی (المتوفی ۹۴۴ھ) نے تمام روایات ترتیب دی اور مسلسل واقعہ معراج ذکر کیا جب سدرۃ المنتہیٰ پر آپ ﷺ تشریف فرما ہوئے تو اس کے بعد یہ روایت ذکر کی۔

فتاخر جبریل ثم عرج حتی ظہرت
المستوی سمع فیہ صریف الاقلام
(سبل الہدی والرشاد، ۳: ۹۱)

تو وہاں جبریل امین رک گئے پھر آپ
ﷺ مستوی تک اوپر چلے گئے وہاں آپ
ﷺ نے اقلام تقدیر کی آواز سنی۔

اسی طرح دوسرے مقام پر "الایات العظیمة الباہرة" میں احادیث معراج بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

ثم رفع الی سدرۃ المنتہیٰ... ثم
عرج بہ حتی ظہر المستوی سمع
فیہ صریف الاقلام و رأى رجلا
مغیبا فی نور العرش

پھر مجھے سدرہ تک بلندی ملی۔۔۔۔۔ پھر
وہاں سے بھی عروج ہوا حتیٰ کہ مستوی
ظاہر ہوا وہاں اقلام کی آواز سنی اور نور عرش
میں گم آدمی کو دیکھا۔

(آیات العظیمة الباہرة فی معراج سید اہل
الدنیا والاخرۃ بحوالہ جواہر البحار،
۳: ۴۷۵)

۵۔ شیخ ابوبکر جزازی سعودی، سدرہ اور بیت المعمور کی سیر کے بعد لکھتے ہیں

ثم رفع و ادنی حتی انتہی الی
مستوی سمع فیہ صریر الاقلام و
منہا قر بہ ربہ ناجا

پھر وہاں سے بلند ہوئے حتیٰ کہ مقام مستوی
پر پہنچے یہاں آپ نے اقلام کی آواز سنی اور
وہاں ہی اپنے رب تعالیٰ سے مناجات اور
گفتگو کا شرف پایا۔

(هذا الحیب یا محب، ۱۳۷)

۶۔ امام برہان الدین علی حلبی (المتوفی ۱۰۴۴ھ) لکھتے ہیں جب سدرہ کے بعد آپ کو نور

نے ڈھانپ لیا

و فی ذلک النور المستوی الذی
 یسمع فیہ صریف الاقلام ثم العرش
 (انسان العیون، ۱، ۳۰۳)

۷۔ ڈاکٹر خلیل ابرہیم ملا خاطر نے احادیث کے مختلف الفاظ نقل کرنے کے بعد بہت خوبصورت نوٹ لکھا اور ان تمام میں تطبیق پیدا کر دی ان کے الفاظ یہ ہیں

اذکل هذه العبارات فدل علی انه
 رفع صلی اللہ علیہ وسلم وهو فی السماء السابعة
 لیری سدرۃ المنتهی و لعلہ رفع
 لينظر اليها من اعلاها كما نظر اليها
 من اسفلها فتكون نظرتہ نظرة
 احاطة

تمام الفاظ (صعد، علا، ظہر، عرج) واضح کر رہے ہیں کہ آپ کو ساتویں آسمان میں بلندی عطا کی گئی تاکہ آپ سدرۃ المنتھی کا اوپر سے اس طرح معائنہ فرما سکیں جیسے اسے نیچے سے دیکھا تھا۔ اس کا مشاہدہ کامل ہو جائے۔

رہا اس سے آگے کا معاملہ
 و اما كونه صلی اللہ علیہ وسلم رفع فوق السماء
 السابعة فهذا صریح ثم عرج بی
 حتی ظہر المستوی اسمع صریف
 الاقلام

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتویں آسمان سے اوپر جانا تو اس پر آپ کے یہ الفاظ مبارکہ صراحت دال ہیں کہ میں مقام مستوی پر پہنچا اور وہاں میں نے اقلام کی آواز سنی

آگے چل کر ”حتی ظہرت لمستوی“ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

یہ الفاظ نشاندہی کر رہے ہیں۔

آپ ﷺ ساتویں آسمان سے بھی آگے
گزر گئے حتیٰ کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے
فیصلوں کو لکھنے والی ملائکہ کی قلم کی آواز کو سنا
اور یہ بہت ہی زیادہ قرب پروال ہیں۔

فقد تجاوز ما فوق السموات
السبع حيث سمع صوت ما تكتبه
الملائكة من افضية الله تعالى وهذا
يدل على شدة القرب المتماهي

(ایضاً، ۴۶۱)

سدرہ بلاشبہ ساتویں آسمان پر ہے اور مستوی اس سے اوپر ہے۔

۸۔ مولانا محمد ادریس کاندھلوی نے مقام صریف کی تشریح کرتے ہوئے بعنوان
”تیمیہ“ لکھا ہے

احادیث میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مقام صریف الاقلام سدرہ کے
بعد ہے اس لئے کہ احادیث میں مقام صریف الاقلام کا عروج سدرۃ المنتہی کے بعد لفظ ”ثم“
سے ذکر کیا گیا ہے۔ نیز سدرۃ المنتہی کو اس لئے سدرۃ المنتہی کہتے ہیں کہ اوپر سے جو احکام
نازل ہوتے ہیں ان کا منتہی یہی مقام ہے معلوم ہوا سدرۃ المنتہی کے اوپر کوئی اور مقام ہے کہ
جہاں سے تدابیر عالم کے متعلق احکام تکوینیہ کا نزول ہوتا ہے وہ یہی مقام صریف الاقلام ہے
گویا کہ مقام صریف الاقلام تدابیر الہی اور تقادیر خداوندی کا بلا تشبیہ و تمثیل مرکزی دفتر اور صدر
مقام ہے۔ سدرۃ المنتہی، جنت اور جہنم کے بعد حضور اکرم ﷺ کو اس مقام کا معائنہ کرایا گیا
نیز روایات حدیث میں نمازوں کی فرضیت اور مکالمہ خداوندی کا ذکر صریف الاقلام کے بعد
آیا ہے اس لئے یہی معلوم اور مفہوم ہوتا ہے کہ مقام صریف الاقلام سدرۃ المنتہی کے بعد ہے
والله سبحانه وتعالى اعلم
(سیرۃ المصطفیٰ ۱، ۳۰۴)

۹۔ شیخ اشرف علی تھانوی نے بھی یہی بات لکھی ہے۔

نیز ایک اور قرینہ سے بھی اس محل صریف الاقلام کا فوق اور بیت العور سے ارفع ہونا
معلوم ہوتا ہے وہ یہ کہ یہ اقلام تقدیر کے ہیں جو احکام تکوینیہ جزئیہ یومیہ کو لوح محفوظ سے نقل

کرتے ہیں اور سدرۃ المنتہیٰ کی نسبت واقعہ ہمدہم میں آیا ہے کہ اوپر سے جو احکام نازل ہوتے ہیں وہ اول وہاں آتے ہیں تو سدرہ اس کے تحت میں ہو اسی طرح بیت العمور کی اصل ساتویں آسمان میں ہے اور وہاں فرشتے عبادت میں مشغول رہتے ہیں اور سموات اس عموم میں داخل ہیں یتنزل الامر بینہن تو بیت العمور بھی اس کے تحت میں ہوا۔

(نشر الطیب، ۷۸)

۱۰۔ علامہ محمد بن حسن کردی (۱۱۸۹) نے سدرہ اور جنت کی سیر کے بعد لکھا۔

ثم اسرى به الى مكان اعلى من
سدرۃ كما في حديث البخاري ثم
عرج بي حتى ظهرت لمستوى
اسمع فيه صريف الاقلام
پھر آپ ﷺ کو اس مقام کی سیر کروائی گئی
جو سدرہ سے بلند ہے جیسا کہ بخاری کی اس
حدیث سے آشکار ہو رہا ہے پھر مجھے عروج ملا
یہاں تک کہ میں مقام مستوی پر پہنچ گیا وہاں
میں نے اقلام کی آواز سنی۔ (رفع الخفاء، ۱: ۱۷۳)

۱۱۔ تمام اہل علم نے مراحل معراج بیان کرتے ہوئے یہ بھی تصریح کی ہے کہ مقام مستوی سدرہ کے بعد ہے چند تصریحات درج ذیل ہیں۔

۱۔ امام ابن المنیر "المنتقى في شرب المصطفى" میں لکھتے ہیں کہ سالہائے ہجرت کے مطابق معراج کے مراحل ہیں ان میں سے سات سموات سبوح تک ہیں۔

والثامن الى سدرۃ المنتهى
والتاسع الى المستوى الذى
سمع فيه صريف الاقلام فى
تصاريق الاقدار والعاشر الى
العرش
آٹھواں سدرۃ المنتہیٰ، نواں مستوی ہے
جس میں آپ ﷺ نے تقدیر لکھنے والی
اقلام کی آواز سنا کر فرمائی اور دسواں مرحلہ
عرش تک ہے۔

۲۔ شارح بخاری امام احمد قسطلانی (المتوفی، ۹۲۳) کے بھی یہی الفاظ ہیں۔

الثامن الى سدرۃ المنتهى والتاسع الى المستوى
آٹھواں معراج سدرۃ المنتهى اور نواں مقام
المستوى

(المواهب اللدنیة، ۳: ۱۷۰)

۳۔ امام ابواسحاق محمد ابراہیم شافعی (المتوفی، ۸۱۹) امام ابو الخطاب کے حوالہ سے لکھتے ہیں معراج کے مراحل، ہجرت کے دس سالوں کے مطابق ہیں ان میں سے سات سبع آسمان تک ہے اور

الثامن الى سدرۃ المنتهى والتاسع الى المستوى الذى سمع فيه صريف الاقلام والعاشر الى العرش والرُفرف والرؤية وسماع الخطاب

آٹھواں مرحلہ سدرۃ المنتهى تک، نواں مستوی تک جہاں آپ نے اقلام کی آواز سنی، دسواں مرحلہ عرش، رُفرف، دیدار الہی اور اللہ رب العزت سے ہمکلام ہونے کا شرف ہے۔

(السراج الوهاج، ۵۳)

۴۔ انہوں نے ہی صاحب فتح الصفا سے مراحل معراج اور ساہائے ہجرت کے درمیان مناسبت ذکر کرتے ہوئے کہا سدرۃ تک آٹھویں مرحلہ اور ہجرت کے آٹھویں سال میں مناسبت یہ ہے کہ اس سال مکہ فتح ہوا اور وہ ام القری ہونے کی وجہ سے منتهی ہے۔

اما مناسبة المعراج التاسع الى المستوى الذى سمع فيه صريف الاقلام (ايضاً، ۵۸)

اور نواں مرحلہ معراج کا مقام مستوی ہے یہاں آپ ﷺ نے اقلام کی آواز سنی۔

۱۳۔ حافظ ابن حجر عسقلانی حدیث شریک ”ثم علاه فوق ذلك بما لا يعلمه الا الله حتى جاء سدرۃ المنتهى“ (پھر آپ بلند ہوئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا حتیٰ

کہ سدرۃ المنتہیٰ کا مقام آیا) کی تشریح اور دیگر روایات سے اس کی تطبیق دیتے ہوئے لکھتے ہیں
 ولعل فی السباق تقدیماً و تاخیراً
 ممکن ہے بیان میں تقدیم و تاخیر ہو تو سدرۃ
 المنتہیٰ کا ذکر پہلے ہے پھر اس کے بعد
 آپ ﷺ کو ایسا عروج ملا جسے اللہ تعالیٰ
 کے سوا کوئی نہیں جانتا۔
 اللہ

پھر اس کی تائید لاتے ہیں

وقد وقع فی حدیث ابی ذرثم عرج
 بی حتی ظہرت بمستوی اسمع
 فیہ صریف الاقلام .
 حدیث ابو ذرؓ میں ہے پھر میں بلند ہوا حتی
 کے مقام مستوی پر پہنچا وہاں میں نے
 اقلام کی آواز سنی۔

(فتح الباری، ۱۳: ۴۱۳)

۱۳ امام الحرمین کا پر لطف قول

امام شمس الدین محمد بن احمد قرطبی (المتوفی، ۶۷۱) رقمطراز ہیں کہ حضور ﷺ تمام
 مخلوق سے افضل ہیں مگر آپ کا ارشاد گرامی ہے۔
 من قال انا خیر من یونس فقد
 کذب
 جس نے مجھے یونس سے افضل کہا اس نے
 جھوٹ بولا۔

اس کے اہل علم نے متعدد مفاہیم بیان کیے ہیں مگر

احسنها واجملها ما ذکر القاضی
 لیکن سب سے احسن اور خوبصورت معنی
 قاضی ابو بکر بن العربی نے کیا ہے۔
 ابو بکر بن العربی

لکھتے ہیں کہ کثیر اہل علم نے امام الحرمین ابو المعالی عبد الملک الجوینی کے حوالہ سے

بیان کیا ان سے سوال ہوا کیا اللہ تعالیٰ کے لئے جھٹ ہے؟ فرمایا ہرگز نہیں اس کی ذات اس

سے بالاتر ہے، عرض کیا اس پر دلیل کیا ہے فرمایا حضور ﷺ کا یہ ارشاد گرامی۔

لا تفضلوا نبي علي يونس بن متي مجھے یونس بن متی پر فضیلت نہ دو۔

عرض کیا ان ارشاد گرامی سے آپ کے مدعی پہ استدلال کیسے ہوگا؟ فرمایا میں استدلال بتاتا ہوں تم پہلے یہ کام کرو میرے پاس حاجت مند آیا ہے اس پر ہزار دینار کسی کا قرض ہے تم اس کی ادائیگی کر دو، دو افراد نے ذمہ داری قبول کر لی تو فرمایا تم دونوں اسے تنگ کرو گے لہذا ایک ذمہ لے لے جب ایک نے ذمہ داری قبول کر لی تو فرمایا حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں چلے گئے اور وہ انہیں سمندر کی تہ میں لے گی وہاں ظلمت در ظلمت ہی تھی انہوں نے وہاں اپنے رب کی تسبیح کی لا الہ الا انت سبحانک انی كنت من الظالمین . اور حضور ﷺ

سبز رُفرف پر تشریف فرما ہو کر بلندی کے اس مقام تک تشریف لے گئے کہ وہاں آپ نے اقلام کی آواز سنی اپنے رب سے خوب سرگوشی کی اور اس نے جو چاہا وحی فرمائی۔

جلس علی الرفرف الا خضر
وار تقی بہ بعداً حتی انتھی بہ
الی موضع یسمع فیہ صریف
الاقلام ونا جاہ ربہ
لیکن اس کے باوجود۔

مگر (مسافت کے اعتبار سے) آپ اللہ تعالیٰ کے حضرت یونس سے زیادہ قریب نہ تھے۔

ولم یکن باقرب الی اللہ من
یونس
(التذکرہ ۱۹۲)

اس قول کی تفصیل شارح بخاری امام ابن ابی جرہ (۶۹۹) نے یوں بیان کی ہے کہ یہاں آپ ﷺ نے حد بندی کی نفی کی ہے ورنہ آپ ﷺ کی ذات اقدس میں عالم حس میں فضیلت ہے کیونکہ آپ ساتوں آسمان سے بلند ہوئے اور حضرت یونس علیہ السلام سمندر کی تہ میں تھے پھر آپ کا یہ بھی ارشاد ہے۔

اناسید ولد آدم یوم القیامة
ولا فخر
یہ بھی فرمان ہے۔

میں روز قیامت اولاد آدم کا سر براہوں مگر
فخر نہیں۔

آدم ومن دونہ تحت لوائی
حضرت آدم اور ان کے علاوہ تمام لوگ
میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

پھر آپ شفاعت کبریٰ کے مقام پر فائز ہیں جو درجہ کسی بھی نبی کو حاصل نہیں تو
فضیلت بہر صورت آپ کو حاصل ہے۔ تو پھر لا تفضلونی علی یونس کا مفہوم یہ ہوگا کہ
مجھے مسافت کے اعتبار سے افضل نہ جانو۔

وان سری بہ لفوق السبع الطباق
واخترق الحجب ویونس علیہ
السلام وان نزل بہ لتحت البحار
فہما بالنسبة الی القرب والبعد
من اللہ سبحانہ علی حد واحد

یعنی حضور ﷺ اگر چہ سات آسمانوں اور
حجاب سے آگے تک تشریف لے گئے اور
حضرت یونس علیہ السلام سمندر کی تہ میں
تھے لیکن اللہ تعالیٰ سے قرب و بعد کے اعتبار
سے ایک ہی حد پر تھے۔

اس کے بعد آیت مبارکہ ”قاب قوسین اودنی“ کا مفہوم یوں لکھتے ہیں۔
لو کان للہ عزوجل مسافة یمشی
الیہ لکان النبی ﷺ منہ بذلک
القرب (بہجة النفوس، ۳: ۲۰)

اگر اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف مسافت
ہوتی تو حضور ﷺ اس اعتبار سے سب
سے قریب ہیں۔

تمام تصریحات نے آشکار کر دیا کہ مقام مستوی سدرہ سے آگے ہے جب آپ ﷺ کا اس
مقام تک جانا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے تو اب سدرہ سے آگے جانے کے انکار کی گنجائش نہیں
رہ جاتی۔

حضور ﷺ کا علمی مقام

اس روایت کے تحت محدثین نے حضور ﷺ کے علمی مقام کے بارے میں بھی خوب

لکھا۔

۱۔ امام بدرالدین عینی (التوفی، ۸۵۵) اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اعنی انی اقامت مقاما بلغت فیہ من
رفعة المحل الی حیث اطلعت علی
الکوائن وظهر لی ما یراد من امر اللہ
وتدبیرہ فی خلقہ وهذا واللہ ہوا
المنتہی الذی لا تقدم فیہ لا حد
علیہ (عمدة القاری، ۴: ۳۷)

(مرقاۃ المفاتیح، ۱۰: ۱۷۴)

امام خفاجی، امام تورپشتی کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔

بمعنی انه بلغ من الرفعة لمقام
اطلع فیہ علی التکوین وما یراد
ویؤمر من تدبیر اللہ عزوجل
وهذا منتہی لا یرام ولا تصل الیہ
الافہام ولا ینطق فیہ غیر صریر
الاقلام

(نسیم الریاض، ۳: ۷۵)

اس کا معنی یہ ہے کہ میں اس قدر بلند ہوا
وہاں میں کائنات اور اس کے بارے
میں اللہ تعالیٰ کے فیصلوں اور اوامر کے
بارے میں آگاہ ہوا یہ وہ مقام ہے جس
کا ارادہ کیا جا سکتا ہے اور نہ وہاں کسی
ذہن کی رسائی ہے اور نہ اقلام کی آواز
کے علاوہ وہاں کے لئے کوئی لفظ ہے۔

۱۳۔ تدلی کی دو اقسام

یہاں نہایت ہی اہم یہ نکتہ سامنے لانا بھی ضروری ہے کہ بعض اہل علم نے قرآنی تدلی ”ثم دنا فتدلی“ اور حدیثی تدلی ”دنا العجبار رب العزة“ دونوں سے ایک ہی مراد لی ہے کہ یہ قرب اللہ رب العزت کا ہے اور یہ عرش پر ہوا، ان میں سب سے اونچا نام حضرت ابن عباس اور حضرت انس رضی اللہ عنہما کا ہے

۱۔ امام محمد بن جریر طبری (المتوفی، ۳۱۰) اس کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں

دنا ربه فتدلی آپ کا رب قریب ہوا تو آپ جھکے۔

(جامع البیان، ۲۷: ۶۰)

۲۔ امام احمد بن حسین بیہقی (المتوفی، ۴۵۷) نے ”ولقد رآه نزلة اخرى“ کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا

دنا منه ربه حضور ﷺ کا رب آپ کے قریب ہوا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی اس کی سند کے بارے میں رقمطراز ہیں

وهذا سند حسن اسکی سند حسن ہے۔

(فتح الباری، ۱۳: ۴۱۳)

۳۔ امام ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے انہی سے یوں تفسیر نقل کی ہے۔

هو محمد ﷺ دنا فتدلی الی حضور ﷺ اپنے رب عزوجل کے قریب

ربه عزوجل ہوئے

(الدر المنثور، ۷: ۶۴۵)

۴۔ امام ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر نقل

کی جب حضور ﷺ معراج پر گئے۔

اقترب من ربہ فکان قاب قوسین
او ادنیٰ (الدر المنثور، ۷: ۶۳۶)

اپنے رب کے آپ اتنے قریب ہوئے کہ
دو کمانوں سے بھی کم فاصلہ رہ گیا

۵۔ امام محمد بن جریر طبری نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ نقل کیے
ہیں۔

فدنار بک فتدلی فکان قاب
قوسین او ادنیٰ

تمہارا رب قریب ہوا تو آپ جھکے تو فاصلہ دو
کمانوں سے کم رہ گیا

(جامع البیان، ۱۳: ۶۲)

۶۔ حضرت امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے جو روایت نقل کی ہے اس
میں ہے

و دنا الجبار رب العزة فتدلی
حتى كان منه قاب قوسين او ادنیٰ

اللہ رب العزت کی ذات اقدس قریب
ہوئی حتیٰ کہ فاصلہ دو کمانوں سے بھی کم ہو گیا

(البخاری باب قوله تعالى و كلم الله موسى تكليما)

کچھ صحابہ نے آیت میں قرب جبریل امین مراد لیا ہے جیسا کہ ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ
صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے الغرض آیت کی تفسیر میں اختلاف ہے جن لوگوں نے پہلی
تفسیر کو ترجیح دیتے ہوئے قرب الہی مراد لیا ہم ان کی بات یہاں نہیں کرتے بلکہ جن اہل علم نے
دوسری تفسیر کو ترجیح دی ہے مثلاً شیخ ابن قیم اور حافظ ابن کثیر، ہم ان کے حوالہ سے دکھانا چاہتے
ہیں کہ اگرچہ وہ اس آیت کے حوالہ سے قرب الہی نہیں مانتے مگر حدیثی تدلی کو وہ بھی قرب الہی
پر ہی محمول کرتے ہیں۔ یعنی پہلا موقف لیس یا دوسرا، دونوں صورتوں میں قرب الہی مسلم ہے
صرف اتنا فرق ہے کہ پہلے موقف میں یہ قرب الہی قرآنی آیات سے بھی ثابت ہیں اور
دوسرے میں صرف حدیث سے، آئیے ہم ان دونوں کی آراء کا مطالعہ کرتے ہیں

۱۔ شیخ ابن قیم (المتوفی، ۷۵۱ھ) اس مسئلہ کو یوں آشکار کر رہے ہیں کہ قرآنی دنو (قرب) تو جبریل امین کا ہے لیکن

فاما الدنو و التدلی الذی فی حدیث الاسراء فذالک صریح فی انه دنو الرب تبارک و تدلیه

جو دنو اور تدلی حدیث اسراء میں ہے وہ اس بات پر تصریح ہے کہ یہ قرب اللہ رب العزت کے ساتھ ہی ہے

(زاد المعاد، ۲: ۳۸)

اسی طرح دوسرے مقام پر رقمطراز ہیں

واما الدنو و التدلی فی حدیث المعراج فرسول اللہ ﷺ کان فوق السموات فهناک دنی الجبار جل جلاله منه و تدلی فالدنو و التدلی فی الحدیث غیر الدنو و التدلی فی الایة و

حدیث معراج والی تدلی کے وقت رسول اللہ ﷺ آسمانوں سے اوپر تھے وہاں اللہ رب العزت جل جلالہ کا قرب ملا تو حدیث کی تدلی اور قرب، قرآنی تدلی کا غیر ہے اگرچہ لفظاً ان میں اتحاد ہے۔

ان اتفاقاً فی اللفظ

(مدارج السالکین، ۳: ۳۳۵)

۲۔ حافظ ابن کثیر (المتوفی، ۷۴۲ھ) تدلی پر گفتگو کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

واما قول شریک عن انس فی حدیث الاسراء ثم دنا الجبار رب العزرة فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی فانه یکون فهم الراوی فاقحمه فی الحدیث واللہ اعلم وان کان محفوظاً فلیس تفسیر للایة

حدیث اسراء میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے شریک کا روایت کردہ قول کہ اللہ رب العزت قریب ہوا اور فاصلہ دو کمانوں سے بھی کم رہ گیا یہ فہم راوی ہے جو انھوں نے

الکریمة بل هوشی آخر غیر ما
 دلت علیه الایة الکریمة واللہ اعلم
 (البدایہ ۲: ۱۱۰)

حدیث میں شامل کر دیا۔ واللہ اعلم اور اگر
 یہ ارشاد نبوی ﷺ ہی ہے تو یہ آیت کریمہ
 کی تفسیر نہیں بلکہ یہ آیت مبارک سے الگ
 معاملہ ہے واللہ اعلم

علمی اور تحقیقی گفتگو

ہم یہاں ڈاکٹر خلیل ابرہیم ملا خاطر کی نہایت ہی علمی اور تحقیقی گفتگو سامنے لارہے
 ہیں جس سے یہ مسئلہ کافی حد تک آشکار ہو جاتا ہے لکھتے ہیں

قلت و ہناک مذہب احریری
 وجود تدلین الاول لجبریل والثانی
 للہ تعالیٰ و ہذا ما جزم بہ ابن القیم
 والقسطلانی والمکی و اشار الیہ ابن
 کثیر

ہم کہتے ہیں اس مقام پر ایک اور رائے بھی
 ہے کہ تدلی دو ہیں اول جبریل کے ساتھ،
 جبکہ دوسری اللہ تعالیٰ کے ساتھ، اس رائے
 کو شیخ ابن قیم، قسطلانی، مکی اور ابن کثیر نے
 اختیار کیا ہے

اس کے بعد انھوں نے مسئلہ کو نہایت ہی واضح کرنے کیلئے سورہ نجم اور سورہ تکویر کی
 آیات کی تفسیر نقل کی اور لکھا ان آیات میں جس قرب اور تدلی کا تذکرہ ہے

ہو غیر المراد بہ فی الحدیث اذ ہو
 خاص بجبریل علیہ السلام فی ابتداء
 الوحی بینہما الذی فی المعراج ہو
 زائد علی ما فی الایة و لیس فی
 موضوعہا

وہ حدیثی تدلی کے علاوہ ہے کیونکہ وہ
 جبریل کے ابتدا وحی میں مخصوص ہے جبکہ
 معراج والی تدلی آیت سے زائد ہے اور
 اس کا یہ مقام نہیں

اس کے بعد شیخ ابن قیم اور ابن کثیر کی گفتگو نقل کی جو آپ پڑھ چکے، امام قسطلانی

کے حوالہ سے لکھا

اس اور دیگر احادیث معراج میں جو قرب اور تدلی مذکور ہے یہ سورہ نجم کی ان آیات ”ثم دنا فتدلى فكان قاب قوسين أو أدنى“ میں مذکور تدلی کے علاوہ ہے۔ اگرچہ الفاظ ایک ہی ہیں۔

وهذا الدنو والتدلى المذكور فى هذا الحديث وغيره من احاديث المعراج غير الدنو والتدلى المذكور فى قوله تعالى فى سورة النجم ”ثم“ دنا فتدلى فكان قاب قوسين وان اتفقا فى اللفظ

اس کے بعد (ملاحظہ فرمائیے) اپنی تحقیق و رائے ان الفاظ میں لاتے ہیں

بندہ کی تحقیق (اللہ بہتر جانتا ہے) یہ ہے کہ نفس اور اثبات کرنے والوں کے اقوال میں کوئی تعارض نہیں جیسا کہ آیت اور حدیث میں تعارض نہیں کیونکہ آیت واضح کر رہی ہے جبریل کو حضور ﷺ نے زمین پر دیکھا۔۔۔۔۔

والذى اراه (والله اعلم) انه لا تعارض بين الاقوال ” النافية والمثبتة“ كما انه لا تعارض بين الاية والحديث اذا لاية تصريح بروية النبى ﷺ بجبريل فى الارض

اور دوسری دفعہ سدرہ کے پاس دیکھا، رہا معراج میں قرب اور تدلی کا، تو یہ معاملہ اور ہے جو آیت کے مفہوم و ظاہر سے زائد ہے اور اس کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے

اما الرؤية الثانية فهى عند سدرة المنتهى... اما الدنو والتدلى فى المعراج فهو امر اخر زائد على منطوق الاية و مفهومها وانه عائد الى الله عز وجل

اس کے بعد انھوں نے اپنے موقف پر یہ سات دلائل دیئے ہیں۔ واضح رہے ان سے وہ روایت ”دنا الجبار رب العزة“ کو ثابت کرنا چاہ رہے ہیں

سات دلائل

ہم ان دلائل کا خلاصہ یہاں لارہے ہیں

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

فاوحی اللہ الی ما اوحی ففرض علی
خمسين صلاة فی کل یوم و لیلة
اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی فرمائی جو
فرمانا تھی تو مجھ پر پچاس نمازیں
ون رات میں فرض ہو گئیں۔
(مسلم، کتاب الایمان)

جب ”اوحی“ کا فاعل اللہ تعالیٰ ہے تو ”دنا“ کا فاعل بھی وہی ہے

۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو جہ الصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ثم عرج بی حتی ظہرت لمستوی اسمع
فیہ صریف الاقلام
پھر مجھے عروج ملاحظی کہ میں مقام
مستوی تک گیا وہاں میں نے
اقلام کی آواز سنی۔
(بخاری و مسلم)

تو جب آپ ﷺ سدرہ اور سات آسمانوں سے آگے چلے گئے تو یہ قرب الہی ہوگا

نہ کہ قرب جبریل

۳۔ آپ ﷺ نے شب معراج دیدار الہی کا شرف پایا اور رؤیت میں اغلب طور پر
قرب کا ہونا ضروری ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس، متعدد صحابہ اور ان کے بعد اکثر علماء کی یہی
رائے ہے۔ اس پر آگے کچھ گفتگو آ رہی ہے

۴۔ شب معراج آپ ﷺ کو بلا واسطہ اللہ تعالیٰ سے کلام کا شرف بھی نصیب ہوا تو یہ
بھی قرب پر شاہد ہے اگرچہ کلام کے لئے قرب لازمی نہیں مگر جس طرح معراج کی دیگر
جزئیات خارق عادت ہیں اس طرح یہ بھی بطور تکریم و عزت ہوا اور رب کریم نے اپنے حبیب

کو بطور اکرام سامنے کر کے کلام فرمایا۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے۔

فلما جاوزت نادانی مناد امضیت فریضتی جب میں آگے گزرتا تو آواز دینے
و خفت عبادی والے نے آواز دی میں نے یہ
فریضہ لازم کر دیا اور اپنے بندوں پر
تخفیف کر دی

حافظ ابن حجر عسقلانی اس کی شرح میں لکھتے ہیں

هذا من اقوی ما استدلل به علی ان الله نے اپنے نبی ﷺ سے شب
سبحانه وتعالیٰ کلم نبیه محمد ﷺ لیلۃ
الاسراء بغیر واسطہ معراج بلا واسطہ کلام فرمایا

(فتح الباری، ۷: ۱۷۲)

بلکہ اس رات بلا واسطہ کلام کا شرف پانے پر تقریباً اجماع ہے حافظ ابن کثیر کہتے
ہیں۔

فحصل له التكليم من الرب عز وجل ليلئذ اس رات آپ ﷺ کو اپنے رب
وائمة السنة كالمطبقين على هذا سے کلام کا شرف ملا اور اس پر تمام
(البدایہ، ...)

الغرض یہ بلا واسطہ کلام بھی قرب الہی پر ہی دال ہے

۵۔ پچاس نمازوں میں کمی کے لئے نودفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ رب العزت
کی طرف لوٹنا جو جبریل کے واسطہ کے بغیر تھا یہ بھی بتا رہا ہے کہ یہ قرب الہی ہے نہ کہ قرب
جبریل

۶۔ روایت شریک کے علاوہ میں بھی قرب الہی پر دال الفاظ موجود ہیں جیسا کہ سابق
روایات میں آچکا۔

۷۔ اور یہ قرب عقلاً بھی جائز ہے جیسا کہ قاضی عیاض وغیرہ نے تصریح کی ہے۔

(مکانة الصحیحین، ۵۸، تا ۴۰ تا ۴۷)

خلاصہ یہ ہے کہ تدلی دو طرح کی ہے قرآنی اور حدیثی، قرآنی میں اختلاف ہے مگر حدیثی میں اتفاق ہے کہ اس سے مراد قرب الہی ہی ہے

تدلی فوق العرش

سابقہ گفتگو سے آشکار ہو گیا کہ حضور ﷺ کو معراج کی رات بے مثل قرب الہی

نصیب ہوا۔ اور یہ کہاں ہوا؟ اس پر اہل علم نے تصریح کی ہے کہ تدلی عرش پر ہے

۱۔ شیخ ابن قیم (التوتنی، ۷۵۱) آیات سورہ نجم کی تفسیر میں چودھواں نکتہ یوں بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جس قرب کا ذکر قرآن میں کیا ہے وہ افق اعلیٰ پر ہے جو کنارہ آسمان ہے۔

بلکہ اس سے نیچے رسول اللہ ﷺ کا قرب ہوا
لیکن اللہ رب العزت کا قرب جیسا کہ حدیث
شریک میں ہے وہ زمین پر نہیں بلکہ فوق
العرش ہے۔

بل هوتحتها قد دنی من رسول
رب العالمین ﷺ ودنو الرب
تعالیٰ وتدلیه علی ما فی حدیث
شریک کان من فوق العرش
لالی الارض

(مدارج السالکین، ۳: ۳۳۶)

اسی طرح دوسرے مقام پر رقمطراز ہیں

واما الدنو والتدلی فی حدیث
 المعراج فرسول الله ﷺ ان
 فوق السموات هناک دنی
 الجبار جل جلاله منه وتدلی
 فالدنو والتدلی فی الحدیث غیر
 الدنو والتدلی فی الایة وان
 اتفقا فی اللفظ

(مدارج السالکین، ۳: ۳۳۵)

۲۔ امام زرقانی (التوفی، ۱۱۲۲) اس تدلی کے بارے رقمطراز ہیں

وذنو الرب تبارک وتعالیٰ
 وتدلیه علی مافی حدیث شریک
 حدیث شریک میں جو اللہ رب العزت کا
 قرب اور اس کی بارگاہ میں سجدہ کا آرا یا ہے
 یہ تمام فوق العرش ہوا
 کان فوق العرش

(زرقانی علی مواہب، ۸: ۲۰۸)

۳۔ حضرت ملا علی قاری (التوفی، ۱۰۱۳) متعدد اقوال ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ
 بعض جنت اور بعض نے عرش تک کا قول کیا ہے۔

وقیل الی ما فوقه وهو مقام دنا
 اور بعض نے فوق العرش کا قول کیا اور یہی دنا
 فتدلی کا مقام ہے۔
 فتدلی

(منح الروض الازھر، ۳۲۳)

۴۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی بعض روایات ضعیفہ کا تذکرہ کر کے فرماتے ہیں

پھر اس کے بعد آپ ﷺ نے عرش پر جانے کا ذکر فرمایا حتیٰ کہ فرمایا اور یہ صحیح بخاری میں ہے رب العزت قریب ہوا دوسری روایت بخاری میں ہے ذات جبار قریب ہوئی اور فاصلہ دو کمانون سے بھی کم رہ گیا اور اس نے اپنے بندے سے گفتگو کی جو کرنا تھی اور پھر وہیں پچاس نمازیں فرض ہوئیں۔

ثم ذكر وصوله الى العرش حتى قال هذا في صحيح البخاري اعنى قوله ثم دنار رب العزة وفي رواية البخاري ثم دني الجبار فتدلى فكان قاب قوسين فاحوى الى عبده ما اوحى وهناك فرض عليه خمسون صلوة

(فتاویٰ عزیزی، ۲: ۵۸)

شیخ ابن قیم (التوفی، ۷۵۱) کے الفاظ یہ ہیں ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انہوں نے آپ ﷺ کو مرحبا و خوش آمدید کہا پھر آپ سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند ہوئے

پھر بیت المعمور آپ کے سامنے لایا گیا وہاں سے اللہ رب العزت کے حریم میں پہنچے حتیٰ کہ فاصلہ دو کمانون سے بھی کم رہ گیا اور آپ پر وحی فرمائی گئی جو فرمانا تھی

ثم رفع له البيت المعمور ثم عرج بي الى الجبار جل جلاله فدنا منه حتى كان قاب قوسين او ادنى فاحوى الى عبده ما اوحى

(زاد المعاد، ۲: ۴۷)

۶۔ شیخ عبداللہ بن محمد عبدالوہاب نجدی (التوفی، ۱۲۳۲) کے الفاظ بھی یہی ہیں اور بیت المعمور کے بعد لکھا۔

ثم عرج به الى الجبار جل جلاله
فدنا منه حتى كان قاب قوسين او
وہاں سے اللہ تعالیٰ کے حریم کی طرف بلند ہوا
حتیٰ کہ فاصلہ دو کمانوں سے بھی کم ہو۔

ادنیٰ

(مختصر سیرۃ الرسول، ۱۲۵)

تو جب یہ تہلی اور قرب عرش پر نصیب ہوا تو آپ ﷺ کا سدرہ سے آگے جانا خود آشکار ہو گیا
کیونکہ عرش بالاتفاق سدرہ سے اوپر ہے
بعض لوگوں کی غلطی

اس سابقہ گفتگو سے یہ بھی آشکار ہو جاتا ہے کہ بعض لوگوں کی درج ذیل رائے
صراحتاً غلط ہے سید مودودی حدیث شریک پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں

”علاوہ ان اعتراضات کے جو اس روایت کی سند اور مضمون پر امام خطابی، حافظ
ابن حجر، ابن حزم اور حافظ عبدالحق صاحب الجمع بین الصحیحین نے کیے ہیں سب سے بڑا
اس پر اعتراض یہ وارد ہوتا ہے کہ یہ صریح قرآن کے خلاف پڑتی ہے کیونکہ قرآن مجید دو
رؤیتوں کا ذکر کرتا ہے جن میں سے ایک ابتداءً اعلیٰ پر ہوئی تھی اور پھر اس فتلی فکان قاب
قوسین او ادنیٰ کا معاملہ پیش آیا اور دوسری سدرہ المننتھی کے پاس ہوئی تھی لیکن یہ روایت ان
دونوں رؤیتوں کو خلط ملط کر کے ایک رؤیت بنا دیتی ہے اس لئے قرآن مجید سے متعارض
ہونے کی بناء پر اس کو تو کسی طرح قبول ہی نہیں کیا جاسکتا۔ (تفہیم القرآن، تفسیر سورۃ النجم)

قارئین آپ نے پیچھے کتنے ایسے لوگوں کے حوالہ سے پڑھا جو قرآن کی رؤیتوں کو
جریل امین کی رؤیت قرار دیتے ہیں اگرچہ وہ بھی حدیث کی تہلی کو غیر اور زائد قرار دیتے ہیں
لیکن کسی نے بھی اسے متعارض قرار نہیں دیا غیر اور متعارض میں زمین آسمان کا فرق ہے لہذا
تہلی حدیث کو قرآنی تہلی کے متعارض قرار دے کر بخاری کی صحیح روایت کو رد کرنا ممکن ہے ان

کے علاوہ کسی نے نہ کیا ہو۔ آدمی کو مطالعہ کی لے ڈوبتی ہے یہاں بھی یہی صورت حال ہے اگر یہ ان اہل علم کی کتابوں کا گہرا مطالعہ کرتے تو وہ کبھی بھی ایسی غلطی نہ کرتے

ان کا یہ جملہ ”یہ روایت ان دونوں کو خلط ملط کر کے ایک روایت بنا دیتی ہے“ ان کے اپنے اختلاط کا مظہر ہے ورنہ اس حدیث میں قرب کا ذکر ہے نہ کہ روایت کا، روایت پر دیگر روایات ہیں جن کا تذکرہ آ رہا ہے۔

رہا اس روایت کی سند اور مضمون اور اس پر مذکور محدثین کے اعتراضات کا معاملہ تو ان کے تفصیلی جواب کے لئے ”حدیث شریک کی تحقیق“ کے تحت گفتگو آ رہی ہے

۱۶۔ جہاں کوئی نہیں پہنچا

آپ ﷺ کے سدہ سے آگے تشریف لے جانے پر یہ دلیل بھی ہے کہ احادیث میں موجود ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں وہاں تک پہنچا کہ وہاں نہ تو کوئی نبی و رسول گیا اور نہ ہی مقرب فرشتہ، اگر آپ کی تشریف آوری فقط سدہ تک ہی ہوتی تو پھر آپ یہ کیسے فرما سکتے ہیں کیونکہ وہاں تک حضرت جبریل امین کا جانا بلاشبہ ثابت ہے۔

امام ابن عساکر نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا۔ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بلا واسطہ کلام فرمایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح القدس کے سبب پیدا کیا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس نے اپنا خلیل بنایا فما اعطیت من الفضل؟ آپ ﷺ کو کونسی خصوصی فضیلت سے نوازا گیا؟

اتنے میں حضرت جبریل آگئے اور کہا تمہارا اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے اگر میں نے ابراہیم کو خلیل بنایا ہے۔

فقد اتخذتک حبیباً تو میں نے آپ کو حبیب بنایا

اگر میں نے موسیٰ سے زمین پر کلام فرمایا ہے تو میں نے آپ سے آسمان پر کلام فرمایا ہے اگر میں نے عیسیٰ کو روح القدس کے ذریعے پیدا کیا ہے۔ تو میں نے آپ کا اسم گرامی مخلوق کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا۔

ولقد و طنت فی السماء مو طاً لم اور آپ نے آسمانوں پر وہاں قدم رنجہ فرمایا ہے
یطاً احد قبلک ولم یطاً احد کہ آپ سے پہلے وہاں کوئی پہنچا اور نہ بعد میں
بعداک کوئی پہنچے گا۔

جس جا پہنچا تلوا تیرا

یہی وہ احادیث ہیں جن کی بناء پر آئمہ امت نے آپ ﷺ کے خصائص میں یہ بات بھی بیان کی ہے کہ آپ کے مقدس تلوے وہاں تک پہنچے جہاں نہ کوئی نبی و رسول پہنچا اور نہ ہی مقرب فرشتہ، اگر سدرہ تک ہی آپ کا جانا ہوا تو پھر یہ آپ کا خاصہ نہیں بلکہ اسے خصائص میں شامل کرنا ہی غلط ہوگا۔ ہم چند کا تذکرہ کیے دیتے ہیں۔

۱۔ امام جلال الدین عبدالرحمن (سیوطی المتوفی ۹۱۱) آپ ﷺ کے خصائص مقدسہ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں۔

وخص بالاسراء وما تضمنه من
اختراق السموات السبع والعلو
الی قباب قوسین ووطنه مکانا ما
وطنه نبی مرسل ولا ملک
مقرب

آپ کا خاصہ معراج ہے جس میں سات
آسمانوں کا عبور کر کے قباب قوسین تک
جانا اور وہاں قدم نکانا ہے جس جگہ نہ نبی
مرسل پہنچا اور نہ ہی مقرب فرشتہ

(الخصائص الكبرى، ۲: ۳۱۵)

۲۔ ایک اور آپ ﷺ کا امتیاز ان الفاظ میں بیان کیا۔

ان الله جمع له بين المحبة
والخلة والكلام وكلمه لم يطأ
ملك مقرب ولا نبی مرسل
اور نہ نبی مرسل

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا حبیب
،خلیل اور کلیم بنایا اور ایسے مقام پر کلام
سے نوازا کہ وہاں نہ کوئی مقرب فرشتہ پہنچا

(الخصائص الكبرى، ۲: ۳۳۵)

۳۔ شارح بخاری امام ابو محمد عبداللہ بن ابی جریر (المتوفی، ۲۹۹) حدیث معراج پر گفتگو

کرتے ہوئے لکھتے ہیں اس میں حضور ﷺ کی فضیلت اور اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کے علو منزلت کا بیان ہے۔

اذانہ فرضت علیہ الصلاة فی موضع
لم یطأہ ملک مقرب ولا نبی مرسل
وقد جاء فی رواية اخرى ان جبریل
علیہ السلام لما ان وصل معه الی
مقامہ الخاص قال له یا محمد هذا
مقامی لا اتعداه ها انت وربک فرج
علیہ السلام فی النور زجة و اخترق
من الحجب ماشاء الله تعالی و انتھی
حیث ارید منه و هذه مزیه لم تکن
لغيره من المخلوقین

کیونکہ آپ ﷺ پر نماز اس مقام پر
فرض ہوئی کہ وہاں نہ مقرب فرشتہ پہنچا
اور نہ نبی مرسل دوسری روایت میں ہے
جبریل امین علیہ السلام جب ایک خاص
مقام پر پہنچے تو انہوں نے عرض کیا میں اس
مقام سے آگے نہیں جا سکتا اب آپ اور
آپ کا رب، آپ ﷺ کو نور نے
ڈھانپ لیا اور جس قدر اللہ تعالیٰ نے چاہا
آپ نے پردہ عبور کیا اور یہاں تک پہنچنا
تھا پہنچے ایسی فضیلت آپ کے علاوہ مخلوق
میں سے کسی کو حاصل نہیں ہوئی۔

(بہجة النفوس، ۳: ۲۱۳)

۳۔ امام محمد یوسف صالحی (المتوفی ۹۳۲ھ) نے تیسواں خاصہ ان الفاظ میں تحریر کیا ہے۔
ووطنہ مکانا ما وطنہ نبی مرسل ولا
ملک مقرب

آپ نے وہاں قدم رنج فرمایا جہاں نہ کوئی
نبی کوئی نبی مرسل پہنچا اور نہ ہی مقرب
فرشتہ

(سبل الہدی، ۲۰: ۲۸۳)

۵۔ انہی الفاظ سے یہی خاصہ مبارکہ امام زرقاتی نے بھی تحریر کیا

(زرقاتی علی المواہب - ۸: ۱۹)

۶۔ امام برہان الدین علی حلیمی (المتوفی ۱۰۳۳ھ) نے انحصار الصغری للسیوطی کے
حوالے سے آپ ﷺ کا یہی خاصہ مبارکہ نقل کیا ہے۔ (انسان العیون، ۱: ۴۰۲)

۷۔ موجودہ دور کے محقق شیخ موسیٰ اسود نے مقام نماز پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا سدرہ کے بعد آپ ﷺ کو نور نے ڈھانپ لیا اور اللہ تعالیٰ سے حلاوت مناجات و سماع کلام کا شرف پایا۔

ووصل الی مکان لم یصلہ
 اور اس مقام تک پہنچے کہ وہاں نہ مقرب
 ملک مقرب ولا نبی مرسل
 فرشتہ پہنچا اور نہ ہی نبی مرسل حتیٰ کہ جبریل
 حتیٰ جبریل الامین توقف عند
 ایک مخصوص مقام پر رک گئے لیکن
 نقطة لم يتجاوزها وتقدم
 مصطفیٰ کریم ﷺ آگے تشریف لے گئے
 الحبيب المصطفى ﷺ

(الاسراء والمعراج، ۲۰۵)

یاد رہے خاصہ اسی شے کو قرار دیا جاسکتا ہے جو کتاب و سنت کی نص سے ثابت ہو
 محض عقل و قیاس کی بناء پر کسی شی کو نبی ﷺ کا خاصہ ہرگز قرار نہیں دیا جاسکتا۔
 ۷۔ شارح صحیح مسلم امام محمد ابی (المتوفی ۸۶۷) اور امام محمد سنوسی (المتوفی ۸۹۵) نے
 مقام مستوی کے تحت لکھا۔

وفي الحديث بيان علو منزلته
 اس حدیث میں آپ ﷺ کے مقام بلند کا
 صلی اللہ علیہ وسلم بحیث انه
 تذکرہ ہے آپ آسمانوں پر وہاں تک تشریف
 بلغ من ملکوت السموات مالم
 لے گئے جہاں تک کسی کی رسائی نہیں۔
 يبلغه احد

(اکمال و مکمل، ۱۰: ۵۲۱)

نور عرش سے آگے جانا

پھر عرش پر تشریف فرما ہونے کے باریکیں بھی حدیث موجود ہیں امام ابن ابی الدنیا

(التوفی ۲۸۱) نے حضرت ابوالمخارق سے روایت کیا رسول ﷺ نے فرمایا

مررت لیلۃ اسری بی برجل
مغیب فی نور العرش
شب معراج میرا گزرا ایسے آدمی پر ہوا جو نور
عرش میں ڈوبا ہوا تھا

میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کیا فرشتہ ہے؟ بتایا گیا یہ فرشتہ نہیں، میں نے کہا کیا یہ نبی ہے؟ بتایا
گیا نہیں، میں نے عرض کیا پھر کون ہے؟ فرمایا یہ دنیا میں ایک آدمی تھا۔

لسانہ رطب من ذکر اللہ وقلبه
معلق بالمساجد ولم یتسب
جس کی زبان ذکر الہی سے تر، دل مسجد سے
معلق رہتا اور اپنے والدین کو اس نے کہیں
تکلیف نہ دی

(الدر المنثور للسيوطی، ۱: ۳۶۲)

(المعراج الكبير للغیظی، ۹)

سوال۔ یہ روایت مرسل ہے جیسا کہ امام غیظی نے تصریح کی ہے
جواب۔ تین آئمہ امام اعظم، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہاں مرسل
حجت ہے۔

شیخ نور الدین علی مالکی (التوفی ۱۰۶۶) نے جواب ان الفاظ میں دیا ہے۔

و دعوی ان الحدیث المرسل
لا تقوم بہ الحجۃ فی هذا الباب فیہ نظر
یہ دعویٰ کہ اس مسئلہ میں حدیث مرسل حجت
نہیں محل نظر ہے کیونکہ امام شافعی کے علاوہ
تمام اصولیین کا یہی قول ہے کہ حدیث مرسل
ہر جگہ مقبول ہے۔

فان اطلاق الاصولیین علی
احتجاج الامۃ ماعدا الشافعی
بالحدیث المرسل یشمل هذا

وغیرہ

اور اگر اس کی تائید کسی متصل روایت سے ہو جائے تو وہ بالاتفاق حجت بن جاتی ہے۔ سابقہ

گفتگو میں بخاری و مسلم اور تفسیر ابن ابی حاتم سے منقول روایات متصل ہے لہذا مذکورہ مرسل روایت بالاتفاق مقبول ہوگی۔

سیدنا ابن عباس کا ارشاد گرامی

ان احادیث کے ساتھ ساتھ سدرہ سے آگے جانے پر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی بھی موجود ہے۔ شارح مسلم امام نووی (التوفی ۶۷۲) سدرۃ المنتہی کے نام کی وجہ واضح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

قال ابن عباس والمفسرون
وغيرهم سميت سدرۃ المنتهى
لان علم الملائكة ينتهى اليها
يجاوزها احد الارسل
الله ﷺ وحكى عن عبدالله
بن مسعود سميت بذلك
لكونها ينتهى اليها ما يسط من
فوقها وما يصعد من تحتها من
امر الله تعالى

سیدنا ابن عباس، اہل تفسیر اور دیگر اہل علم نے فرمایا ہے۔ سدرۃ المنتہی کے نام کی وجہ یہ ہے کہ ملائکہ کے علم کی انتہا یہی ہے اور اس سے آگے رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی نہیں گیا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس کی وجہ یہ منقول ہے جو اوپر سے آتا ہے وہیں آکر رکتا ہے اور جو نیچے سے جاتا ہے وہ بھی وہیں ٹھرتا ہے۔

(شرح مسلم للنووی، باب الاسراء)

اسی طرح شارح مسلم امام محمد ابی المتوفی (۸۲۸) اور امام محمد یوسف سنوسی (التوفی ۸۹۵) نے بھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے یہی الفاظ نقل کیے ہیں۔ (اکمال و مکمل، ۱: ۵۰۷)

یہ مسلمہ ضابطہ ہے کہ صحابی کا غیر اجتہادی قول، مرفوع کے حکم میں ہوتا ہے۔ گویا ان کا یہ کہنا رسول اللہ ﷺ کے علاوہ سدرہ سے آگے کوئی نہیں گیا انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سن کر ہی کہا ورنہ وہ ایسی بات اپنی طرف سے کیسے کر سکتے ہیں؟

محمد شین کرام کی تصریح

انہی احادیث مبارکہ اور دلائل کی بناء پر محمد شین و اہل سیر نے تصریح کی ہے کہ آپ ﷺ معراج کی رات سدرہ سے آگے تشریف لے گئے البتہ آپ ﷺ کے علاوہ کوئی سدرہ سے آگے نہیں گیا۔

۱۔ امام ابو بکر جصاص حنفی (التوفی، ۳۷۰) مراحل معراج یوں لکھتے ہیں۔ آپ ﷺ بیداری کے عالم میں بیت المقدس پہنچے پھر آسمان پر پھر سدرہ پر
 وبلغ الی العرش ثم الی حیث
 ما شاء الله تعالیٰ من العلاء
 وہاں سے عرش پر پھر وہاں سے جہاں تک
 اللہ تعالیٰ نے چاہا تشریف لے گئے۔
 (شرح بدء الامالی، ۲۷۱)

۲۔ شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی، امام الحدیث امام نووی کے حوالہ سے سدرہ
 المنتهیٰ کی وجہ تسمیہ لکھتے ہیں کہ ملائکہ کا علم وہاں تک ہی ہے
 ولم یجاوزها احد الارسل اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم
 اور وہاں سے آگے رسول اللہ ﷺ کے
 علاوہ کوئی نہیں گیا۔
 (فتح الباری، ۷: ۱۶۸)

۳۔ امام نجم الدین الغبطی (التوفی، ۹۸۱) بھی سدرہ کی وجہ تسمیہ ذکر کرتے ہوئے لکھتے
 ہیں۔

ولم یجاوزها احد الارسل اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم
 چونکہ وہاں سے آگے رسول اللہ ﷺ
 کے سوا کوئی نہیں گذرا۔
 (المعراج الکبیر، ۳۶)

۴۔ امام شرف الدین حسین طبری (التوفی، ۷۳۳) نے امام نووی کے یہی الفاظ نقل کر

دیے۔

ولم يجاوز احد الا رسول الله
رسول الله ﷺ کے علاوہ سدرہ سے
صلی اللہ علیہ وسلم آگے کوئی نہیں گیا۔

(الکاشف، ۱۱: ۸۴)

۵۔ حضرت ملا علی قاری (المتوفی ۱۰۱۳) کے بھی یہی الفاظ ہیں۔

(شرح شفاء مع نسیم، جلد ۲، ص ۲۵۲)

دوسرے مقام پر حدیث شریف کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

فوق ما ذکر من السماء السابعة
پھر آپ ﷺ اس قدر بلند ہوئے کہ
والسدرۃ ساتویں آسمان اور سدرہ سے آگے
تشریف لے گئے۔ (شرح الشفاء ۱: ۳۹۷)

۶۔ شارح بخاری امام احمد قطلانی نے بھی متعدد مقامات پر امام نووی کے الفاظ ذکر کر

دیے ہیں۔ (ارشاد الساری، ۲: ۸: ۱۵: ۳۸۷)

المواہب میں لکھتے ہیں۔

وجاوز السبع الطباق وجاوز
سدرۃ المنتہی ووصل الی محل
من القرب سبق بہ الاولین و
الاخرین
آپ ﷺ سات آسمانوں اور سدرۃ
المنتہی سے آگے گذر کر مقام قرب
تک پہنچے جو تمام اولین و آخرین
سے آگے ہے۔

اس کے تحت امام زرقانی (المتوفی ۱۱۲۲) لکھتے ہیں۔

اذلم یصل الیہ نبی مرسل
ولا ملک مقرب
کیونکہ وہاں نہ کوئی نبی رسول پہنچا اور نہ
ہی مقرب فرشتہ

(زرقانی علی المواہب، ۸۰: ۲۱۲)

۷۔ شارح مسلم امام محمد ابی (التوفی، ۸۲۷) اور امام محمد سنوسی (۸۹۵) نے مقام
مستوی کے تحت لکھا

وفی الحدیث بیان علو منزلتہ
بھیث انہ بلغ من ملکوت
السموات مالم یبلغہ احد
(اکمال و مکمل، ۱۰: ۵۲۱)

اس حدیث میں حضور ﷺ کے بلند مقام کا
ذکر ہے کہ آپ ﷺ ملکوت سماوی میں
وہاں تک تشریف لے گئے کہ کوئی دوسرا
وہاں نہیں پہنچا

۸۔ امام ابوالیث محمد سمرقندی "ولقد رای من آیات ربہ الکبریٰ" کی تفسیر میں لکھتے ہیں
وهو الرفرف الا خضر وقد غطي
الافق یجلس رسول الله ﷺ
وجاوز سدرۃ المنتهیٰ

آپ نے سبز رُفرف کو دیکھا جس نے
افق کو ڈھانپ لیا آپ ﷺ اس پر
تشریف فرما ہوئے اور سدرہ سے آگے
گزر گئے۔

(بحر العلوم، ۳: ۳۴۱)

۹۔ شیخ سلیمان الجمل ساتویں آسمان کے بعد ماحل کا تذکرہ یوں کرتے ہیں
رفعت له سدرۃ المنتهیٰ ثم جاوز
ها الی مستویٰ

آپ ﷺ کے سامنے سدرۃ المنتهیٰ کو
لایا گیا پھر آپ وہاں سے آگے مقام
مستویٰ پر تشریف لے گئے۔

(فتوحات احمدیہ شرح الهمزیہ)

۱۰۔ امام عبدالوہاب شعرانی حضور ﷺ کے مقدس فرمان "حتیٰ ظہرت
المستویٰ" کے تحت لکھتے ہیں
اشارة لما قلنا من ان منتهی السیر
بالقدم المحسوس العرش

یہ اسی طرف اشارہ ہے کہ آپ کا منتہی سیر
عرش ہے

۱۱۔ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی (التوفی، ۱۰۳۴) معراج کے بارے لکھتے
ہیں

بدولت معراج بدنی مشرف
باشدو از عرش و کرسی در
گذشت و از مکان و زمان بالا
رفت (مکتوبات، ۲۷۲)

۱۲۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی (المتوفی ۱۰۵۲ھ) سدرہ پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں
وجز حضرت پیغمبر ما صلی اللہ
علیہ والہ وسلم بالا تر از ان
ہجکس نرفته و آنحضرت
بجائے رفت انجا جانست

(اشعة اللمعات، ۳: ۵۳۸)

دوسرے مقام پر حضرت جبریل امین کے الفاظ ”هذا سدرۃ المنتہی“ کا مفہوم
بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں اس کا ایک مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے

اعتذار مفارقت خود و باز پس
گورد بدن از مصاحت آن
حضرت ﷺ (ایضاً)
انہوں نے حضور ﷺ سے اپنی جدائی
اور پیچھے رہ جانے کی وجہ اور عذر بیان کیا
کہ یہ میرا آخری ٹھکانہ ہے

اب تک یہ حقائق سامنے آئے ہیں

۱۔ احادیث سے ثابت ہے حضرت جبریل امین پیچھے رہ گئے اور آپ ﷺ آگے تشریف لے
گئے

۲۔ روایات صحیحہ سے ثابت آپ ﷺ مقام مستوی پر تشریف فرما ہوئے اور وہ سدرہ سے
آگے ہے

۳۔ حدیثی تدلی بالاتفاق قرب الہی ہے اور فوق العرش ہے

۴۔ سدرہ سے آگے جانے پہ صحابی کا قول بھی موجود ہے

۵۔ نور عرش سے آگے گزرنا بھی حدیث سے ثابت ہے

جمہور امت کا موقف

انہی دلائل کی وجہ سے جمہور امت کا موقف یہی ہے کہ شب معراج حضور ﷺ

سدرہ سے آگے جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا تشریف لے گئے

امام نجم الدین الغیظی (م: ۹۹۹) رقمطراز ہیں

جمہور مفسرین، فقہاء اور علماء عقائد کی

رائے یہی ہے کہ اسراء و معراج دونوں

ایک ہی رات، روح و جسم کے ساتھ

حالت بیداری میں ہوئے، نہ کہ حالت

نیند میں، معراج مکہ سے بیت المقدس

وہاں سے آسمانوں پر وہاں سے سدرہ اور

وہاں سے جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا

والذی ذهب الیہ الجمہور من

المفسرین والمحدثین والفقہاء

والمتکلمین انہما وقعا فی لیلة

واحدة بالروح والجسد معافی

الیقظة لا فی المنام من مکة الی

بیت المقدس الی السموات

العلی الی سدرة المنتہی الی

حیث شاء العلی الاعلی

(المعراج الکبیر، ۵۱)

امام محمد بن یوسف صالحی رحمہ اللہ تعالیٰ (۹۳۲) نے بھی اس کو امت کی اکثریت

(سبل الہدی، ۳: ۶۷)

جمہور کا قول قرار دیا ہے

منکر کا معتزلی ہونا

اس وجہ سے بعض اہل علم نے لکھا ہے جو اس کا انکار کرے وہ معتزلی قرار پائے گا یعنی

اہل سنت سے خارج ہو جائیگا

مفسر قرآن امام ابو بکر بصاص (۳۷۰) عقیدہ معراج لکھتے ہیں کہ مکہ سے بیت المقدس وہاں سے آسمانوں پر، وہاں سے سدرہ وہاں سے عرش اور پھر جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ کو معراج ہوئی تو جس نے مکہ سے مسجد اقصیٰ تک کی معراج کا انکار کیا وہ کافر ہو جائیگا کیونکہ اس نے آیات قرآنیہ کا انکار کیا ہے

ومن صدق الايات واقرببلوغه
الى بيت المقدس لا غير وانكر
ما وراء ذلك من المعارج
والمدارج والعروج الى السماء
والصعود الى الجنة والعرش
والكرسى والحجب واللوح
والقلم وغير ذلك يكون
معتزليا

جس نے آیات کی تصدیق کرتے ہوئے
بیت المقدس تک جانا مان لیا لیکن آگے
معراج، آسمان پر جانا، جنت، عرش، کرسی
، حجاب، لوح اور قلم دیکھنے کا انکار کیا تو ایسا
شخص معتزلی قرار پائے گا

(شرح بدء الامالی، ۲۷۱)

قابل توجہ بات یہ ہے کہ کسی بھی محدث نے اس کی تردید نہیں کی حالانکہ اگر یہ بات قرآن سنت سے ثابت نہ ہوتی تو یہ تمام لوگ اس کی تردید کر دیتے اور پھر امام ابو بکر بصاص حنفی، امام نووی، حافظ ابن حجر عسقلانی، مجد الدین فیروز آبادی، ملا علی قاری اور شیخ طیبی جیسے محدثین بلکہ جمہور امت فقط اسے قبول ہی نہیں کر رہے بلکہ نقل کر رہے ہیں پھر ہمیں کہاں حق پہنچتا ہے کہ ہم اسے قرآن و سنت کے منافی قرار دیتے ہوئے اسے محض شاعری اور مبالغہ کہہ دیں کیونکہ کتاب و سنت کا جو مطالعہ انہیں حاصل ہے ہم اسکا تصور بھی نہیں کر سکتے

شیخ قزوینی کی رائے

اگر کوئی سوال اٹھائے کہ شیخ رضی الدین قزوینی نے سدرہ سے آگے جانے کا انکار کیا

(زرقاتی، ۸: ۲۲۳)

تو جواباً ہماری گذارشات درج ذیل ہیں

۱۔ یہ ان کی تحقیق تھی انہوں نے یہ بات کی تو اہل علم نے ان کا رد کیا مثلاً امام نور الدین

علی مالکی (۱۰۶۶) رقمطراز ہیں

میں کہتا ہوں قزوینی اور ان کے تبعین کا

قول ”آپ سدرہ سے آگے نہیں گئے“

قابل سماعت نہیں اس لئے کہ پہلے

روایات آچکی کہ جب آپ ﷺ سدرہ

پر تشریف فرما ہوئے تو آپ ﷺ کو صحاب

ڈھانپ کر اوپر لے گیا

قلت قول القزوینی ومن ارتضى

كلامه انه عليه السلام لم يتجاوز سدرة

المنتهى ممنوع ويؤيد المنع ما

تقدم من انه عليه السلام بعد انتهائه الى

سدرة المنتهى غشيته سحابة

وارتفت به

(جواہر البحار، ۳: ۵۰۰)

۲۔ انہوں نے بھی بالکل یہ انکار نہیں کیا تھا بلکہ یہ کہا تھا اس پر احادیث صحیحہ نہیں ہاں

ضعیف موجود ہیں ان کی طرف بالکل یہ انکار کی نسبت کرنے والوں نے جب یہ کہا ان کا کہنا یہ

ہے کہ اس بارے میں نہ کوئی حدیث صحیح ہے اور نہ حسن و ضعیف

جو سدرہ سے آگے جانے کا مدعی ہے وہ

دلیل لائے لیکن وہ کہاں؟ کیونکہ عرش پر

تشریف فرما ہونے پر نہ حدیث صحیح ہے

اور نہ ضعیف

ومن ذكر انه جاوز ذلك فعليه

البیان وانى له به ولم يرد فى خبر

ثابت ولا ضعيف انه الى العرش

ان کا رد کرتے ہوئے امام زرقانی (التوفی، ۱۱۲۲) نے جو کچھ لکھا وہ نہایت ہی قابل توجہ ہے

دعواہ انہ لم یرد انہ جاوز سدرۃ

المنتہی فی حدیث ولا حسن ولا

ضعیف ولا صحیح فیہا نظر

پھر اس پر دلیل دیتے ہوئے لکھا

فقد اخرج ابن ابی حاتم عن انس

انہ صلی اللہ علیہ وسلم لما انتہی الی سدرۃ

المنتہی غشیته سحابۃ فیہا من کل

لون فتأخر جبریل

اس کے بعد فرماتے ہیں جس شیخ قزوینی کے کلام سے تم تائید لارہے ہو

قد اعترف بورود ہذا بقولہ واما

الی ماوراء ہا فانما ورد فی

اخبار ضعیفۃ ومنکرۃ

(زرقاتی، ۸: ۲۲۳)

باقی پیچھے تفصیل کے ساتھ گزر چکا ہے کہ بعض روایات میں مثلاً ظہرت

لمستوی حتی اسمع فیہ صریف الاقلام یہ تو بخاری و مسلم کی متفقہ روایت ہے اور متعدد

اہل علم کی تصریحات گزر چکی ہیں۔ کہ مقام مستوی سدرہ سے آگے ہے۔ یہاں نہایت ہی ایک

اہم حوالہ امام ابن حجر کی کا بھی سامنے آجائے تو بہتر ہو جائے گا سدرہ سے آگے جانے کے

بارے میں کہتے ہیں کہ یہ جو آیا ہے کہ سدرہ سے آگے کوئی نہیں جاسکتا اس سے مراد زمین سے

اعمال لے کر جانے والے فرشتے ہیں ورنہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حدیث میں تصریح

ہے کہ آپ سدرہ سے آگے مقام مستوی پر تشریف فرما ہوئے

یہ دعویٰ کہ سدرہ سے آگے جانے پر نہ

حدیث ضعیفہ ہے نہ حسن و صحیح، محل نظر

ہے

امام ابن ابی حاتم نے حضرت انس

رضی اللہ عنہ سے نقل کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم

جب سدرہ پر پہنچے تو وہاں سحاب نے

ڈھانپ لیا اور جبریل پیچھے رہ گئے

انہوں نے خود یوں اعتراف کیا ہے کہ

سدرہ سے آگے جانے پر ضعیف اور منکر

روایات موجود ہیں

وَيَتَعَيْنُ حَمَلَهُ عَلِيٌّ أَنَّهُ لَا يَجَاوِزُهَا
 مِنَ الْمَلَائِكَةِ الَّذِينَ يَنْزِلُونَ إِلَى
 الْأَرْضِ وَيَصْعَدُونَ بِأَلَا عَمَالَ لِمَا
 يَأْتِي مِنْ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ جَاوِزُهَا إِلَى
 مَسْتَوَى كَمَا فِي رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ
 (الْمَنْحُ الْمَكِّيَّةُ، ١٠: ٣١٤)

ضروری ہے یہ کہا جائے کہ اس سے
 مراد زمین پر اترنے والے ملائکہ ہیں جو
 اعمال لے کر سدرۃ تک ہی جاتے ہیں۔
 کیونکہ حدیث میں واضح طور پر ہے کہ
 آپ ﷺ سدرہ سے گزر کے مقام
 مستوی پر تشریف فرما ہوئے اور یہ
 بخاری کی روایت ہے۔

ہم اپنی گفتگو کا اختتام امام خفاجی کے اس جملہ پر کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ اس قدر
 بلندی پر تشریف فرما ہوئے
 لَا يَعْلَمُ مَحَلَّهُ وَحَقِيقَتَهُ
 نہ اس مقام کا ہمیں علم ہے اور نہ اس کی
 حقیقت کا
 (نسيم الرياض، ٣: ٨٨)

دیدار الہی اور جمہور اہل سنت

۲۔ محترم ڈاکٹر صاحب نے دوسری بات یہ کہی ہے کہ شب معراج میں حضور کو دیدار الہی نہیں ہوا۔ جمہور اہل سنت کی رائے بھی یہی ہے۔ (معراج النبی، ۳۴)

ہمیں اس بات سے بھی اختلاف ہے کیونکہ معاملہ اس کے برعکس ہے یعنی جمہور اہل سنت کا موقف یہ ہے کہ حضور ﷺ کو شب معراج دیدار الہی کا شرف نصیب ہوا ہم یہاں کچھ آثار صحابہ کا تذکرہ کیے دیتے ہیں

دیدار الہی اور آثار مبارکہ

متعدد مندرجہ آثار صحیحہ میں دیدار الہی کا تذکرہ موجود ہے

امام نسائی نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا خلت سیدنا ابراہیم کلام سیدنا موسیٰ علیہ السلام والرؤیة محمد ﷺ دیدار حضور ﷺ کے لئے ہے امام حاکم نے لکھا یہ امام بخاری کے شرائط کے مطابق صحیح ہے امام ذہبی نے بھی ان کی تائید کی، امام ترمذی نے اسے حسن کہا اور یہ اضافہ بھی نقل کیا انہوں نے فرمایا ہم بنو ہاشم یہ عقیدہ رکھتے ہیں

محمد ﷺ رأی ربہ حضور ﷺ نے رب تعالیٰ کا دیدار پایا ہے

(المستدرک، ۱: ۶۵)

امام طبرانی نے سند قوی کے ساتھ انہی سے نقل کیا

النظر لمحمد ﷺ دیدار حضور ﷺ کے لئے ہے۔

(فتح الباری، ۴: ۱۷۴)

امام ابن خزیمہ نے اسے ایک اور سند قوی کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے

نقل کیا

رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا

رای محمد ﷺ ربہ

(فتح الباری، ۷: ۴۹۳)

۴۔ امام ابن اسحاق نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں نقل کیا انہوں نے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو پیغام بھیجا اور پوچھا

هل رأى محمد ربہ فارس الىه ان
کیا حضور ﷺ نے دیدار الہی کا شرف

پایا؟ فرمایا ہاں پایا ہے

نعم

(فتح الباری، ۸: ۴۹۳)

۵۔ امام عبدالرزاق نے حضرت معمر کے حوالہ سے امام حسن بصری سے نقل کیا

انه حلف ان محمد ارأى ربہ
وہ قسم اٹھا کر کہا کرتے حضور ﷺ نے

دیدار الہی پایا ہے

(مصنف عبدالرزاق)

۶۔ امام ابن خزیمہ نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی دیدار کا اثبات نقل کیا

اور لکھا جب ان کے سامنے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول کہا جاتا

توان پرگراں گزرتا

کان یشدد علیہ

(فتح الباری، ۸: ۴۹۳)

۷۔ ارشاد نبوی اکبر ہے

شیخ خلال نے کتاب السنۃ میں امام مروزی کے حوالہ سے نقل کیا میں نے امام احمد

بن حنبل سے عرض کیا منکرین دیدار الہی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول لاتے ہیں جس نے

کہا حضور ﷺ نے دیدار الہی کیا ہے اس نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں سب سے بڑا جھوٹ

بولتا، تو ان کے قول کا کس طرح رد کیا جائے گا؟ امام نے فرمایا جب رسول اللہ ﷺ نے خود

فرمادیا۔

میں نے اپنے رب کا دیدار کیا ہے

رأیت ربی

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی سیدہ کے قول

قول النبی ﷺ اکبر من قولها

سے بڑا اور اکبر ہے

(فتح الباری، ۸: ۴۹۴)

ہم نے موضوع کی مناسبت سے یہ آثار ذکر کر دیے ہیں ورنہ خود ڈاکٹر صاحب نے تسلیم کیا ہے

کہ آپ ﷺ کا دیدار پانا؟ صحابہ سے سند کے ساتھ ثابت ہے

شارح مسلم امام نووی کی گفتگو

ہم امت کے مسلمہ محدث شارح مسلم امام نووی (۶۷۶ھ) کے اس مسئلہ پر تفصیلی

کلام کا ترجمہ کر دیتے ہیں اس کے بعد متعدد اہل علم کی تصریحات ذکر کر دیں گے، امام نووی نے

پہلے اس پر تفصیلی گفتگو کی ہے کہ دنیا میں دیدار الہی ممکن ہے، اس کے بعد شارح مسلم امام محمد بن

اسماعیل اصفہائی شافعی (المتوفی ۵۳۶ھ) کے حوالہ سے لکھا انہوں نے حضور ﷺ کے دیدار

الہی کا شرف پانے کے اثبات کو اختیار کیا اور دلائل دیتے ہوئے لکھا اس مسئلہ پر اگرچہ دلائل

کثیر ہیں مگر ہم ان میں سے سب سے قوی دلیل حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ امام نووی کی

گفتگو امام نووی کی گفتگو سے استدلال کر رہے ہیں

کیا تم متعجب ہو کہ خلت حضرت ابراہیم

اتعجبون ان تكون الخلة

کلام حضرت موسیٰ اور دیدار حضور

لابراہیم والكلام لموسى

ﷺ کے لئے ہے

والرؤية لمحمد ﷺ

حضرت عکرمہ سے ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ حضور

ﷺ نے رب تعالیٰ کا دیدار کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں آپ کو یہ شرف ملا ہے۔

ایسی سند کے ساتھ جس میں کوئی حرج نہیں شعبہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے

انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے

حضور ﷺ نے اپنے رب کا دیدار کیا

رای محمد ﷺ ربہ

ہے

امام حسن بصری حلف اٹھا کر کہا کرتے حضور ﷺ نے دیدار الہی کا شرف پایا اس

مسئلہ کی اصل حبر الامت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے، مشکلات میں ان کی

طرف رجوع کرنا چاہیئے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے انہی کے ارشاد کی وجہ سے اس

مسئلہ میں اپنی سابقہ رائے سے رجوع کر لیا تھا اس بارے میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ

عنہا کی روایت مقابل نہیں آسکتی کیونکہ انہوں نے ہمیں نہیں فرمایا کہ میں نے رسول اللہ

ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے دیدار الہی نہیں کیا ہاں اپنے قول پر ان آیات قرآنی

سے استدلال کیا۔ وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او

یرسل رسولا، لا تدرکہ الابصار۔ اور جب ایک صحابی کوئی قول کرے دوسرا اسکی مخالفت

کرے تو وہ حجت نہیں رہتا، تو جب اثبات دیدار میں حضرت ابن عباس سے روایات صحت کے

ساتھ ثابت ہیں تو اثبات کی طرف جانا ضروری ہوگا کیونکہ یہ مسئلہ قیاسی اور اجتہادی نہیں کہ

عقل و ظن سے حاصل ہو بلکہ یہ سماع سے ہی ثابت ہوگا، حضرت معمر بن راشد کے سامنے جب

سیدہ عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے اختلاف پر بات چلی تو کہنے لگے ہمارے نزدیک

سیدہ، حضرت ابن عباس سے زیادہ صاحب علم نہیں، پھر حضرت ابن عباس مثبت جبکہ دوسرے

نافی ہیں اور مثبت کو نافی پر ترجیح ہوتی ہے

اسکے بعد امام نووی لکھتے ہیں

حاصل کلام یہ ہے اکثر علماء کے نزدیک

فالحاصل ان الراجع عند اکثر

راجع یہی ہے کہ شب معراج رسول اللہ

العلماء ان رسول اللہ ﷺ رای

ﷺ نے سر کی آنکھوں سے دیدار الہی کا شرف پایا کیونکہ حضرت ابن عباس اور دیگر روایات میں اس کا ثبوت ہے اور انہوں نے اثبات حضور ﷺ سے سن کر ہی کیا ہے اور اس میں کسی قسم کا شبہ و شک مناسب نہیں

ربہ بعینی رأسه ليلة الاسراء
لحديث ابن عباس وغيره مما قدم
واثبات هذا لا يأخذونه
الابالسماع من رسول الله ﷺ
هذا مما لا ينبغي ان يشتكك
(شرح نووی، باب رأی النبی ربہ)

یہاں بھی امام نووی نے تصریح کر دی ہے کہ اکثر علماء اہلسنت کی یہی تحقیق و رائے ہے، دوسرے مقام پر ”ما کذب الفؤاد ما رأى“ کے تحت لکھتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے کہ یہاں رؤیت جبریل مراد ہے

ذهب جمهور من المفسرين الى
ان المراد انه رأى ربه سبحانه
جمہور مفسرین کی رائے یہ ہے کہ حضور
ﷺ نے دیدار الہی کا شرف پایا ہے
(ایضاً)

جمہور کی تصریح

ہم یہاں متعدد اہل علم سے تصریحات نقل کیے دیتے ہیں کہ جمہور اہلسنت کا موقف

یہی ہے

۱۔ صاحب تحفہ الاعالیٰ، امام تونسلی کے حوالہ سے لکھتے ہیں

الصحيح الذي عليه جماهير
العلماء ان النبي ﷺ كلمه ربه
فسمع كلامه وراه بعيني رأسه
جمہور علماء کے ہاں صحیح یہی ہے کہ نبی
اکرم ﷺ نے اپنے رب سے کلام کا
بھی شرف پایا اور سر کی آنکھوں سے
دیدار بھی کیا
(تحفہ، ۳۹)

۲۔ خود اس مسئلہ پر علامہ تفتازانی کا رد کرتے ہوئے لکھا

فما قال السعدمن ان الصحيح
انه رأى ربه بفؤاده لا بعينه
خلاف المشهور الذى عليه
الجمهور (ابضاً)
علامہ سعد الدین تفتازانی نے جو کہا صحیح
یہ ہے کہ آپ نے اپنے رب کا دیدار
دل سے پایا نہ کہ آنکھوں سے، یہ مشہور
کے خلاف ہے جس پر جمہور ہیں۔

۳۔ امام شہاب الدین احمد خفاجی (المتوفی، ۱۰۶۹) رقمطراز ہیں

انما الاصح الرجوع انه صلى
الله عليه وسلم رأى ربه بعيني
رأسه حين اسرى به كما ذهب
اليه اكثر الصحابة
صحیح اور مختار یہی ہے حضور ﷺ نے
معراج کی رات سر کی آنکھوں سے
اپنے رب کا دیدار پایا اور اکثریت
صحابہ کا یہی مذہب ہے

(نسیم الرياض، ۳: ۳۰۳)

۴۔ شیخ نجم الغنی رامپوری شرح فقہ اکبر میں اس مسئلہ پر لکھتے ہیں

”بعضوں نے اس مسئلے میں کہ آنحضرت نے اللہ کو دیکھا تھا یا نہیں توقف کیا ہے اور
کہا ہے کہ کسی جانب میں دلیل واضح نہیں اور جمہور اثبات کی جانب ہیں“

(تعلیم الایمان، ۳۷۶)

۵۔ نامور محقق ڈاکٹر خلیل ابراہیم ملا خاطر کہتے ہی دیدار الہی کے بارے میں دو مشہور
اقوال ہیں

احد هما ان النبى ﷺ رأى ربه
عز وجل ليلة المعراج وعلى
رأس هولاء ابن عباس وهو
ايك يه حضور ﷺ نے شب معراج
رب عزوجل کا دیدار پایا، ان قائلین کے
سرتاج حضرت ابن عباس ہیں یہی اکثر

علماء کا مذہب ہے، دوسرا حضور ﷺ نے سر کی آنکھوں سے دیدار نہیں پایا بلکہ دل سے پایا یہ مذہب سیدہ عائشہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہما کا ہے اور بعض اہل علم نے ان کی موافقت کی ہے

مذہب اکثر العلماء
 وثانیهما ان النبی ﷺ لم یر
 ربہ سواہ بعینی رأسہ ام بقلبہ
 وهو مذہب السیدہ عائشہ وابن
 مسعود رضی اللہ عنہما
 ووافقہما بعض اهل العلم
 (مکانة الصحیحین، ۳۵۶)

۶۔ امام برہان الدین علی طبری (المتوفی، ۱۰۴۴) فرماتے ہیں دیدار الہی کے بارے میں اگرچہ اختلاف ہے مگر

اکثر علماء اسی بات کے قائل ہیں حضور ﷺ نے سر کی آنکھوں سے رب تعالیٰ کا دیدار پایا ہے

فاكثر العلماء علی وقوع ذلك
 ای انہ ﷺ راہ عزوجل بعینی
 رأسہ

(انسان العیون، ۱: ۲۰۸)

۷۔ شیخ وحید الزمان نے اس مسلک میں تین مذاہب کا ذکر کیا اور لکھا
 الرجوع انہ راہ بعینہ وهو مختار
 اما منا احمد بن حنبل
 راجح یہی ہے کہ آپ ﷺ نے سر کی
 آنکھوں سے دیدار کیا اور ہمارے امام
 احمد بن حنبل کے ہاں یہی مختار ہے
 (ہدیۃ المہدی، ۸۹)

جمہور صحابہ کی رائے

۸۔ پہلے آپ امام خفاجی کے حوالہ سے پڑھ چکے کہ اکثر صحابہ کی رائے یہی ہے۔ کچھ اہل علم نے جمہور صحابہ کی بھی تصریح کی ہے شیخ صدیق حسن خاں قنوجی (المتوفی، ۱۳۰۷) لکھتے ہیں

اور حق یہ ہے کہ آپ ﷺ نے سر کی آنکھوں سے اپنے رب کا دیدار پایا۔ جمہور صحابہ کی یہی قول ہے ورنہ دل کے ساتھ دیکھنا تو تمام احوال میں تھا معراج کی کیا خصوصیت رہی؟ کچھ دل سے دیدار کے قائل ہیں مگر وہ بھی محض دل کا دیکھنا مراد نہیں لیتے

و حق آنست کہ وہ ﷺ خدار ابا چشم سر دید جمہور صحابہ بریں اند والا دیدن بدیدہ دل در جمیع احوال بود خصوصیت معراج ندارد و نزد بعض دیدن بدل غیوانستن بدل است

(بغیۃ الراشد: ۷۴)

یہاں شیخ قنوجی نے لفظ حق استعمال کیا جو نہایت ہی قابل توجہ ہے جیسے صاحب تحفہ نے بھی اسی موقف کو لفظ صحیح سے بیان کیا تھا

۹۔ شیخ اشرف علی تھانوی نے دیدار الہی ثابت کرتے ہوئے فائدہ کے تحت لکھا ”بعض صحابہ کا نفی روایت کی بات کرنا اپنی رائے ہے جو مستنبط ہے بعض عمومات سے جیسے لا تدرکہ الابصار“

یہ عبارت بھی آشکار کر رہی ہے کہ اکثریت صحابہ کا موقف اثبات دیدار ہے

۱۰۔ شیخ قنوجی نے ہی دوسرے مقام پر ”ما کذب الفواد“ کی تفسیر میں لکھا

حاصل کلام یہ ہے کہ ثبوت دیدار ہی صحیح ہے امت کے سب سے بڑے عالم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہی مذہب ہے اور مشکلات میں انہی کی طرف رجوع ہوتا ہے حضرت ابن

وحاصل المقالة ان الصحيح ثبوت الرؤية وهو ماجرى عليه ابن عباس حبر الامة وهو الذى يرجع اليه فى المعضلات وقد راجعه ابن عمر فاخبره بانہ رآه

عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے سن کر اپنے قول سے رجوع کر لیا تھا حدیث سیدہ عائشہ سے یہ رو نہیں کیا جا سکتا کیونکہ انہوں نے حضور ﷺ سے نقل نہیں کیا کہ میں نے اپنے رب کو نہیں دیکھا ہاں انہوں نے خود متعدد نصوص

ولا یقدح فی ذلک حدیث عائشة لایہالم تخبر انہا سمعت من رسول اللہ ﷺ انہ قال لم ار انما اعتمدت علی الاستنباط مما تقدم

(فتح البیان، ۶: ۴۳۹)

سے استنباط کیا ہے

۱۱۔ یاد رہے یہ عبارت انہوں نے حاشیہ الجمل سے لی ہے اور شیخ جمل نے خطیب کے حوالہ سے لکھا ہے

(الجمل علی الجلالین، ۴: ۲۹)

۱۲۔ امام زین العابدین بن محمد برزنجی مدنی (المتوفی، ۱۲۱۴ھ) لکھتے ہیں دیدار کے بارے میں اختلاف مشہور ہے لیکن

والصحيح انه رآه بعين رأسه بلا ريب ولا اشتباه

(جواہر البحار، ۳: ۵۳۱)

صحیح یہی ہے کہ آپ ﷺ نے سر کی آنکھوں سے دیدار کا شرف پایا اور اس میں کسی قسم کا کوئی شبہ نہیں

۱۳۔ امام جلال الدین السيوطی (المتوفی، ۹۱۱) کے الفاظ بھی ملاحظہ کر لیں کیا حضور نے

اس رات دیدار کا شرف پایا؟ اس بارے میں دو معروف اقوال ہیں

حضرت ابن عباس اور ایک جماعت اثبات کی قائل اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس کا انکار فرماتی ہیں لیکن صحیح یہی ہے کہ

فاثبت ذلك ابن عباس وطائفة وانكرته عائشة والصحيح ثبوتها (الآية الكبرى، ۷۵)

دیدار ہوا ہے

تمام اہل علم نے اسی موقف کو مختار نہیں بلکہ لفظ صحیح کے ساتھ تعبیر کیا جو دوسرے موقف کی کمزوری کو آشکار کر رہا ہے

سوال: یہ کہنا کہ یہ صحابہ کا استنباط تھا رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں کوئی نص نہیں اگر ہوتی تو وہ بیان کرتے حالانکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ”ولقد راہ نزلة اخرى“ کا مفہوم پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا اس سے مراد جبریل امین ہیں، اسی لئے امام ابن حجر عسقلانی نے امام نووی اور ابن خزیمہ کی گفتگو نقل کر کے لکھا

وهو عجيب فقد ثبت ذلك عنها
فی الصحيح مسلم... فقلت انا
اول هذه الامة سال رسول ﷺ
من ذلك فقال انه هو جبريل

یہ عجیب کلام ہے سیدہ سے صحیح مسلم میں ہے
امت میں سے سب سے پہلے میں نے آپ
ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تھا تو آپ
نے فرمایا اس سے مراد جبریل ہے

(فتح الباری، ۸: ۴۹۳)

الغرض جب سیدہ نے حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ذکر کر دیا ہے تو اب کہنا کہ یہ ان کا

فقط استنباط ہے کہاں درست رہے گا؟

جواب: محدثین نے کہا یہ سوال اٹھانا عجیب ہے کیونکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جو نص ذکر کر رہی ہیں اس کا تعلق مخصوص آیت (دنا فتدلی) سے ہے اس سے مطلق روایت کی نفی نہیں ہوتی حالانکہ گفتگو مطلق روایت و دیدار کے بارے میں ہے یعنی ہم سیدہ کی اس نص کو مانتے ہیں مگر کہتے ہیں و دیدار اس آیت کے علاوہ دلائل سے ثابت جیسا کہ پہلے نثر چکا ہے

(زرقاتی علی الموابہ)

بعض کی کمزور گفتگو

جب آپ محدثین کے حوالہ سے سوال و جواب پڑھ چکے تو ہم یہاں سید مودودی کا

ایک اقتباس نقل کر رہے ہیں جس کا جائزہ قارئین خود لیں، و دیدار الہی کی نفی میں لکھتے ہیں

”دوسری روایات جو ہم نے اوپر نقل کی ہیں تو ان میں سب سے زیادہ وزنی روایتیں وہ ہیں جو حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت عائشہ سے منقول ہوئی ہیں کیونکہ اہل دونوں نے بالاتفاق خود رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد بیان کیا ہے کہ ان دونوں مواقع پر آپ نے اللہ تعالیٰ کو نہیں بلکہ جبریل کو دیکھا تھا اور یہ روایات قرآن مجید کی تصریحات اور ارشادات سے پوری طرح مطابقت رکھتی ہیں

(تفہیم القرآن، ۵: ۱۰۵)

پیچھے آپ نے پڑھا محدثین فرماتے ہیں ان کی بات سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ دونوں آیات میں قرب جبریل مراد ہے اس سے مطلقاً روایت کی نفی ماننا سراسر زیادتی ہے۔ سید صاحب کی نظر اعتراض پہ گئی مگر جواب اوجھل رہا جس کی وجہ سے انہوں نے نہایت ہی کمزور بات کر دی۔

حدیثِ شریک پر اعتراضات کا
علمی و تحقیقی جواب

روایت بخاری ”دنا الجبار رب العزة“ پر کچھ اہل علم نے اعتراضات وارد کیے ہیں ان تمام اعتراضات کے محدثین نے مسکت جوابات بھی دیئے بلکہ امام ابو الفضل محمد بن طاہر مقدسی (م۔ ۵۰۷) نے اس موضوع پر مستقل کتاب ”الانتصار لامامی الامصار“ بھی لکھی جو اگرچہ ہم تک نہیں پہنچی لیکن متعدد اہل علم نے ان کے جوابات نقل کیے ہیں ہمارے دور کے اہل علم نے صرف اعتراضات کو دیکھا لیکن ان کے جوابات تلاش کرنے کی کوشش ہی نہیں فرمائی، اسی وجہ سے وہ ان جوابات سے آگاہ نہ ہو سکے

یہاں سید مودودی کا ایک اقتباس نقل کر دیتے ہیں جس سے یہ بات نہایت ہی آشکار ہو جاتی ہے وہ لکھتے ہیں ”علاوہ ان اعتراضات کے جو اس روایت کی سند اور مضمون پر امام خطابی، حافظ ابن حجر، ابن حزم اور حافظ عبدالحق صاحب الجمع بین الصحیحین نے کیے ہیں سب سے بڑا اعتراض اس پر یہ وارد ہوتا ہے“

(تفہیم القرآن، ۵: ۵۰۵)

ہم اس مقالہ میں متذکرہ اعتراضات اور ان کے جوابات پیش کیے دیتے ہیں تاکہ واضح ہو جائے کہ یہ حدیث صحیح ہے

حدیث شریک کی صحت

اگر ذہن میں جائے حدیثی تدلی ”دنا الجبار رب العزة“ کی صحت پر اعتراضات ہیں جیسا کہ سید مودودی کے اقتباس میں آیا ہے جب اتنے بڑے بڑے محدثین اسے تسلیم نہیں کرتے تو تم کیوں اس سے استدلال پر زور دے رہے ہو؟

اس سلسلہ میں ہماری گزارشات درج ذیل ہیں

۱۔ اس سے انکار نہیں متعدد محدثین نے اسے قبول کرنے سے احتراز کیا ہے اور اس پر مختلف اعتراضات وارد کیے ہیں مگر جب متعدد محدثین نے ان تمام اشکالات کے جوابات دے دیے ہیں تو پھر انکار کیسے کیا جاسکتا ہے؟ چونکہ وہ جوابات ان کے سامنے نہیں آئے لہذا ہم نے مرعوب و متاثر ہو کر اس حدیث کا انکار کر دیا بلکہ ہمارے دور کے بعض علماء نے بھی کہہ دیا کہ یہ حدیث شریک قابل قبول نہیں

۲۔ اعتراضات کی فہرست

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہم اختصار کے ساتھ اس پر وارد کردہ تمام اعتراضات نقل کر کے محدثین کے اطمینان بخش جوابات نقل کیے دیتے ہیں تاکہ معاملہ نہایت ہی واضح ہو جائے آئیے اعتراضات کی فہرست ملاحظہ کیجئے

۱۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ معراج بعثت سے پہلے ہوئی کیونکہ اس میں **قبل** ان یوحی الیہ کے الفاظ ہیں حالانکہ یہ صحیح نہیں

۲۔ اس کے الفاظ ”دنا الجبار رب العزة“ متفرد ہیں یعنی شریک کے علاوہ کسی راوی نے یہ الفاظ نقل نہیں کیے

۳۔ اس میں ہے معراج خواب میں ہوئی نہ کہ بیداری میں

۴۔ اس روایت کا دیگر روایات سے ان چیزوں میں اختلاف ہے

۱۔ مقام سدرۃ المنتہی

۲۔ حضرت انبیاء علیہم السلام سے ملاقات

۳۔ نیل و فرات کا محل

۴۔ شق صدر کا تذکرہ

۵۔ نہر کوثر آسمان پر ہے حالانکہ وہ جنت میں ہے

جوابات سے پہلے مکمل حدیث کے متن کا مطالعہ کر لیں تاکہ معاملہ آسان ہو جائے

قال الإمام البخاري رحمه الله تعالى : حدثنا عبد العزيز بن عبد الله حدثني سليمان عن شريك بن عبد الله أنه قال : سمعت ابن مالك يقول : ليلة أُسري برسول الله صلى الله عليه وسلم من مسجد الكعبة : أنه جاءه ثلاثة نفر قبل أن يوحى إليه ، وهو نائم في المسجد الحرام ، فقال أولهم : أيهم هو ؟ فقال أوسطهم : هو خيرهم ، فقال أحدهم : خذوا خيرهم ، فكانت تلك الليلة ، فلم يرهم حتى أتوه ليلة أخرى ، فيما يرى نبله وتنام عينه ولا ينام قلبه - وكذلك الأنبياء تنام أعينهم ولا تنام قلوبهم ، فلم يكلموه حتى احتملوه ، فوضعوه عند بئر زمزم ، فتولاه منهم جبريل ، فشق جبريل ما بين نحره إلى لبتة ، حتى فرغ من صدره وجوفه ، فغسله من ماء زمزم بيده ، حتى أنقى جوفه ، ثم أتى بطست من ذهب فيه تورٌّ من ذهب ، محشواً إيماناً وحكمة ، فحشا به صدره ولغاديدته - يعني عروق حلقه - ثم أطبقه .

ثم عرج به إلى السماء الدنيا ، فضرب باباً من أبوابها ، فناداه أهل السماء : من هذا ؟ فقال : جبريل . قالوا : ومن معك ؟ قال : معي محمد ، قال : وقد بعث ؟ قال : نعم . قالوا : فمرحباً به وأهلاً ، فيستبشر به أهل السماء ، لا يعلم أهل السماء بما يريد الله به في الأرض حتى يعلمهم .

فوجد في السماء الدنيا آدم ، فقال له جبريل : هذا أبوك ، فسلم عليه ، فسلم عليه ، ورد عليه آدم ، وقال : مرحباً وأهلاً بابني ، نعم الابن أنت .

فإذا هو في السماء الدنيا بنهرين يطردان ، فقال : ما هذان النهران
يا جبريل ؟ فقال : هذان النيل والفرات عنصرهما .

ثم مضى به في السماء فإذا بنهر آخر عليه قصر من لؤلؤ وزبرجد ،
فضرب يده فإذا هو مسك أذفر ، قال : ما هذا يا جبريل ؟ قال : هذا
الكوثر الذي خبأ لك ربك .

ثم عرج إلى السماء الثانية ، فقالت الملائكة له مثل ما قالت له الأولى :
من هذا ؟ قال : جبريل ، قالوا : ومن معك ؟ قال : محمد صلى الله
عليه وسلم ، قالوا : وقد بعث إليه ؟ قال : نعم ، قالوا : مرحباً به وأهلاً .

ثم عرج به إلى السماء الثالثة ، وقالوا له مثل ما قالت الأولى والثانية ،
ثم عرج به إلى الرابعة ، فقالوا له مثل ذلك .
ثم عرج به إلى السماء الخامسة ، فقالوا مثل ذلك .
ثم عرج به إلى السادسة ، فقالوا له مثل ذلك .

ثم عرج به إلى السماء السابعة فقالوا له مثل ذلك ، كل سماء فيها
أنبياء قد سماهم ، فوعيت منهم إدريس في الثانية ، وهارون في الرابعة ،
وآخر في الخامسة لم أحفظ اسمه ، وإبراهيم في السادسة ، وموسى في
السابعة بفضل كلامه لله . فقال موسى : رب لم أظن أن ترفع عليّ أحداً .
ثم علا به فوق ذلك بما لا يعلمه إلا الله ، حتى جاء سدرة المنتهى ،
ودنا الجبار رب العزة ، فتدلّى حتى كان قاب قوسين أو أدنى ، فأوحى
الله فيما أوحى خمسين صلاة على أمتك كل يوم وليلة .

ثم هبط حتى بلغ موسى ، فاحتبسه موسى ، فقال : يا محمد ما أتانا

عهد إليك ربك؟ قال : عهد إليّ خمسين صلاة كل يوم وليلة ، قال :
 إن أمتك لا تستطيع ذلك فارجع فليخفف عنك ربك وعنهم ، فالتفت
 النبي صلى الله عليه وسلم إلى جبريل كأنه يستشيريه في ذلك . فأشار إليه
 جبريل : أن نعم ، إن شئت ، فعلا به إلى الجبار ، فقال وهو مكانه :
 يارب خفف عنا ، فإن أمتي لا تستطيع هذا ، فوضع عنه عشر صلوات ،
 ثم رجع إلى موسى ، فاحتبسه ، فلم ينزل يردده موسى إلى ربه حتى صارت
 إلى خمس صلوات ، ثم احتبسه موسى عند الخمس ، فقال : يا محمد
 والله لقد راودت بني إسرائيل قومي على أدنى من هذا فضعفوا ، فتركوه ،
 فأمتك أضعف أجساداً وقلوباً وأبداناً وأبصاراً وأسماعاً ، فارجع
 فليخفف عنك ربك ، كل ذلك يلتفت النبي صلى الله عليه وسلم إلى
 جبريل ليشير عليه ، ولا يكره ذلك جبريل ، فرفعه عند الخامسة ، فقال :
 يارب إن أمتي ضعفاء أجسادهم وقلوبهم وأسماعهم وأبدانهم ، فخفف عنا ،
 فقال الجبار : يا محمد ، قال : لبيك وسعديك ، قال : إنه لا يبدل
 القول لدي ، كما فرضت عليك في أم الكتاب ، قال : فكل حسنة
 بعشر أمثالها ، فهي خمسون في أم الكتاب ، وهي خمس عليك . فرجع
 إلى موسى فقال : كيف فعلت؟ فقال : خفف عنا ، أعطانا بكل حسنة
 عشر أمثالها ، قال موسى : قد والله راودت بني إسرائيل على أدنى من
 ذلك فتركوه ، ارجع إلى ربك ، فليخفف عنك أيضاً .

پہلے اعتراض کا جواب

اولاً۔ یہ اعتراض شیخ ابن حزم نے یہ کہتے ہوئے اٹھایا ہے کہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے
 معراج قبل از بعثت ہوئی حالانکہ یہ واقعہ ہجرت سے ایک سال پہلے کا ہے اور اس کے بارے

میں اہل علم کے درمیان اتفاق ہے

حالانکہ ان کا یہ کہنا سراسر غلط ہے کیونکہ اسراء و معراج کی تاریخ میں اہل علم کے درمیان بہت زیادہ اختلاف ہے، آئیے کچھ اقوال ملاحظہ کر لیجئے

۱۔ امام نووی اپنے فتاویٰ میں رقمطراز ہیں اسراء اعلان نبوت کے پانچویں یا چھٹے سال ہوا بعض نے کہا بارہویں سال، بعض نے ایک سال اور تین ماہ بعد کہا، اس کے علاوہ بھی اقوال موجود ہیں، ماہ ربیع الاول کی ستائیس رات تھی، یہ واقعہ دو دفعہ ہوا ایک دفعہ خواب میں جبکہ دوسری دفعہ بیداری میں

ورأى ﷺ ربّه سبحانه وتعالى ليلة الاسراء بعين رأسه هذا هو الصحيح الذى قاله ابن عباس واكثر الصحابة والعلماء اجمعين

شب معراج رسول اللہ ﷺ نے سر کی آنکھوں سے دیدار الہی کا شرف پایا یہی صحیح ہے اور یہ حضرت ابن عباس، اکثر صحابہ اور علماء امت کا موقف ہے

(فتاویٰ امام نووی، ۱۷: ۱۸۱)

نوٹ

حضرت امام نووی کی یہ عبارت بلکہ فتویٰ بھی ہماری تائید کر رہا ہے کہ حضور ﷺ کا سر کی آنکھوں سے دیدار الہی کا شرف پانا جمہور اور امت کی اکثریت کا موقف ہے جیسا کہ تفصیل کے ساتھ پہلے گزر چکا ہے

۲۔ امام ابن سعد نے حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت ام سلمہ، ابن عباس، سیدہ عائشہ

اور ام ہانی رضی اللہ عنہم سے نقل کیا، یہ واقعہ ہجرت سے ایک سال پہلے کا ہے

حضرت ابو بکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ سے ہے کہ یہ ہجرت سے اٹھارہ ماہ پہلے سترہ

رمضان کا واقعہ ہے،

(الطبقات، ۱: ۲۱۳)

۳۔ امام بیہقی نے، امام سدی کے حوالہ سے نقل کیا آپ ﷺ کی ہجرت سے سولہ ماہ پہلے شب معراج، بیت المقدس میں پانچ نمازیں فرض ہوئیں۔

(دلائل النبوة، ۲: ۱۰۷)

۴۔ شیخ ابن سید الناس نے امام زہری کے حوالہ سے لکھا یہ واقعہ اعلان ہجرت کے پانچویں سال کا ہے۔

(عیون الاثر، ۱: ۱۴۳)

۵۔ امام ابن کثیر نے ابن عساکر سے ادائل بعثت نقل کیا

(البدایہ، ۳: ۱۰۸)

۶۔ امام ابن اسحاق نے اعلان نبوت کے دس سال بعد کا واقعہ بیان کیا

(فتح الباری، ۷: ۲۱۳)

۷۔ قاضی عیاض لکھتے ہیں متعدد اہل علم نے اسے ایک سال قبل از ہجرت لکھا، بعض نے اس سے پہلے کا بھی قول کیا، اس کے بعد سیدہ کے قول ”آپ ﷺ کا جسد اطہر گم نہ پایا“ پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا معراج کے وقت تو سیدہ پیدا بھی نہیں ہوئی تھیں پھر تاریخ اسراء میں اختلاف ہے امام زہری اور ان کے موافقین کے مطابق اعلان نبوت کے ڈیڑھ سال بعد کا واقعہ ہے بعض نے پانچ سال قبل از ہجرت اور بعض نے ایک سال قبل از ہجرت کہا مختار پانچواں سال ہے

(الشفاء)

امام قسطلانی نے المواہب میں لکھا، امام قرطبی اور نووی نے اس قول

(المواہب)

(پانچواں سال) کو ترجیح دی ہے

اس وجہ سے حافظ ابن حجر عسقلانی نے ابن حزم کا رد کرتے ہوئے لکھا

وبالغ ابن حزم فنقل الا جماع فیہ

ابن حزم نے مبالغہ کرتے ہوئے اس پر

اجماع نقل کر دیا اور یہ باطل ہے کیونکہ

وهو مردود فان فی ذلک

اختلافاً کثیر ایزید علی عشرة اس میں تو دس سے زیادہ اقوال موجود
اقوال (فتح الباری، ۷: ۲۱۳) ہیں

یاد رہے ممکن ہے اس اختلاف کی وجہ ابتدا بعثت یا تاریخ ہجرت کی وجہ سے کہ وہ ربیع الاول میں
تھی یا محرم میں اس طرح بھی ممکن ہے ابتدا وحی کی تاریخ میں اختلاف کی وجہ سے ہو بعض نے
روایاً صادقہ سے ابتدا کی ہو اور بعض نے نزول قرآن سے

ثانیاً سابقہ گفتگو سے اشکار یہی ہو رہا ہے کہ یہ اختلاف موجود ہے کہ اسراء و معراج ایک دفعہ
ہے یا متعدد دفعہ اہل علم کی ایک جماعت کا موقف ہے یہ واقعہ ایک دفعہ خواب میں ہوا تاکہ
استعداد و مشق اور تیاری کا کام دے اور پھر دوسری دفعہ بیداری میں ہوا جیسا کہ پیچھے امام نووی
کے حوالہ سے گزرا

حافظ ابن کثیر البدایہ میں ایک نوٹ کے تحت لکھتے ہیں

واقعہ اسراء جو بعد میں ہوا اس کا پہلے وقوع خواب میں ہو، ہم اس کے منکر نہیں کیونکہ
آپ کے بارے میں ہے جو آپ ﷺ بصورت خواب دیکھتے وہ مثل صبح ظہور پذیر ہو جاتا
جیسا کہ وحی کے بارے میں ہے ابتدا خواب سے ہوئی پھر بیداری میں قرآن کا نزول شروع ہوا
یہ تمام اس لیے تھا کہ بچپن میں آپ سے معجزات اور اہصات، کا ظہور ہو اور آپ کو استقامت
پختگی اور مانوسیت حاصل ہو جائے
(البدایہ، ۳: ۱۱۴)

پھر تفسیر میں لکھتے ہیں

اہل علم کا اختلاف ہے کیا اسراء بدن و روح دونوں کو ہوئی یا فقط روح کو، اہل علم کی

اکثریت اس پر ہے کہ دونوں کو بیداری کی حالت میں معراج ہوئی نہ کہ خواب میں لیکن وہ اس کا
انکار نہیں کرتے کہ پہلے آپ نے خواب میں، کی اور بعد میں حالت بیداری میں (ممکن ہے
دونوں حاصل ہوں
(تفسیر ابن کثیر، ۳: ۲۳)

امام ابو بکر بن العربی، سہیلی، ابن سید الناس، شارح بخاری شیخ مہلب اور بہت بڑی جماعت علمائے اس قول کی تائید کی ہے، امام ابن العربی فرماتے ہیں

ان ذلك كله كان مرتين مرة
 في المنام تو طنة و اخرى في
 اليقظة
 یہ دو دفعہ ہوا ایک دفعہ خواب میں بطور
 تیاری جبکہ دوسری دفعہ بیداری کے عالم
 نومیں ہوا

(العجالة السنية، ۱۷)

شیخ مہلب نے شرح بخاری میں جماعت علماء سے نقل کیا اسراء دو دفعہ ہے

مرة في نومه ومرة في يقظته
 بید نہ ﷺ

امام سہیلی یہ اقوال نقل کر کے لکھتے ہیں

هذا القول هو الذي يصح وبه تنفق
 معاني الاخبار
 اسی قول کو صحیح قرار دینا چاہیے اور اس سے
 تمام روایات میں تطبیق و موافقت ہو جاتی

ہے (الروض الانف، ۳: ۲۵۸)

امام زرقانی نے امام ابو نصر بن قشیری سے نقل کیا، ان سے پہلے شیخ ابوسعید نے شرف المصطفیٰ میں کہا

كان للنبي ﷺ معاريج منها ما كان

في اليقظة ومنها ما كان في المنام

(شرح المواهب، ۶: ۵)

حضور ﷺ کے متعدد معراج ہیں کچھ
 حالت بیداری میں اور کچھ حالت
 خواب میں

امام طیبی لکھتے ہیں

اگر کوئی سوال اٹھائے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضرت مالک بن صعصعة

سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں معراج کی رات حطیم میں تھا جبکہ حدیث ابو ذر میں ہے میرے گھر کی چھت پھاڑی گئی تو یہ تضاد ہے

اس کا جواب یہ ہے رسول اللہ ﷺ کو معراج دو دفعہ ہوئی ایک حالت بیداری میں جو حضرت مالک سے مروی ہے اور حالت نیند میں جس کا تذکرہ دوسری روایت میں ہے (الکاشف)

حافظ ابن حجر عسقلانی کا میلان بھی اس طرف ہے، امام ابو شامہ نے معراج پر مستقل کتاب لکھی ہے جس میں انھوں نے اسی موقف کو اختیار کیا ہے

اہم نوٹ

لیکن یہ بات واضح رہے کہ جمہور محدثین، فقہاء اور متکلمین کے ہاں صحیح ثابت امر یہی ہے کہ اسراء و معراج ایک ہی دفعہ اور ایک ہی رات، بدن اور روح دونوں کے ساتھ، مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک اور وہاں سے لامکاں تک ہوئی

حاشا

یہاں شیخ ابن حزم کے اس دعویٰ کی تردید بھی ضروری ہے کہ اس روایت کے راوی فقط شریک ہیں جو قابل قبول نہیں حالانکہ یہ دعویٰ بھی ان وجوہ کی بنا پر مردود ہے

۱۔ امام ابو الفضل بن طاہر مقدسی لکھتے ہیں

کہ ایسی بات ابن حزم سے پہلے شریک کے بارے میں کسی نے نہیں کہی بلکہ ائمہ جرح و تعدیل نے ان کی توثیق کرتے ہوئے انھیں نہ صرف قبول کیا بلکہ اپنی تصانیف میں ان کی روایت ذکر کی اور انھیں حجت سمجھا، امام عبداللہ بن احمد و رقی، عثمان دارمی اور عباس دوری نے امام یحییٰ بن معین سے ان کے بارے میں نقل کیا ان سے روایت لینے میں کوئی حرج نہیں

امام ابن عدی کہتے ہیں یہ اہل مدینہ میں مشہور ہیں ان سے امام مالک اور دیگر ثقہ لوگوں نے روایت لی ہے جب ان سے کوئی ثقہ روایت کرے تو بلا تامل قبول کیا جائے ہاں اگر ان سے کوئی ضعیف روایت کرے تو پھر معاملہ اور ہے

اس کے بعد شیخ ابن طاہر کہتے ہیں زیر بحث روایت کا معاملہ تو یہ ہے

وحدیثہ ہذا رواہ عنہ ثقہ وھو کہ اسے تو ثقہ نے ان سے روایت کیا ہے

سلیمان بن بلال اور وہ سلیمان بن بلال ہیں

اور فرماتے ہیں اگر ہم قبل ان یوحی الیہ (معراج نزول وحی سے پہلے

ہوئی) میں ان کا تفر دمان بھی لیں تو اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ تمام روایت کونہ مانا جائے

فوھم الشقۃ موضع من الحدیث کیونکہ اگر ثقہ کو حدیث کے کسی حصہ میں دھم

لا یسقط جمیع الحدیث ولا سیما ہو جائے تو اس سے تمام حدیث ساقط نہیں

اذا کان الوھم لا یستلزم ارتکاب ہو جاتی خصوصاً جب اس کے ملنے سے

محذور کسی ممنوع کا ارتکاب بھی نہ رہا ہو

اگر اس ضابطہ سے ہم ہٹ جائیں تو پھر ائمہ کی ایک پوری جماعت کی روایات

کو ترک کرنا پڑ جائے گا ممکن ہے وہ بعد ان اوحی الیہ (معراج بعد از نزول وحی ہوئی) کہنا

چاہ رہے تھے لیکن بعد کی جگہ لفظ قبل کہہ گئے (فتح الباری، ۱۳)

۲۔ امام خطابی، ابن حزم، عبدالحق اور نووی کا دعویٰ کہ شریک متفرد ہیں، بھی درست نہیں

حافظ ابن حجر ان کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں

فی دعویٰ التفرد نظر فقد وافقہ ان کے دعویٰ تفر د پر اعتراض ہے کیونکہ

کثیر بن خنیس عن انس کما حدیث شریک کی کثیر بن خنیس نے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت اخر جہ سعید بن یحییٰ بن سعید

الاموی فی کتاب المغازی من سے موافقت کی ہے جسے سعید بن مسیحی
طریقہ (فتح الباری، ۱۳۰)

اپنی سند سے نقل کیا ہے

بلکہ امام ابن مردویہ نے تفسیر میں اس موافقت کو نقل کیا ہے۔ (الدر المنثور، ۳: ۱۳۹)

رابعاً

شیخ ابن حزم کا یہ کہنا اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ معراج اور پانچ نمازوں کی
فریضت قبل از بعثت ہو گئی تھی جو درست نہیں

اس کے جواب میں گزارش ہے کہ یہ ان کا اس روایت سے اپنا استنباط اور فہم ہے
اس کی تردید خود اس روایت کے الفاظ بھی کر رہے ہیں کیونکہ اس میں بعثت کی تصریح موجود ہے
پھر دیگر روایات میں تطبیق دیتے ہوئے جو کچھ محدثین نے کہا وہ بھی ان کے موقف کا رد ہے
آئیے الفاظ حدیث پر غور کرتے ہیں، فرشتوں نے پوچھا جبریل تیرے ساتھ کون ہے
کہا میرے ساتھ محمد ہیں پوچھا وقد بعثت؟ انہیں مبعوث کیا گیا ہے؟ کہا ہاں! فرشتوں نے
مرحبا کہا یہ سوال و جواب ہر آسمان پر ہوا جو واضح کر رہا ہے کہ معراج اور نمازوں کی فریضت بعد
از بعثت ہے لہذا ابن حزم کا طعن ختم ہو جاتا ہے

رہا یہ سوال کہ ”قبل ان یوحی الیہ“ اور ”وقد بعثت“ میں تعارض ہے کیونکہ
پہلے جملہ میں قبل از بعثت اور بعد کے جملہ میں بعد کا ذکر ہے یہ تعارض بھی ختم ہو سکتا ہے کیونکہ یہ
تعارض تب ہے جب انھیں اپنے ظاہر پر محمول رکھا جائے جیسے کہ منامی معراج والوں نے کہا
حالانکہ یہ قول جمہور محدثین، فقہاء اور متکلمین کے مخالف ہے لہذا ایسی تاویل ضروری ہے جس
سے دونوں میں موافقت ہو جائے، ضابطہ بھی یہی ہے جہاں تک ہو سکے متعارض نصوص میں
تطبیق پیدا کی جائے اگر تطبیق نہ ہو سکے تو پھر کسی کو ضابطہ کے مطابق ترجیح دی جائے البتہ دلیل

قاطع کے بغیر کسی بھی نص کو ترک کر دینا ہرگز درست نہیں ہوتا کیونکہ کس نص پر عمل دوسری نص سے اولیٰ نہیں ہو سکتا

زیر بحث معاملہ میں دونوں کے درمیان اجتماع ہو سکتا ہے آئیے تطبیق دیتے ہیں ہم یہ کہتے ہیں کہ نزول وحی سے پہلے یعنی قبل از بعثت تین فرشتے آپ ﷺ کے پاس آئے تھے اور چلے گئے پھر وہ دوسری دفعہ بعثت کے بعد آئے اور معراج اس دوسری آمد کے بعد ہوئی متفقہ روایات میں ہے کہ وحی کی ابتدا خواب کی صورت میں شروع ہوئی پھر عارحرا میں حضرت جبریل امین بیداری کی حالت میں آئے اس طرح حضور ﷺ نے فرمایا میرے پاس فرشتے آئے اور میں سویا ہوا تھا پھر وہ چلے گئے اس کے بعد وہ دوبارہ آئے اور یہ وقت اور تھا تو اب تعارض و تضاد کہاں رہ گیا، روایت کا متن دیکھیں تو جب وہ پہلی رات آئے تو محض تعارف حاصل کیا

ان میں سے پہلے نے پوچھا ان میں کون ہیں
فقال اولہم ایہم ہو؟ فقال
اوسطہم ہو خیر ہم فقال احدہم
خذوا خیرہم
ان میں سے بہتر ہے ایک نے کہا ان سے کون ہیں
؟ بتایا درمیان والے جو ان سے بہتر ہے ایک
نے کہا ان سے بہتر ہے ایک نے کہا ان سے
بہتر ہے ایک نے کہا ان سے بہتر کولو

”فلم یرہم حتی اتوہ لیلة اخری“ پھر آپ نے انھیں نہ دیکھا حتیٰ کہ کسی دوسری رات میں پھر آئے

اب یہاں کیسے کہا جا سکتا ہے کہ معراج قبل از بعثت ہوئی اس رات تو سوائے

گفتگو کے کچھ بھی نہ ہوا، حافظ ابن حجر عسقلانی ان الفاظ پر لکھتے ہیں

(فلم یرہم) ای بعد ذلک (حتی) پھر آپ نے انھیں نہ دیکھا یعنی اس کے بعد
اتوہ لیلة اخری) ولم یعین المدة (حتی کہ وہ دوسری رات آپ

التى بين المجيئين فيحمل على ان
المجئى الثانى كان بعد ان اوحى
اليه وحينئذ وقع الاسراء والمعراج
التي بين المجيئين فيحمل على ان
المجئى الثانى كان بعد ان اوحى
اليه وحينئذ وقع الاسراء والمعراج
وقت معراج ہوئی

آگے لکھتے ہیں

واذا كان بين المجيئين مدة فلا فرق
فى ذلك بين ان تكون تلك المدة
ليلة واحدة اوليا لى كثيرة او عدة
سنين ولهذا ترفع الاشكال عن
رواية شريك ويحصل به الوفاق ان
الاسراء فى اليقظة بعد البعثة وقبل
الهجرة

جب دونوں آدموں کے درمیان مدت ہے تو
اب کیا فرق پڑتا ہے وہ ایک رات کی بھی ہو
سکتی ہے اور کثیر راتیں بلکہ کئی سال بھی ہو
سکتی ہے اس سے روایت شریک پر وارد
اعتراض ختم اور دیگر کے ساتھ موافقت
ثابت کہ معراج بیداری میں بعد از بعثت
اور قبل از ہجرت ہی ہوئی ہے

لہذا امام خطابی اور ابن حزم وغیرہ کا یہ دعویٰ کہ شریک نے اجماع کی مخالفت کرتے ہوئے
معراج کو قبل از بعثت قرار دیا ہے، غلط ثابت ہو گیا

بعض شارحین نے کہا جن دو راتوں میں ملائکہ آئے ان کے درمیان سات یا آٹھ
یا نو یا دس یا تیرہ کا فاصلہ ہے اس سے مراد سال لئے جائیں نہ کہ راتیں، شیخ ابن قیم نے اس
حدیث کے تحت اس پر جزم کیا ہے معراج بعد از بعثت پر قوی دلیل اس حدیث کے یہ الفاظ ہیں
پس جبریل امین نے فرشتوں نے پوچھا ابعث کیا آپ کو مبعوث کیا گیا ہے؟ انھوں نے
جواباً کہا ہاں! یہ واضح کر رہے ہیں کہ معراج بعد از بعثت ہوئی لہذا الفاظ میں ہماری تاویل
ہی یقینی ٹھہری۔

(فتح الباری، ۱۳)

بلکہ اس حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں ”فاوحى الله فيما اوحى خمسين

“صلاة” (اللہ تعالیٰ نے جو مجھ پر وحی فرمائی اس میں پچاس نمازیں بھی تھیں) اور نمازوں کی فرضیت قبل از بعثت نہیں بلکہ ان کی فرضیت شب معراج میں ہوئی یہ اجماع ہے تو اس مفہوم کی بنا پر نصوص میں موافقت ہو جائے گی اور حضرت شریک بھی منفرد نہ رہے

خامساً

اس روایت میں الفاظ ہیں ”وهو نائم في المسجد الحرام“ (آپ مسجد حرام میں نیند فرما رہے تھے) اس سے بعض نے استنتاج کیا کہ یہ الفاظ بتا رہے ہیں معراج حالت نیند میں ہوئی اور یہ یقیناً حضرت شریک کا تفرد ہے

جو اباً عرض ہے ان کا تفرد نہیں بلکہ اس میں تو ان کے ساتھ بڑے بڑے ثقہ شامل ہیں مثلاً

۱۔ حضرت قتادہ بیان کرتے ہیں ہمیں حضرت انس بن مالک نے انھیں حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ نے بتایا حضور ﷺ نے فرمایا میں بیت کے پاس نوم و بیداری کے درمیان تھا

بخاری کے الفاظ ہیں معراج کی شب

انا في الحطيم مضطجعاً
میں حطیم میں لیٹا ہوا تھا

(صحیح البخاری، کتاب بد الخلق)

۲۔ امام بیہقی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن عساکر نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

انا نائم عشاء بالمسجد الحرام
میں رات کو مسجد حرام میں سویا ہوا تھا کہ

اذا اتانى آت فابقظنى
آنے والا آیا ار اس نے بیدار کیا اور

فاستيقظت (دلائل النبوة، ۲: ۱۳۶)

(الدر المنثور، ۴: ۱۴۲)

میں بیدار ہو گیا

۳۔ امام ابن اسحاق، ابن سعد، ابن عساکر اور بیہقی نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے نقل کیا حضور ﷺ معراج پر ہمارے گھر سے تشریف لے گئے

نام عندنا تلک اللیلۃ صلی العشاء اس رات آپ ﷺ ہمارے ہاں
ثم نام فلما کان قبل الفجر انبہناہ سوئے، آپ عشاء پڑھ کر آرام
للصبح فقام فلما صلی الصبح قال فرما ہوئے۔ فجر سے پہلے نماز صبح کے
(الطبقات الکبریٰ، ۱: ۲۱۳)
لئے آپ بیدار ہوئے نماز ادا کی اور
پھر معراج کی تفصیل بیان کی
(عیون الاثر، ۱: ۱۳)

امام ابو یعلیٰ، ابن عساکر اور ابن سید الناس نے بھی اس طرح کی روایت نقل کی

۴۔ امام ابن اسحاق، ابن جریر اور ابن منذر نے امام حسن بصری سے مرسل نقل کیا رسول ﷺ نے فرمایا

انا نائم فی الحجر جاء نبی جبریل میں سویا تھا جبریل امین آئے اور انھوں
علیہ السلام فو کز بین کتفی نے کا ندھے پکڑ کر مجھے بیدار کیا
(دلایل النبوة، ۲: ۱۱۹)

ان تمام روایات سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ یہاں مراد ابتدائی حالت ہے یعنی آپ ﷺ آرام فرماتے، حضرت جبریل علیہ السلام نے آکر بیدار کیا پھر بیداری میں معراج ہوا آپ قبل از فجر واپس تشریف لا کر آرام فرما ہو گئے جب صبح ہوئی تو واقعہ معراج سے لوگوں کو آگاہ کیا۔
کچھ لوگوں کی رائے

بعض لوگوں نے روایت شریک سے حالت خواب میں معراج پر استدلال کیا ہے ان میں امام ابو محمد حسین بغوی بھی ہیں، انھوں نے مذکور اعتراض کے جواب میں کہا ہے درست نہیں کیونکہ اس میں حالت خواب میں معراج کا تذکرہ ہے اور وہ قبل از وحی ہی ہے کیونکہ

حدیث کے آخری الفاظ ہیں ”فاسقیظ وهو بالمسجد الحرام“ (آپ ﷺ بیدار ہوئے تو مسجد حرام میں تھے البتہ بعد از بعثت بیداری میں معراج ہوئی جیسا کہ فتح مکہ کی، پہلے سال خواب کی صورت میں اور عملاً آٹھویں سال میں ہوئی لیکن ان کا یہ کہنا کہ قبل از وحی ہے درست نہیں کیونکہ حدیث میں الفاظ ہے قد بعث؟ قال نعم جیسا کہ پہلے گزرا ہے لہذا لفظ نائم کو ابتدائی حالت پر ہی محمول کرنا چاہئے پھر جب جبریل امین نے آپ کو بیدار کیا تو پھر تمام مراحل میں بیداری رہی ورنہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو جماعت کروانا حالت نیند میں کیسے معقول ہوگا؟ پھر تو ملاء اعلیٰ کے تمام معاملات، خصوصی وحی کا حصول اور حضرت موسیٰ کا بار بار واپس لوٹنا نا بھی حالت نیند میں ہی ہوگا؟

پھر یہ بھی ذہن میں رہے آیات قرآنی سے واضح ہے کہ معراج رات کے کچھ حصہ میں ہوئی نہ کہ تمام رات قاضی عیاض لکھتے ہیں احادیث میں جو الفاظ آئے ہیں بین النائم والیقظان، وهو نائم، ثم اسقیظت ان میں منامی معراج والوں کے لئے دلیل نہیں، ممکن ہے جب فرشتہ آیا اس وقت یہ کیفیت تھی یا جب معراج شروع ہوئی اس وقت یہ حال تھا

لیس فی الحدیث انه كان نائمًا فی حدیث میں اس پر کوئی دلیل نہیں کہ آپ ﷺ تمام واقعہ میں حالت نیند میں تھے

القضية کلها

آخری الفاظ ”ثم استقیظت وانا فی المسجد الحرام“ تو یہاں بمعنی اصبحت ہو یعنی گھر پہنچنے کے بعد سونے سے بیدار ہوا، اس پر دلیل ہے کہ معراج تمام رات نہ تھی، دوسرا مفہوم یہ ہو سکتا ہے

مما كان غمره من عجائب ما طالع من
ارضی کا مشاہدہ کیا اور ملا اعلیٰ اور آیات
الہیہ کو دیکھا اس کی وجہ سے ابھی اس
ملکوت السموات والارض وخامنی
باطنه من مشاهد الملاء الاعلیٰ

ومارأى من آيات ربه الكبرى فلم يستفق ويرجع الى حال البشرية الا وهو بالمسجد الحرام

مستی سے افاقہ نہ ہوا تھا، جب آپ اس حالت سے حالت بشری کی طرف لوٹے تو مسجد حرام میں تھے

تیسرا مفہوم یہ ہو سکتا ہے یہاں نوم سے لینا مراد ہوا اس معنی کی تائید امام عبد بن حمید والی وایت کر رہی ہے جوہام سے نقل کی ہے

بينما انا مضطجع اس وقت میں لیٹا ہوا تھا

شیخ ہد نے یہی الفاظ نقل کیے ہیں ایک روایت میں ہے

بين النائم واليقظان میں نیند کرنے والے اور بیداری کی

درمیانی کیفیت میں تھا

چونکہ غالباً سونے کی ہی حالت ہوتی ہے لہذا اسے نائم کے ساتھ تعبیر کر دیا

(الشفاء مع شرح علی قاری، ۱: ۴۱۲)

امام حسن بصری کی روایت

پچھے امام حسن بصری سے مرسل روایت گزری اس کی تفصیل ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں حجر کے پاس سویا تھا جبریل نے مجھے قدم ہلا کر بیدار کیا میں بیٹھ گیا مجھے کچھ دکھائی نہ دیا میں پھر لیٹ گیا دوبارہ انھوں نے بیدار کیا میں بیٹھ گیا مگر کوئی دکھائی نہ دیا، میں پھر لیٹ گیا تیسری دفعہ انھوں نے مجھے بیدار کیا میں اٹھا تو انھوں نے میرا بازو پکڑ لیا تو میں ان کے ساتھ چلا

(سیرت ابن ہشام)

اس روایت سے بات آشکار ہو جاتی ہے کہ یہ ابتدائی حالت کا بیان ہے نہ کہ دائمی نیند کا۔

۴۔ ایک اور مفہوم

بعض محدثین نے "استفیط وهو فی المسجد الحرام" کا ایک اور

خوبصورت مفہوم بیان کیا جب آدمی کسی کی طرف کاملاً اس طرح متوجہ ہو کہ کسی دوسرے کام کی طرف توجہ ہی نہ ہو تو جب وہ دوسری طرف متوجہ ہو تو اس کے لئے ”استیقبظ“ کا لفظ بولا جاتا ہے یعنی آپ ﷺ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہوئے اور اس کا یہ معنی حدیث پاک میں بھی موجود ہیں حافظ ابن کثیر اس کی تائید میں یہ حدیث لائے حضرت ابواسید اپنے بچے کو گڑتی دلانے کے لئے آپ ﷺ کی خدمت میں لائے، اسے آپ کی ران مبارک پر بٹھایا آپ ﷺ لوگوں کے ساتھ گفتگو میں مشغول تھے، حضرت ابوسعید نے بچے کو اٹھالیا

ثم استقبظ رسول الله ﷺ فلم يجده الصبي فسأل عنه

بچہ کہاں ہے؟

(البدایہ، ۳، ۱۴)

اس تمام گفتگو سے واضح ہو گیا حضرت شریک اس میں متفرد ہرگز نہیں
سادساً۔ بوقت معراج شق صدر

اس روایت پر یہ اعتراض بھی ہے کہ دیگر روایات میں اس موقع پر شق صدر کا ذکر نہیں جب کہ اس میں ہے یہ سوال قاضی عیاض نے بھی اٹھایا

وهذا انما كان وهو صبي وقبله
وهذا انما كان وهو صبي وقبله

یہ تو بچپن میں اور نزول وحی سے پہلے کا
معاملہ ہے (الشفاء)

یعنی صرف دو اوقات میں شق صدر ہوا، حالانکہ ثقہ راویوں نے صحابہ سے اس موقع پر بھی اس کا تذکرہ کیا ہے مثلاً

۱۔ امام زہری نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نقل کیا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمارے گھر کی چھت پھاڑ کر جبرائیل آئے

فخرج صدري ثم غسله بماء زم زم
انہوں نے میرا سینہ شق کیا پھر اسے زم زم سے غسل دیا

(بخاری و مسلم)

۲۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضرت مالک بن صعصعہ سے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں بیت اللہ کے پاس نیند اور بیداری کی درمیانی کیفیت میں تھا، میرے پاس ایمان و حکمت سے بھرا ہوا سونے کا تھال لایا گیا فشق من النحر الی مرق البطن

(بخاری و مسلم)

۳۔ امام احمد نے زہری سے نقل کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کیا کرتے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں مکہ میں تھا میرے گھر کی چھت پھاڑ کر جبرائیل آئے

اور انہوں نے میرا سینہ چاک کیا

فخرج صدری

(مسند احمد، ۵: ۱۲۳)

اسے عبداللہ بن احمد نے زوائد مسند میں بھی ذکر کیا اور اس کے تمام راوی، رواۃ صحیح ہیں (مجمع الزوائد، ۱: ۱۶۵)

بلکہ قاضی عیاض نے روایت شریک پر اگرچہ طعن کیا لیکن حضرت ثابت بنانی کی روایات پر اعتماد کیا جو انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کی، حالانکہ حضرت ثابت نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے ارشاد فرمایا

فانطلقوا بی الی زم فشرح عن فرشتے مجھے زم زم کے پاس لائے پھر میرا

سینہ کھولا گیا

(مسلم، باب الاسراء)

صدری

امام ہزار، ابو یعلیٰ، ابن جریر، محمد بن نصر مروزی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ”سبحان الذی اسرى بعدہ“ کی تفسیر میں نقل کیا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام حضور ﷺ کے پاس حضرت میکائیل علیہم السلام کے ساتھ آئے جبرائیل علیہم السلام نے ان سے زم زم لانے کے لئے کہا تا کہ سینہ اقدس کو دھویا جائے

پھر آپ ﷺ کا سینہ اقدس چاک کیا

فشق عنہ بطنه فغسله ثلاث مرات

(تفسیر ابن کنیر، ۳: ۱۷۷) اور اسے تین دفعہ غسل دیا

(الدر المنثور، ۳: ۱۲۴)

حافظ عراقی نے اس انکار وطن کار ذکر کرتے ہوئے کہا

قد انكر وقوع الشق ليلة الاسراء
ابن حزم و عياض و ادعا ان ذلك
تخليط من شريك وليس كذلك
فقد ثبت في الصحيحين من غير
طريق شريك

شب معراج میں ابن حزم اور قاضی عیاض
نے شق صدر کا انکار کرتے ہوئے کہا، کہ یہ
شریک کا اختلاط ہے حالانکہ بات یوں نہیں
بخاری اور مسلم میں شریک کے علاوہ
راویوں سے بھی یہ ثابت ہے

(شرح الشفاء لعلی قاری، ۱: ۴۱۴)

شارح مسلم امام قرطبی فرماتے ہیں

لا يلتفت لا نكار الشق ليلة الاسراء
لان راو ته ثقات مشاهير

شب معراج انکار شق کی طرف توجہ نہ کی
جائے کیونکہ یہ بات مشہور ثقہ راویوں سے

(المفہم، ۱: ۳۸۳) منقول ہے

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں، قاضی عیاض نے راجح قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ

شق صدر بچپن میں حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہی ہوا تھا، لیکن امام سہیلی نے ان کا رد کیا
اور کہا، کہ یہ واقعہ دو دفعہ ہوا اور صواب بھی یہی ہے، امام طیا سی اور حارث نے مسانید میں سیدہ
عائشہ رضی اللہ عنہما سے نقل کیا، عارحرا میں جبرائیل علیہم السلام قرآنی وحی لے کر آئے
، وہاں دوسری دفعہ شق صدر ہوا، امام ابو نعیم نے لکھا، جب ۲۰ سال کی عمر میں حضرت عبدالمطلب
کے ساتھ سفر کیا تب بھی شق ہوا

(فتح الباری، ۱۰)

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں، بعض نے شب معراج شق صدر کا انکار کیا ہے مگر

ولا انكار في ذلك فقد تواردت - انکار درست نہیں کیونکہ اس کے بارے

الروایات (فتح الباری، ۷) میں روایات موجود ہیں
آسمانوں پر مقاماتِ انبیاء

اس روایت پر یہ اعتراض بھی ہوا کہ اس میں انبیاء کرام علیہم السلام کے جو مقامات ذکر ہوئے وہ دیگر روایات کے مخالف ہیں۔ کیونکہ ہر آسمان پر انبیاء تھے، حضرت ادریس علیہم السلام دوسرے پر تھے، حضرت ہارون علیہم السلام چوتھے، پر پانچویں کا نام یاد نہیں، چھٹے پر حضرت ابراہیم علیہ السلام جبکہ ساتویں پر حضرت موسیٰ علیہم السلام حالانکہ دیگر روایات میں ہے کہ پہلے پر حضرت آدم علیہم السلام، دوسرے پر حضرت یحییٰ علیہم السلام اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام تیسرے پر حضرت یوسف علیہم السلام، چوتھے پر حضرت ادریس علیہم السلام، پانچویں پر حضرت ہارون علیہم السلام، چھٹے پر حضرت موسیٰ علیہم السلام اور ساتویں پر حضرت ابراہیم علیہم السلام کا تذکرہ ملتا ہے۔ الغرض حضرت شریک اسے محفوظ نہ رکھ سکے

ان کی موافقت

جواباً گزارش ہے کہ متعدد دیگر روایوں نے اس عدم ضبط میں ان کی موافقت کی ہے

مثلاً

۱۔ بخاری و مسلم میں امام زہری نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ آسمانوں پہ آپ ﷺ نے حضرت آدم علیہم السلام، حضرت ادریس علیہم السلام، حضرت موسیٰ علیہم السلام، حضرت عیسیٰ علیہم السلام، اور حضرت ابراہیم علیہم السلام سے ملاقات کی۔ یہاں پر ان کے مقامات کا تذکرہ نہیں، ہاں! اتنا ہے کہ آسمان دنیا پر حضرت آدم علیہم السلام اور چھٹے پر حضرت ابراہیم علیہم السلام تھے۔ یہاں چھٹے پر حضرت ابراہیم علیہم السلام کا تذکرہ ہے جو روایت شریک ہے موافق ہے۔

۲۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے نقل کیا

ان ابراهيم في السادسة عند شجرة
 حضرت ابراهيم عليه السلام چھٹے آسمان
 پر طوبی کے درخت کے پاس تھے

(فتح الباری، ۱۱۰)

۳۔ امام نسائی نے یزید بن مالک سے انھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ آپ ﷺ کی آسمان دنیا پر حضرت آدم علیہ السلام سے، دوسرے پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام سے، پھر تیسرے پر حضرت یوسف علیہ السلام سے، چوتھے پر حضرت ہارون علیہ السلام، پانچویں پر حضرت ادريس علیہ السلام، چھٹے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں پر حضرت ابراهيم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

(سنن نسائی، باب فرض الصلاة)

آئمہ امت کی تحقیق

رہا سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا ساتویں آسمان پر ہونا جس پر روایت کے الفاظ ہیں
 وموسى في السابعة بفضل كلامه لله اور حضرت موسیٰ علیہم السلام اللہ تعالیٰ
 سے فضیلت کلام کی وجہ سے ساتویں
 آسمان پر تھے

اگر تو معراج متعدد مان لیے جائیں تو اشکال ختم ہو جاتا ہے اور اگر ایک ہی تسلیم کیا جائے، تو پھر آئمہ امت نے روایات معراج خصوصاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتویں اور حضرت ابراهيم علیہ السلام کے چھٹے آسمان پر ہونے کے درمیان خوبصورت تطبیق دی ہے
 امام نووی تطبیق دیتے ہوئے لکھتے ہیں اگر معراج ایک ہی دفعہ ہے

فلعله وجده في السادسة ثم ارتقى
 ممکن ہے حضرت ابراهيم علیہ السلام
 چھٹے آسمان پر تھے پھر وہ ساتویں آسمان
 ابراهيم ايضاً الى السابعة

(شرح مسلم، ۲: ۲۹) پر تشریف لے آئے

۲۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں ان کے درمیان موافقت ہو سکتی ہے کہ عروج کے وقت سیدنا موسیٰ علیہ السلام چھٹے پر اور ابراہیم علیہ السلام ساتویں پر ہوں جیسا کہ حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ سے ظاہر ہے اور واپسی و نزول کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام ساتویں پر ہوں، کیونکہ روایات میں فرضیت نماز کے حوالہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کچھ بھی منقول نہیں، ہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملتا ہے اور نزول میں ساتواں آسمان پہلے ہے ممکن ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں ہوں اور انہوں نے وہاں ہی نمازوں کے بارے میں آپ ﷺ سے گفتگو کی، یوں بھی ممکن ہے عروج کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام چھٹے پر تھے، پھر آپ ﷺ کے ساتھ ساتویں پر گئے کیونکہ کلام الہی کی وجہ سے انہیں یہ فضیلت حاصل ہے

و ظہرت فائدة ذالك في كلامه
مع المصطفى فيما يتعلق بامر الله
في الصلاة والعلم عند الله تعالى
خوب موقعه ملا والله اعلم
(فتح الباری، ۱۳)

جب روایات کے درمیان تطبیق ہے اور محدثین نے اسے تسلیم و بیان کر دیا ہے تو پھر

اس روایت کو چھوڑنے کا کیا معنی؟

ثامناً۔ سدرۃ المنتہیٰ کی جگہ

روایت شریک میں الفاظ ہیں، ساتویں آسمان کے بعد

ثم علاوه فوق ذلك بما لا يعلمه

پھر آپ ﷺ اس قدر اوپر گئے کہ

اسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، حتیٰ

الا الله حتى جاء سدرۃ المنتہیٰ

کہ مقام سدرہ آگیا

حالانکہ دیگر تمام روایات میں سدرہ ساتویں بلکہ بعض میں چھٹے آسمان پر ہے یعنی روایت شریک ان تمام کے خلاف ہے۔

ہم کچھ روایات سامنے لاتے ہیں پھر ان میں موافقت واضح کریں گے۔

۱۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے الفاظ نقل کئے ہیں

رفعت الی سدرۃ المنتھیٰ پھر مجھے سدرۃ المنتھیٰ کی طرف بلند کیا گیا

(بخاری و مسلم)

۲۔ امام ابن شہاب کہتے ہیں، مجھے ابن حزم نے بتایا کہ حضرت ابن عباس اور حضرت ابو حبابہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ثم عرج بی حتی ظہرت لمستوی اسمع فیہ صریف الاقلام

پھر مجھے بلند کیا گیا یہاں تک میں مقام مستوی میں پہنچا وہاں میں نے اقلام کی

آواز سنی

۳۔ حضرت ابن حزم اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے ہے آپ ﷺ نے فرمایا

ثم انطلق بی جبریل حتی تاتی سدرۃ المنتھیٰ

پھر مجھے جبریل لے کر چلے حتی کہ مقام سدرہ پر پہنچے

یہ الفاظ بھی نشاندہی کر رہے ہیں کہ مقام مستوی کے بعد سدرہ پر لے جایا گیا

۴۔ امام نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

پھر مجھے ساتویں آسمان کے اوپر لے جایا
گیا تو ہم سدرۃ پر پہنچے

ثم صعد بي فوق سبع سموات
فاتينا سدرۃ المنتهى
(سنن نسائی، باب فرض الصلاة)

اس روایت کے الفاظ میں شریک کی روایت سے بھی زیادہ صراحت ہے، کہ سدرہ،
سماوات سبع سے اوپر ہے

۵۔ ہاں! سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے،

انتهى به الى سدرۃ المنتهى وهى
فى السماء السادسة
(مسلم، کتاب الایمان)

جب رسول اللہ ﷺ مقام سدرۃ پر
پہنچے جو چھٹے آسمان پر ہے

آئیے جوابات کی طرف

جب روایات سامنے آگئیں تو اب جوابات سماعت کریں

۱۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں، ممکن ہے بیان کرنے میں تقدیم و تاخیر ہوگئی ہو
سدرۃ کا ذکر پہلے کے بجائے بعد میں ہو گیا پھر اصل یوں ہو

حتى جاء سدرۃ المنتهى ثم
علا به فوق ذلك بما لا يعلمه
الا الله

یہاں تک کہ مقام سدرہ آ گیا۔ پھر
استقر بلندی نصیب ہوئی جسے اللہ کے
سوا کوئی نہیں جان سکتا

(فتح الباری، ۱۳)

۲۔ ممکن ہے اس روایت شریک میں سدرہ کے اوپر والے حصہ کا بیان ہو اور بقیہ
ساتویں آسمان والی روایات میں اس کے نیچے کا ذکر ہو

(فتح الباری، ۱۳)

واقعة اگر ہم ان تمام روایات کو سامنے رکھیں اور ان کے الفاظ پر غور کریں تو

معاملہ آشکار ہو جاتا ہے

(۱) ثم علاہ فوق ذلك (۲) ثم صعد به فوق سبع سموات (۳) ثم رفعت الی سدرۃ المنتہیٰ (۴) ثم عرج بی حتیٰ ظہرت لمستوی (۵) ثم انطلق بی جبریل حتیٰ تاتی سدرۃ المنتہیٰ

ان تمام جملوں کے الفاظ واضح کر رہے ہیں آپ ﷺ ساتویں آسمان پر تھے، وہاں سے آپ کو سدرہ کے اوپر والے حصہ پر لے جایا گیا

لینظر الیہا من اعلاھا کما نظر الیہا
من اسفلہا فتکون نظرہ نظراً احاطة
تاکہ آپ کو اس کے اوپر کا مشاہدہ
کروایا جائے جیسا کہ نیچے والے حصہ
کا مشاہدہ کروایا، تاکہ آپ کا مشاہدہ
کامل ہو جائے

پھر ایک روایت کے الفاظ ہیں

ثم رفعت لی سدرۃ المنتہیٰ
پھر میرے لئے سدرۃ المنتہیٰ ظاہر کی
گئی

یاد رہے رفع، صعد، علا، عرج اور ظہر قریب المعنی الفاظ ہیں،

اب مفہوم یہ ہوا کہ آپ ﷺ کو بلند کیا اور تمام سدرہ، آپ کے سامنے لائی گئی تو اب سدرہ ساتویں آسمان پر ہی ہوئی نہ کہ اس کے اوپر

چھٹے اور ساتویں میں تطبیق

اب رہ جاتا ہے معاملہ چھٹے اور ساتویں کا تو یہاں محدثین نے تطبیق یوں دی کہ اس

کی جز اور اصل چھٹے پر اور ثنبنیاں اور شاخیں ساتویں پر ہیں (شرح نووی ۲۰۳)

حضرت ملا علی قاری نے دیگر روایات کو بھی سامنے رکھتے ہوئے یوں تطبیق دی

ان مبداها فی الارض ومعظمها فی
 السماء والسادسة وانتهاها ومحل
 اثمارها وغثيان انوارها فی السماء
 السابعة

اس کی اصل زمین میں، بڑا حصہ چھٹے
 آسمان پر اور اس کی انتہاء پھل اور
 انوار ساتویں پر ہے

(شرح الشفاء، ۱: ۳، ۳)

کیا اب واضح نہیں ہو جاتا کہ روایت شریک ہرگز دیگر روایات کے مخالف نہیں

تاسعاً۔ نیل و فرات کا مقام

ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ اس روایت میں نیل و فرات کا ذکر آسمان دنیا پر ہے جبکہ دیگر روایات
 میں ہے کہ میں جب سدہ پر پہنچا تو وہاں چار انہار جاری تھیں، دو باطنی اور دو ظاہری۔ نیل و
 فرات

یہاں بھی اہل علم نے تطبیق دے دی ہے

۱۔ حافظ ابن حجر عسقلانی موافقت دیتے ہوئے رقمطراز ہیں

ان اصل نبعمہما من تحت سدرۃ
 المنتہی، مقرہما فی السماء الدنیاء
 و ہنا ینزلان الی الارض

ان کا اصل سرچشمہ سدرۃ المنتہی کے نیچے
 ہے اور ان کی جائے قرار آسمان دنیا اور
 وہاں سے زمین پر بھی آتی ہیں

(فتح الباری، ۱۳)

۲۔ دوسرے مقام پر امام ابن دحیہ کے حوالہ سے نقل کیا کہ آپ ﷺ نے ان دونوں
 انہار کو سدہ کے پاس جنتی انہار کے ساتھ دیکھا اور آسمان دنیا پر بھی

و اراد بالعنصر امتیاز ہما بسماء

اس سے مراد آسمان دنیا پر ان کا امتیاز ہے

الدنیا (فتح الباری، ۷)

۳۔ امام بدرالدین عینی نے بھی یہی تطبیق دی ہے (عمدة القاری، ۱۷۲:۲۵)

خلاصہ یہ ہے کہ نیل و فرات ساتویں آسمان میں سدرۃ کی اصل سے نکلتی ہیں، پھر وہاں سے آسمان دنیا پر، وہاں سے زمین پر اترتی ہیں، گویا ایک روایت میں ان کی اصل اور روایات شریک میں ان کے مقر (بنہ کی جگہ) کا ذکر ہے

عاشراً۔ اپنے رب کی بارگاہ میں

اس روایت میں الفاظ ہیں کہ

فَعَلَا بِهِ إِلَى الْجَبَارِ فَقَالَ وَهُوَ مَكَانَهُ
يَا رَبِّ خَفِّفْ عَنَّا

آپ ﷺ اللہ کی بارگاہ میں پہنچے اور اس جگہ کہا، میرے رب! ہم پر تخفیف فرما۔

امام خطابی فرماتے ہیں، اس میں لفظ مکان کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے، جو ہرگز

مناسب نہیں

انما هو مكان النبي ﷺ في مقامه
الاول الذي قام فيه قبل هبوطه

مکان کی نسبت حضور ﷺ کی طرف ہونی چاہیے کہ اس مقام پر گئے جس پر واپسی سے پہلے تھے

اس کے جواب میں محدثین فرماتے ہیں، اس روایت میں بھی مکان کی نسبت حضور ﷺ کی طرف ہی ہے۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں

وهذا الاخير متعين و ليس في
السياق تصريح باضافة المكان الى
الله تعالى

یہاں آخری مفہوم (مکان نبی) ہی مراد ہے کیونکہ یہاں اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت پر کوئی تصریح موجود نہیں

ڈاکٹر خلیل ابراہیم ملاخاطر زید مجدہ نے اس تطبیق پر یوں دلیل بیان کی ہے کہ ”قال کا فاعل حضور ﷺ ہیں کیونکہ بلندی آپ کو ہی ملی تھی ”هو“ کا عطف ”قال“ میں ضمیر پر ہے، کیونکہ قریب وہی ہے لہذا اب عبارت یوں ہوگی

فعلا جبریل بالنبی الی الجبار فقال رسول الله ﷺ هو الی رسول الله فی مکانہ الذی وقف فیہ فی المرۃ الاولی التی خاطب و کلم فیہا ربہ عزوجل و ذلک لا نتقالہ من السماء السادسة الی ما فوق السماء السابعة فی المكان الذی خاطبہ فیہ و اوحی الیہ و هو فیہ

جبریل نے حضور ﷺ کو بارگاہ الہی کی طرف بلند کیا اور رسول اللہ ﷺ اس جگہ تشریف فرما ہوئے جس میں پہلی دفعہ تھے اور اللہ نے کلام اور مخاطبت کا شرف عطا کیا تھا۔ پھر چھٹے آسمان سے ساتویں آسمان پر اس جگہ جانا تھا جہاں مخاطبت اور وحی کا حصول ہوا تھا۔

(مکانة الصحیحین، ۴۴۴)

۱۱۔ حضرت موسیٰ کا پھر واپس جانے کا مشورہ

اس روایت میں ہے جب آخری دفعہ آپ ﷺ نے نمازوں میں کمی کا عرض کیا تو فرمان جاری ہوا یہ پانچ ہیں اب ہمارے ہاں قول میں تبدیلی نہیں۔ آپ ﷺ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو انھوں نے پھر واپس جانے کا کہا، حالانکہ دیگر روایات میں نہیں اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام، اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی کے بعد واپس کا مشورہ کیسے دے سکتے تھے؟ یہ اعتراض شیخ داؤدی نے کیا ہے۔

ہماری گذارشات درج ذیل ہیں

اولاً: حضرت شریک اس بات میں بھی منفر نہیں، جبکہ دیگر راویوں نے بھی یہ بات نقل کی

ہے مثلاً

۱۔ حضرت ثابت البنانی رضی اللہ عنہ، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے بتایا میں اپنے رب تعالیٰ اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا رہا، حتیٰ کہ فرمان ہوا اے محمد ﷺ!

انہن خمس صلوات کل یوم وليلة
قال فنزلت حتی انتہیت الی موسیٰ
فاخبرته فقال ارجع الی ربک فاسأله
التخفیف فقال رسول اللہ ﷺ فقلت
قد رجعت الی ربی حتی استحییت
منہ (مسلم، باب الاسراء)
اب مجھے حیا آتا ہے۔

یہ شب و روز میں پانچ نمازیں ہیں، میں
واپس لوٹ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
پاس آیا اور بتایا، وہ کہنے لگے کہ اپنے رب
کے پاس پھر جاؤ اور کمی کی درخواست کرو۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اتنی دفعہ گیا ہوں

۲۔ امام زہری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، میں نے واپس آ کر موسیٰ علیہ السلام کو بتایا، تو کہنے لگے اپنے رب کے حضور جا کر کمی کرواؤ، کیونکہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔

فراجعت ربی فقال ہی خمس و ہی
خمسون لا یبدل قول لدی قال
فرجعت الی موسیٰ فقال ارجع
ربک فقلت استحییت من ربی
(بخاری و مسلم)

میں اپنے رب کے حضور حاضر ہوا تو فرمایا یہ
پانچ ہیں اور یہ پچاس ہی ہیں میرے ہاں تو
ان کی تبدیلی نہیں، فرمایا میں لوٹ کر موسیٰ
علیہ السلام کے پاس آیا انھوں نے کہا،
واپس اپنے رب کے پاس جاؤ میں نے کہا

اب مجھے رب سے حیا آتی ہے

۳۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ، انھوں نے حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ پانچ کے بعد بھی واپسی کا مشورہ دیا

فاتیت موسیٰ فقال ما صنعت! قلت
جعلها خمساً فقال مثله قلت
فسلمت (بخاری و مسلم)

میں موسیٰ علیہم السلام کے پاس آیا انھوں
نے پوچھا کیا بنا میں نے بتایا پانچ کر دی گئی
ہیں انھوں نے پہلے کی طرح واپسی کا مشورہ
دیا تو میں نے انھیں (الوداعی) سلام کیا

۴۔ حضرت یزید بن ابی مالک نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، رسول اللہ
ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب کے ہاں حاضر ہو کر کمی کا عرض کیا تو فرمایا جب میں نے
آسمان اور زمین پیدا کی

فرضت علیک و علی امتک
خمسين صلاة خمس بخمسين فقم
بما انت و امتک فعرفت انها من
الله صری فرجعت الی موسیٰ فقال
ارجع فعرفت انها من الله صری فلم
ارجع
(سنن نسائی، باب فرض الصلاة)

تم پر اور تمہاری امت پر پچاس نمازیں فرض
کیں تو اب پانچ پچاس کا درجہ رکھتی ہیں
انھیں لے جاؤ اور ان کو تم بھی اور تمہاری
امت بھی بجالائے میں نے محسوس کیا اب
یہ اللہ کی طرف سے حتمی معاملہ ہے میں موسیٰ
علیہ السلام کی طرف لوٹا، وہ کہنے لگے تم
واپس جاؤ میں محسوس کر رہا تھا کہ یہ اللہ کی
طرف سے حتمی ہے لہذا میں واپس نہ گیا

جب اکثر روایات میں یہ الفاظ موجود ہیں تو اس روایت کا انفراد کیسے
رہا یہ اعتراض کہ جب رب نے حتماً فرما دیا تو پھر موسیٰ علیہ السلام نے واپسی کا
مشورہ کیوں دیا؟

تو اس کے جواب میں گزارش یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کامل توجہ حضور ﷺ کی امت
کیلئے تخفیف اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف تھی اور پھر ہر بار نمازوں میں مسلسل کمی بھی واقع ہو
رہی تھی، انکے ذہن میں بنی اسرائیل بھی تھے جو دو نمازیں بھی ادا نہیں کرتے تھے، ان چیزوں

کے پیش نظر انہوں نے پھر جانے کا کہا،

یہ بھی ممکن ہے کہ اس ذریعہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے اس عمل کا ازالہ کرنا چاہ رہے ہوں جو حضور ﷺ کے جاتے وقت ہوا تھا اور ان سے پوچھ بھی ہوئی تھی حضور ﷺ نے بتایا جب میں ان کے پاس سے گزرا تو وہ رو دیئے

قیل لہ ما یبیک قال ابکی لان
غلاما بعث بعدی یدخل الجنة من
اللہ اکثر ممن یدخلها من امتی

پوچھا گیا تم کیوں روئے ہو؟ عرض کیا، اس
لئے کہ ایک نوجوان کو میرے بعد مبعوث کیا
گیا مگر ان کی امت، میری امت سے زیادہ
تعداد میں جنت میں داخل ہوگی

بلکہ امام بزاز اور ظہری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

کان موسیٰ اشد ہم علی حین
مررت بہ وخیر ہم لی حین رجعت
الیہ (تفسیر ابن کثیر، ۱: ۲۰)

گزرتے وقت موسیٰ علیہ السلام مجھ پر سب
سے زیادہ رشک کر رہے تھے، مگر واپسی پر
سب سے زیادہ خیر چاہنے والے تھے

الغرض! یہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے سوال میں الحاج وزاری ہے جو اللہ
کی طرف سے مطلوب بھی ہے اس وجہ سے انہوں نے پھر جانے کا کہا

ایک اور وہم

بعض کا خیال ہے کہ اس وقت آپ ﷺ تنہا ہی آرام فرماتے تھے، حالانکہ حدیث شریک میں ہے
کہ وہاں آپ کے ساتھ کچھ اور بھی تھے اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں بھی حضرت شریک منفرد
نہیں، بلکہ ان کے موافق دیگر روایات موجود ہیں

۱۔ حضرت قتادہ نے حضرت انس سے انہوں نے حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ

سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

میں بیت کے پاس سونے اور بیداری کی
حالت یعنی دو آدمیوں کے درمیان تھا

بيننا عند البيت بين النائم
واليقظان يعني رجلاً بين رجلين
مسلم کے الفاظ ہیں

میں بیت کے پاس سونے اور بیداری
کے درمیان تھا میں نے کہنے والے کو یہ
کہتے ہوئے سنا یہ دو کے درمیان
تیسرے ہیں پاس آئے اور مجھے لے

بيننا عند البيت بين النائم
واليقظان اذا سمعت قائلاً يقول
احد الثلاثة بين الرجلين فاتيت
فانطلق بي

چلے

(البخاری، کتاب بد الخلق)

۲۔ حضرت میمون بن سیاہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، حضرت جبرائیل
ومیکائیل علیہما السلام آپ کے پاس آئے اور کہا، ان میں سے کون ہیں، اس وقت قریش کعبہ
کے ارد گرد سوئے تھے، کہنے لگے

امرنا بسيدهم ثم ذهبوا؟ ثم جاؤا
وهم ثلاثة فلقوه فقلبو فطهره
ہمیں ان کے سردار کے بارے میں حکم دیا
گیا ہے پھر وہ چلے گئے پھر آئے اور وہاں
تین افراد تھے (فتح الباری، ۱۳: ۴۸۰)

۳۔ امام ابن مردویہ نے کثیر بن خمیس سے، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے
نقل کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں مسجد میں سویا ہوا تھا تو میں نے تین آدمی دیکھے جو میری
طرف آئے، پہلے نے کہا یہ وہی ہیں اوسط نے کہا، ہاں آخری نے کہا!

خذوا سيد القوم ان میں سے سردار کو لے لو

(فتح الباری، ۱۳: ۴۸۰)

حافظ ابن حجر اس پر لکھتے ہیں یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ آپ لوگوں کے درمیان تھے
جن کی تعداد کم از کم دو تھی، اور روایات میں ملتا ہے کہ اس وقت آپ کے ساتھ آپ ﷺ کے چچا

حضرت حمزہ اور چچازاد بھائی حضرت جعفر بن ابی طالب ہوئے تھے (ایضاً)
لہذا معترض کا روایت پر اعتراض ختم ہو گیا، بلکہ روایت میں موجود الفاظ کی صحت واضح ہو گئی

۱۳۔ مخلوق سے مشابہت

اس مبارک حدیث کے ان الفاظ پر بھی اعتراض کیا جاتا ہے

ودنا الجبار رب العزة فتدلی حتی اور جب رب العزت قریب ہوا حتی کہ
کان منه قاب قوسین او ادنی فاوحی فاصلہ دو کمانوں یا اس سے بھی کم ہو گیا تو اللہ
الیہ فیما اوحی خمس صلاة نے وحی فرمائی جس میں پچاس نمازیں تھیں
امام خطابی کہتے ہیں، بخاری میں اس سے بڑھ کر ذوق پر گراں اور واضح طور پر عیب دار کوئی
روایت نہیں کیونکہ اس میں قرب کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے

فان الدنو یوجب تحدید المسافة قرب، مسافت کی تحدید کا سبب اور تدلی
الذی یوجب التشبیہ والتمثیل مخلوق کے ساتھ تشبیہ ثابت کر رہی ہے
بالمخلوق الذی تعلق من فوق الی کیونکہ اس کا معنی اوپر سے نیچے آنا ہے
اسفل

(الکرمانی علی البخاری، ۲۵: ۲۰۷)

اور دوسرا اس میں ”وہو مکانہ“ کے الفاظ بھی ہیں (الکرمانی علی البخاری، ۲۵: ۲۰۷)
انہوں نے جو اعتراضات اٹھائے ہیں وہ درج ذیل ہیں
۱۔ دنو سے مسافت کا تعین اور تدلی سے تشبیہ لازم آرہی ہیں
۲۔ اس روایت سے معراج خواب معلوم ہوتی ہے

۳۔ یہ روایت موقوف ہے مرفوع نہیں، یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ کا قول ہے، رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی نہیں

- ۴۔ حضرت شریک کثیر التفر وہیں اور یہ ان کی مناکیر میں سے ہے
 ۵۔ تدلی سے مراد حضرت جبریل کی تدلی ہے اور یہ روایت اس کے مخالف ہے
 ۶۔ صراحۃً کہیں بھی تدلی کی نسبت اللہ کی طرف ثابت نہیں

جوابات سنئے

۱۔ یہ حکم مرفوع میں ہے

یہ حکم مرفوع ہی میں ہے، ان کا اس روایت کو موقوف قرار دے کر ناقابل استدلال قرار دینا درست نہیں کیونکہ تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ صحابی کا غیر قیاسی قول حکم مرفوع میں ہوتا ہے کیونکہ ایسی بات وہ اپنی طرف سے نہیں کر سکتے، یا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی یا کسی اور صحابی سے سنی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی، زیادہ سے زیادہ یہ روایت مرسل صحابی ٹھہرے گی، اور یہ تمام کے ہاں بالاتفاق مقبول ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی (م۔ ۸۵۵) اعتراض کے جواب میں رقمطراز ہیں

وما نفاہ من ان انسالم یسند ہذہ
 القصة الی النبی ﷺ لا تاثیر لہ
 فادنی امرہ فیما ان یکون مرسل
 صحابی فاما ان یکون تلقاھا
 عن النبی ﷺ او عن صحابی
 فاما ان یکون تلقاھا عنہ و مثل
 ما اشتملت علیہ لا یقال بالرائی

یہ اعتراض کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کی نسبت رسول اللہ ﷺ سے نہیں کی، اس کا کوئی وزن نہیں، اسے کم سے کم بھی درجہ دیا جائے تو مرسل صحابی ہے، یا تو انہوں نے حضور علیہ السلام سے سنی، یا کسی صحابی سے جنہوں نے حضور علیہ السلام سے سنا، اس میں بیان شدہ بات قیاسی نہیں تو یہ حکم رفع میں ہوگی

فیكون لها حکم الرفع

اور اگر ان کا اعتراض مان لیا جائے اور ایسی روایات کو حکم رفع میں تسلیم نہ کیا جائے

وہو خلاف عمل المحدثین قاطبہ
لہذا ان کا یہ اعتراض باطل ہے

فما قل احوالہ الا رسال والمرسل من
الصحابی یستدل عند عامۃ الحدیث
والفقہ کما ان ہذا مما لا مجال
للرائی فیہ فہو محمول علی الرفع
حکماً ایضاً عند عامۃ اہل العلم
بالحدیث فتعلیل الخطابی بذلک
مردود واللہ اعلم

کم از کم اس کا حال ارسال ہے اور تمام
محدثین اور فقہاء کے ہاں مرسل صحابی مقبول
ہے، جیسا کہ اصول ہے کہ صحابی کا غیر قیاسی
قول علماء محدثین کے ہاں مرفوع کے حکم میں
ہوتا ہے لہذا خطاب کی یہ بیان کردہ علت
مردود ہے واللہ اعلم

(فتح الباری، ۱۳: ۳۸۳)

۲۔ معراج منامی کا اس سے ثبوت نہیں ہوتا

ان کا یہ دعویٰ بھی درست نہیں کہ اس روایت سے معراج منامی کا اثبات
ہوتا ہے، کیونکہ انہیں ”وہو نائم فی المسجد“ سے مغالطہ ہوا ہے حالانکہ اس سے ابتدائی
حالت مراد ہے۔ اس کے بعد جبریل امین نے براق پر سوار کیا وہاں سے لے کر مکہ واپسی تک
بیداری میں سفر ہوا اس کے بعد آپ آرام فرما ہوئے، پھر بیدار ہو کر لوگوں کو اطلاع دی۔ یا اس
کا معنی یہ ہے

افاق من شغل بالہ وفکرہ وحالہ
آپ ﷺ کا دل فکر اور حال میں اپنی
مشغولیت سے فارغ ہوا
اس پر تفصیلی گفتگو پہلے گزر چکی ہے

۳۔ موافق شواہد موجود ہیں

حضرت شریک کو اس میں متفرد قرار دینا بھی درست نہیں، پہلے شیخ ابن حزم کے اعتراض پر جو گفتگو آئی تھی اسے ملاحظہ کریں، وہاں ہم نے کثیر بن حمیس والی روایت ذکر کی ہے، اس کے الفاظ ہیں

فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی اور قرب ہوا حتی کہ دو کمانوں یا اس سے بھی
فاوحی الی عبدہ ما اوحی ففر من کم فاصلہ رہ گیا اور اس نے اپنے **کامل**
علی و علی امتی خمسين صلاة بندے پر وحی کی جو کرنا تھی، مجھ پر اور میری
امت پر پچاس نمازیں لازم کیں

امام ابن جریر طبری نے اس کے دیگر ستابع بھی نقل کیے ہیں ملاحظہ کیجئے
حضرت میمون بن سیاہ کے حوالہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا
لندن اربک عزوجل فکان قاب تمہارا رب عزوجل قریب ہوا حتی کہ فاصلہ
قوسین او ادنی دو کمانوں کی مقدار بلکہ اس سے بھی کم ہو گیا

(جامع البیان، ۳۷: ۶۲)

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں شیخ اموی نے مغازی میں اپنی سند امام بیہقی نے محمد ابی سلمہ
کے حوالہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مبارک ارشاد ”ولقد راہ نزلة
اخری“ کے تحت نقل کیا

حضور ﷺ کا رب آپ کے قریب ہوا دنا منہ ربہ

اس پر بھی لکھا گیا

یہ سند حسن ہے اور روایت شریک پر قوی و هذا سند حسن وهو شاهد قوی

شاهد ہے

لروایۃ شریک

اس کے بعد فرماتے ہیں

امام خطابی کا یہ قول کہ ”روایت شریک سلف و خلف کے مخالف ہے“ محل نظر ہے اس کے موافق روایات موجود ہیں جیسا کہ اوپر آیا

(فتح الباری، ۱۳: ۴۱۳)

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا

دنا اللہ سبحانہ و تعالیٰ
اللہ سبحانہ و تعالیٰ قریب ہوا

(الدر المنثور، ۶: ۱۲۳)

امام ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے انہی سے ”ثم دنا فتدلی“ کی تفسیر

یوں نقل کی ہے

هو محمد ﷺ دنا فتدلی الی ربہ حضور ﷺ خوب قریب ہوئے، اپنے

عزوجل کے

(ایضاً، ۷: ۶۳۵)

امام ابن المنذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا شب معراج حضور ﷺ

اقترب من ربہ فکان قاب قوسین او اپنے رب کے قریب ہوئے حتی کہ فاصلہ دو

ادنی (ایضاً) کمانوں کی مقدار بلکہ اس سے بھی کم رہ گیا

امام بیہقی نے حضرت ثابت بنانی سے انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا

فدنا فتدلی فاوحی الی عبدہ ما اوحی اور وہ قریب ہوا اور اپنے بندے پر وحی

فرض علی فی کل یوم خمسون صلاة فرمائی جو فرمانا تھی اور پھر یہ ہر روز پچاس

(دلائل النبوة، ۲: ۳۸۴) نمازیں فرض فرمائیں

ان موافق متابع اور شواہد کی موجودگی میں حضرت شریک کو متفرد و قرار دینا سراسر

زیادتی کے علاوہ کیا ہے؟

۴۔ دیگر آیات و احادیث کا کیا بنے گا؟

ان کا یہ کہنا کہ لفظ تدلی یا لفظ دنو سے تشبیہ اور تحدید مسافت لازم آجاتی ہے تو یہ بھی قابل سماعت نہیں، کیونکہ اگر اس بنا پر روایات کو مسترد کرنا شروع کر دیا جائے تو پھر متعدد آیات اور احادیث کا کیا بنے گا؟ جن میں ایسی چیزوں کا ذکر ہے، یہ احادیث ہیں جنہیں تمام لوگوں نے قبول کیا ہے، حالانکہ ان میں بھی یہی چیز موجود ہے مثلاً

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرا بندہ میرے بارے میں جو گمان رکھتا ہے اس کے مطابق اس کے پاس ہوتا ہوں، جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، اگر وہ ایک بالعثت میری طرف بڑھتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کی طرف بڑھتا ہوں اور اگر وہ میری طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں اس کی طرف بازو کے برابر بڑھتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل پڑے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

(بخاری، مسلم)

بلکہ ان کے علاوہ کثیر احادیث ہیں کیا ان تمام کو رد کر دیا جائے گا، یہی وجہ ہے کہ کسی عالم بشمول امام خطابی نے ایسی بات نہیں کی، البتہ جو ان احادیث میں تاویل کی گئی ہے اس کے مطابق مذکورہ روایت میں بھی تاویل کی جائے گی

۵۔ تدلی کی نسبت

یہ کہنا کہ تدلی کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کہیں نہیں، محل نظر ہے کیونکہ ابھی گذرا کہ حضرت انس، حضرت ابن عباس اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہم کی روایات میں صراحتاً یہ نسبت موجود ہے، ہاں مراد شدت قرب ہے

۶۔ دیدار الہی ماننے والے

امام خطابی نے کہا علماء نے تدلی کی نسبت جبریل امین کی طرف مانی ہے۔ یہ صرف ان لوگوں کو قول ہے جو دیدار الہی کے قائل نہیں جنہوں نے دیدار مانا (اور یہ جمہور امت کا موقف ہے جیسا کہ تفصیل سے گزر چکا ہے) وہ یہ قول نہیں کرتے، ان کے ہاں اس کی نسبت خصوصاً احادیث میں باری تعالیٰ کی طرف ہے، البتہ تاویل کرتے ہیں

امام سیوطی دنا الجبار رب العزة“ میں کے تحت لکھتے ہیں

فیقال فیہ من التاویل ما یقال فی یہاں وہی تاویل کی جائے جو ”ینزل ربنا قوله ینزل ربنا کل لیلۃ الی سماء کل لیلۃ“ (ہمارا رب ہر رات آسمان دنیا پر تشریف فرما ہوتا ہے) میں کی جاتی

الدنیا

(الروض الانف، ۳: ۲۷) ہے۔

امام نقاش نے امام حسن بصری سے نقل کیا

دنا من عبدہ محمد ﷺ فتدلی فقرب وہ اپنے عبد محمد ﷺ کے قریب ہوا، اور اس نے مشاہدہ کروایا اپنی قدرت و عظمتہ

منہ فأراہ ما شاء ان یرید من قدرته و عظمتہ کا جس قدر چاہا

امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، بندوں کے قرب میں حدود ہوتی ہے جبکہ

الدنو من اللہ لا حدلہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرب کی حد نہیں ہوتی

(الشفاء، ۱: ۳۳۳)

امام کرمانی یہاں ”دنو و تدلی“ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں

مجاز عن القرب المعنوی لا ظہار اس قرب معنوی سے مراد اللہ تعالیٰ کے عظیم منزلتہ عند ربہ تعالیٰ و التدلی ہاں آپ ﷺ کی قدر و منزلت ہے، تاکہ

طلب زیادة القرب و قاب قوسین
 بالنسبة الى النبی ﷺ عبارة عن
 لطف المحل و ایضاح المعرفة و ما
 بالنسبة الى الله اجابة سؤاله و رفع
 درجته

اس کا اظہار ہو، تدلی سے مراد زیادتی
 قرب ہے۔ قاب قوسین کے الفاظ حضور
 ﷺ کی نسبت سے ہیں جن سے مراد
 مقام لطف اور ایضاح معرفت ہے اور
 بنسبت اللہ تعالیٰ، دعا کا قبول فرمانا اور بلند
 درجہ عطا کرنا ہے (الکرمانی، ۲۵: ۲۰۶)

اسی طرح امام رازی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں
 ہو محمد ﷺ دنا فتدلی من ربه
 اس کے بعد کہتے ہیں

الثانی الدینو والتدلی بمعنی واحد
 کانہ قال دنا فقرب
 دوسرا معنی یہ ہے کہ دنو و تدلی کا ایک مفہوم
 ہے گویا فرمایا خوب قریب ہوئے
 (مفاتیح الغیب، ۲۷: ۲۳۹)

ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہم ان معاملات و کیفیات سے کما حقہ آگاہ نہیں ہو سکتے
 یاد رہے پہلے ہم بڑی تفصیل سے واضح کر آئے ہیں کہ حدیث تدلی سے مراد قرب
 الہی ہی ہے، نہ کہ قرب جبریل۔

ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں سر بسجود ہیں کہ اس نے ہمیں حدیث مذکورہ کے
 حوالہ سے شرح صدر عطا فرمایا اور اس پر تمام وارد شدہ اعتراضات کا جواب دینے کی توفیق
 بخشی، اہل علم سے گزارش ہے کہ اسے پھیلائیں، تاکہ لوگوں کی غلط فہمی دور ہو اور اللہ نے سرور عالم
 ﷺ کو شب معراج میں جوشان و مقام عطا فرمایا ہے وہ اسے دل و جان سے تسلیم کریں، ہمیں
 یہ سبق بھی حاصل کرنا چاہیے کہ کسی بھی حدیث کے انکار میں جلد بازی سے کام نہ لیں کیونکہ اس
 سے امت کو سخت نقصان ہو سکتا ہے

تقریباً ان انتالیس صحابہ کرام سے واقعہ معراج مروی ہے، حضرت ابی بن کعب، اسامہ بن زید، انس بن مالک، بریدہ، بلال بن حمامہ، بلال بن سعد، جابر بن عبد اللہ، حذیفہ بن یمان، سمرہ بن جندب، سہل بن سعد، شداد بن اوس، صہیب بن سنان، عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن عمر، عبد اللہ بن عمرو، عبد اللہ بن زبیر، عبد اللہ بن ابی اوفی، عبد اللہ بن اسعد بن زرارة، عبد اللہ بن مسعود، عبد الرحمن بن عابس، عباس بن عبد المطلب، عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب، عمر بن خطاب، مالک بن صعصعہ، ابو بکر الصدیق، ابو الحمراء، ابو ایوب انصاری، ابو الدرداء، ابو ذر غفاری، ابو سعید خدری، ابوسفیان بن حرب، ابو سلمہ، ابو سلمی واعی، ابو یعلی انصاری، اسماء بنت ابی بکر، ام المؤمنین عائشہ صدیقہ، ام کلثوم بنت رسول اللہ، ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہم

واقعہ معراج کی تفصیل

حضور ﷺ نے فرمایا میں حطیم کعبہ میں تھا حضرت جبریل و میکائیل علیہما السلام اپنے ساتھی فرشتہ کے ساتھ آئے ان میں سے ایک نے کہا، ان لیٹنے والوں میں کون ہیں؟ دوسرے نے کہا درمیان والے اور وہی افضل ہیں، ایک رات ایسا ہوا، پھر وہ دکھائی نہ دیئے، حتیٰ کہ وہ دوبارہ ایک رات آئے تو پہلے نے کہا وہ کون ہیں؟ دوسرے نے بتایا درمیان والے ہیں اور کہا یہی افضل ہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ فرشتے چھت پھاڑ کر آئے تھے۔

مقام زمزم پر

وہاں سے مجھے مقام زمزم پر لے گئے اور وہاں لٹا کر حضرت جبریل امین نے شق صدر کیا، انہوں نے حضرت میکائیل کو زمزم لانے کا کہا، انہوں نے میرے دل کو نکالا اور اسے تین دفعہ غسل دیا اور اس میں سے کچھ نکالا، حضرت میکائیل تین دفعہ زمزم لائے اس کے بعد اتسی بطست من ذهب ممتلی حکمة سونے کا تھا حکمت و ایمان سے بھرا لایا و ایماناً فافرعہ فی صدرہ و ملاء علماً و حلماً و یقیناً و اسلاماً گیا اور اسے میرے سینہ میں انڈیل دیا گیا تو وہ پھر میرے سینہ کو سی دیا گیا، پھر میرے دونوں کاندھوں کے درمیان ختم نبوت کی مہر مزین کی گئی

براق کی حاضری

پھر تیار سواری براق لائی گئی جس کے منہ میں لگام، وہ سفید اور طویل چو پائیہ اس کا قد گدھے سے بلند اور نچر سے کم تھا، اس کا قدم حدنگاہ پر پڑتا تھا

لہ جناحان فی فخذیہ یحفظ بہما اس کی رانوں کے پاس پر تھے جن سے وہ پاؤں ر جلیہ ڈھانپتا تھا

امام ثعلبی نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت ابن عباس سے نقل کیا، اس کے رخسار انسان، چار پائے اونٹ، اور دم گائے کی طرح تھی

سب سے معزز سوار

جب آپ ﷺ اس پر سوار ہونے لگے تو اس نے کچھ حرکت کی حضرت جبریل امین

علیہ السلام نے اسے متوجہ کیا اور کہا تجھے علم نہیں

اللہ کی قسم تجھ پر ان سے بڑھ کر اللہ کے

فواللہ ما ركبك خلق قط اکرم علی

ہاں معزز کوئی سوار نہیں ہوا

اللہ منہ

اس پر براق حیا کی وجہ سے پانی پانی ہو گیا اور باوقار انداز سے آپ ﷺ کو اپنے اوپر سوار کیا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ہے

اس پر پہلے دیگر انبیاء علیہم السلام نے بھی

كانت الانبياء تر كبا قبله

سواری کی تھی

حضرت سعید بن مسیب اور حضرت ابو سلمہ بن عبد الرحمن کا قول ہے کہ یہ سیدنا

ابراہیم علیہ السلام کی سواری تھی

جس پر وہ بیت اللہ کی زیارت کے لئے

كان يزور عليها البيت الحرام

جاتے تھے

حضرت جبریل نے رکاب تھامی

امام ابو سعید نیشاپوری نے ”شرف المصطفى“ میں نقل کیا جب حضور ﷺ براق

پر سوار ہونے لگے تو

اس کی رکاب حضرت جبریل امین اور اس

فكان الاخذ بركابہ جبریل و بزمام

کی لگام حضرت میکائیل علیہما السلام نے

البراق میکائیل

پکڑی

پھر ہم چلے اور یہ دونوں فرشتے میرے دائیں بائیں تھے

یہ شہر طیبہ

حتیٰ کہ ہم کھجوروں والی سرزمین پر پہنچے تو انہوں نے مجھے وہاں اتر کر نماز کی ادائیگی کا کہا میں نے وہاں اتر کر نوافل پڑھے پھر سوار ہوا تو پوچھا حضور اس جگہ کے بارے میں جانتے ہیں، کہا نہیں، بتایا

صلیت بطیبة والیہا المهاجر
آپ نے مقام طیبہ میں نماز ادا کی اور
یہی آپ کی جائے ہجرت ہے

شجر موسیٰ علیہ السلام

ہم آگے چلے، براق کی رفتار کا یہ عالم کہ حدنگاہ پر اس کا قدم پڑتا۔ ایک جگہ پر حضرت جبریل امین نے مجھے اتر کر ادائیگی نماز کا کہا، میں نے اتر کر نماز ادا کی پھر سوار ہوئے تو انہوں نے پوچھا آپ جانتے ہیں یہ مقام کون سا ہے؟ فرمایا نہیں، عرض کیا

صلیت بمدین عند شجر موسیٰ
جہاں آپ ﷺ نے نماز ادا کی یہ مدین
میں شجر موسیٰ کی جگہ ہے

نوٹ: حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس جاتے ہوئے اس درخت کے نیچے ٹھہرے تھے۔

یہ طور سینا ہے

آگے بڑھے تو جبریل امین نے کہا یہاں اتر کر نماز ادا کیجئے، میں نے نماز ادا کی انہوں نے پوچھا اس مقام کے بارے میں آپ جانتے ہیں فرمایا نہیں تو انہوں نے بتایا
صلیت بطور سینا، حیث کلم اللہ یہ طور سینا کا مقام ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے
موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا

موسیٰ

حضرت عیسیٰ کی جائے ولادت

پھر آگے ایک جگہ آئی کہ وہاں محلات تھے ہم نے اتر کر نماز ادا کی تو جبریل امین نے اس مقام کا تعارف کرواتے ہوئے بتایا کہ جہاں آپ نے نماز ادا کی ہے بیت لحم حیث ولد عیسیٰ یہ حضرت عیسیٰ کی جائے ولادت بیت لحم ہے

جنات کا بھاگنا

ہم براق پر جا رہے تھے ایک جن نظر آیا جس کے ہاتھ میں آگ کا شعلہ تھا جب میں اس طرف متوجہ ہوتا تو وہ مجھے دکھاتا جبریل امین کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ، میں آپ کو ایسے کلمات نہ بتاؤں کہ ان کے پڑھنے سے اس کا شعلہ بجھ جائے اور یہ نیچے گر جائے فرمایا ضرورت تو انہوں نے یہ کلمات بتائے

اعوذ بوجه اللہ الکریم وبکلمات اللہ التامات لایجاوزهن برولا فاجر من شرما ینزل من السماء ومن شرما یرج فیها ومن شرما ذرأ فی الارض ومن شرما یرج منها ومن فتن اللیل والنهار ومن طوارق اللیل والنهار الا طارقا یطرق بخیر یا رحمن یہ کلمات پڑھنے کی دیر تھی وہ جن بھاگ نکلا اور اس کا شعلہ بجھ گیا

میں پناہ میں آتا ہوں اللہ کریم کی ذات اور اللہ کے کامل کلمات کے جن سے نہ کوئی نیک تجاوز کر سکتا ہے اور نہ فاسق اس شر سے جو آسمان سے اترتا ہے اور اس شر سے جو آسمان کی طرف بند ہوتا ہے اور شر سے جو زمین میں پیدا ہوا، اس شر سے جو زمین سے نکلتا ہے اور رات و دن کے فتنوں سے، اور رات و دن کے آنے والوں سے البتہ جو رات کو خیر کے ساتھ آنے، اے رحمت کرنے والے۔

یہ مجاہد ہیں

چلتے چلتے ایک قوم پر آئے جو ایک دن فصل بوتے اور دوسرے دن کاٹ لیتے اور جیسے ہی فصل کاٹتے وہ دوبارہ پہلے کی طرح لہلہانے لگ جاتی، میں نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے؟

بتایا یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد و محنت کرتے تھے ان کی نیکیاں نو سو گنا بڑھادی گئیں ہیں، جو کچھ انھوں نے خرچ کیا وہ تمام ذخیرہ ہو گیا

یہ خوشبو کس کی ہے

اس کے بعد آپ ﷺ نے خوشبو پائی تو پوچھا یہ خوشبو کس کی ہے؟ عرض کیا یہ فرعون اور اس کی اولاد کی خادمہ کی خوشبو ہے ایک دن یہ فرعون کی بیٹی کی کنگھی کر رہی تھی، تو وہ ہاتھ سے گر گئی اس نے اٹھاتے ہوئے کہا

اللہ کے نام سے فرعون کی بربادی ہو

باسم اللہ تعس فرعون

دختر فرعون نے کہا

کیا میرے والد کے علاوہ بھی تیرا رب ہے

اولک رب غیر ابی؟

اس نے کہا ہاں

میرا اور تیرا بھی رب اللہ ہے

ربی وربک اللہ

اس خاتون کے دو بیٹے اور خاوند تھا فرعون نے انھیں بلا کر دین تبدیل کرنے کے لئے کہا ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا انھوں نے کہا ہم دین نہیں بدلیں گے اور اگر تم قتل کر دے گا تو یہ تیرا ہم پہ احسان ہوگا، فرعون نے تانے کی دیگ بنوائی اسے گرم کیا اور اس میں انھیں یکے بعد دیگرے ڈالنا شروع کیا جب سب سے چھوٹے بچے کو ڈالا تو اس نے والدہ سے مخاطب ہو کر کہا

یا امہ قعی ولا تقا عسی فانک الحق اماں جاں اس میں جلدی آؤ دیر نہ کرو کیونکہ

تم حق پر ہو

چار بچوں کا کلام

گود میں چار بچوں نے کلام کیا، مذکور، سیدنا یوسف علیہ السلام کی گواہی دینے والا، حضرت جبرئیل

کا گواہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام

تارک نماز کی سزا

پھر آپ ﷺ کا گزرا ایسے لوگوں پہ ہوا جن کے سر پتھر سے کچلے جا رہے تھے جیسے ہی انھیں کچلا جاتا وہ دوبار جڑ جاتے اور پھر انھیں کچل دیا جاتا میں نے پوچھا جبریل یہ کون؟ بتایا

هؤلاء الذين تتشاقل رؤسهم عن الصلاة المكتوبة
یہ وہ لوگ ہیں جن کے سر فرض نماز کے لئے
بوجھل ہو جاتے

یعنی نماز ادا نہ کرتے تھے

تارک صدقات کی سزا

پھر ایسی قوم پر آئے ان کے آگے اور پیچھے پیوند تھے اور وہ اونٹ اور بکریوں کی طرح چرتے تھے اور دوزخ کے پتھر وانگارے چر رہے تھے پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا یہ صدقات نہ ادا کرنے والے لوگ ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ کسی سے یہ ظلم نہیں فرماتا

زنا کی سزا

پھر ایسی قوم کے پاس پہنچے جن کے سامنے پکا ہوا حلال گوشت اور اس کے ساتھ ناپاک کچا گوشت بھی ہے وہ لوگ ناپاک کھا رہے تھے اور پاکیزہ چھوڑ رہے تھے جبریل سے پوچھا بتایا یہ وہ لوگ ہیں جو حلال بیویوں اور مردوں کو چھوڑ کر غیر کے ساتھ رات بسر کرتے تھے

راہ کاٹنے والے

پھر راستے میں ایک ایسی لکڑی آئی، ہر گزرنے والی شے اس سے اڑتی فرمایا جبریل یہ کیا ہے؟ عرض کیا یہ ان لوگوں کی مثال ہے جو راستہ میں پیٹھ کر لوگوں کو تنگ کرتے ہیں پھر یہ ارشاد الہی

پڑھا

ولا تقعدوا بكل صراط توعدون اور ہر راستہ پر یوں نہ بیٹھو کہ راہ

گیروں کو ڈراؤ

(سورۃ الاعراف، ۸۶)

سود خوار کی سزا

پھر ایسے لوگوں سے گزر رہا جو خون کی نہر میں غوطے کھا رہے تھے اور انھیں پتھر مار کر اس میں ڈالا جاتا جبریل امین نے پوچھنے پر بتایا

یہ سود خوار ہے هذا اکل الربا

خائن کی سزا

پھر آپ ﷺ گزرا ایسے شخص پر ہوا جس نے لکڑیوں کا اتنا بڑا گٹھا جمع کر رکھا ہے کہ اسے وہ اٹھائیں رکھتا اور وہ اس میں اضافہ کرتا جا رہا ہے پوچھا یہ کون ہے؟ بتایا اس کے پاس لوگوں کی امانتیں تھیں اور یہ ان کی ادائیگی پر قادر نہ تھا لیکن لوگوں سے اور امانتیں کے لیتا تھا

فتنہ پرور مقررین کی سزا

پھر آپ ﷺ کا گزرا ایسی قوم سے ہوا جن کے جڑے اور زبانیں لوہے کی قینچیوں سے کترے جا رہے تھے جیسے وہ کلتے دوبارہ اپنی جگہ پر آجاتے اور اس میں کوئی وقفہ تک نہ تھا پوچھا یہ کون ہیں؟ بتایا

ہؤلاء خطباء الفتنة خطباء امتك یہ فتنہ پرور خطباء ہیں یہ وہ مقررین ہیں جو
يقولون مالا يفعلون کہتے اس پر خود عمل نہ کرتے

غیبت کرنے والوں کی سزا

اس کے بعد ایسے لوگوں کو دیکھا جن کے ناخن تانے کے تھے اور وہ ان سے اپنے

چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے پوچھا جبریل امین یہ کون ہیں؟ عرض کیا یہ وہ لوگ ہیں

ياكلون لحوم الناس ويقعون في جو لوگوں کا گوشت کھاتے اور ان کی عزتوں

کو پامال کرتے

اعراضہم

بری بات پر شرمندگی

اس کے بعد مجھے چھوٹا سا سوراخ دکھایا جس سے بہت بڑا نیل نکلا، اب وہ نیل اس میں دوبارہ داخلہ کی کوشش کرنے لگا لیکن داخلہ کہاں، پوچھا یہ کون ہے؟ بتایا یہ وہ بندہ ہے

یتکلم بالكلمة العظيمة ثم يندم
جس نے کوئی بڑی بات کر دی پھر شرمندہ
علیہا ہو کر اسے واپس لینا چاہتا ہے مگر واپسی
کہاں

جنت کی خوشبو

پھر ایک وادی سے گزر رہا تھا جس کی خوشبو وہمک خوب اور کستوری کی طرح تھی پھر آواز بھی تھی پوچھا یہ کیا ہے؟ بتایا یہ جنت کی آواز ہے جو کہہ رہی ہے میرے رب مجھے حسب وعدہ عطا فرما، میرے پاس کمرہ جات، برتن، حریر، سندس، عبقری، لؤلؤ، مرجان، چاندی، سونا، اکواب، صحاب، اباریق، مراکب، شہد، پانی، وعدہ اور شراب کثرت کے ساتھ ہے پھر رب العزت کا ارشاد ہوا، ہر مسلمان مرد عورت، ہر مومن مرد عورت، جو مجھ پر اور میرے رسل پر ایمان لائے، نیک عمل کیے، میرا کسی کو شریک نہ بنایا، میرے سوا کسی کو اپنا معبود نہ بنایا یہ تمام تیرے ہیں، جو مجھ سے ڈر گیا وہ امن پا گیا، جس نے مجھ سے مانگا اسے میں عطا کرتا ہوں جس نے مجھے قرضہ دیا میں اس کا بدلہ دیتا ہوں جس نے مجھ پر بھروسہ کیا میں اس کے لئے کافی ہوں

انی انا اللہ لا اله الا انا لا اخلف
یقیناً میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود
المیعاد مقصود نہیں اور میں ہرگز وعدہ خلافی نہیں کرتا

اہل ایمان فلاح پا گئے بزرگ و برتر ہے اللہ کی ذات اقدس اور سب سے زیادہ خوبصورت پیدا کرنے والا ہے جنت عرض کرے گی میں اس پر نہایت ہی خوش ہوں

دوزخ کی بدبو

پھر میرا گزرا ایسی وادی سے ہوا جس کی آواز بری اور وہاں بدبو تھی، میں نے پوچھا جبریل امین یہ کیا؟ بتایا یہ دوزخ کی آواز ہے جو کہہ رہی ہے اے رب مجھے حسب وعدہ عطا فرما میرے سنگل، بیڑیاں، شعلے، گرمی، تپش، ضریح، عناق، اور عذاب میں کثرت ہے، میری گہرائی بہت، گرمی سخت تو مجھے وعدہ کے مطابق عطا فرما، فرمان ہوا ہر مشرک مرد عورت ہر کافر مرد عورت اور خبیث مرد عورت

وکل جبار لایومن بیوم الحساب اور ہر وہ متکبر تیرا ہے جو روز قیامت پر ایمان نہ لایا

دجال کا حال

پھر آپ ﷺ کو دجال دکھایا گیا صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ وہ کیسا تھا؟ فرمایا اس کا جثہ بہت بڑا، سرخ رنگ، اسکی ایک آنکھ تھی گویا چمکدار ستارہ، اس کے بال گھنے درخت کی شاخوں کی طرح اور وہ عبدالعزی بن قطن کے مشابہ تھا

خوبصورت ستون

پھر آپ ﷺ نے ایک سفید ستون دیکھا جو موتیوں کی طرح اور اسے ملائکہ نے اٹھایا ہوا تھا پوچھا تم نے یہ کیا اٹھا رکھا ہے؟ عرض کیا عمود الاسلام امرنا ان نضعه بالشام یہ اسلام کا ستون ہے ہمیں اسے شام میں گاڑنے کا حکم دیا گیا ہے

یہود کی آواز

پھر اچانک مجھے دائیں جانب سے آواز آئی میری طرف دیکھو مجھے آپ سے کام ہے لیکن میں نے اس کا نوٹس ہی نہ لیا پوچھا جبریل یہ کیا؟ بتایا یہ یہود کی آواز تھی مگر آپ اس

طرف متوجہ ہوتے تو آپ کی امت یہودی ہو جاتی، اس طرح آگے ہوا تو جبریل نے بتایا یہ
نصرانیت کی آواز تھی

دنیا کی حالت

پھر میں نے ایک عورت دیکھی جس کے بازو ننگے تھے اور وہ ہرزینت الہی سے
مزین تھی اس نے مجھے آواز دے کر متوجہ کرنے کی کوشش کی لیکن میں اس کی طرف متوجہ ہی نہ
ہوا جبریل امین نے بتایا یا رسول اللہ ﷺ یہ دنیا تھی اگر آپ اس کی طرف متوجہ ہو جاتے
لاختارات امتك الدنيا على الاخرة تو آپ کی امت دنیا کو آخرت پر پسند کر
لیتی

ابلیس لعین

راستہ میں ایک طرف سے آواز آئی یا محمد ادھر آؤ تو جبریل امین نے کہا حضور آپ
آگے چلیے اس راستہ کو ترک نہ فرمادیں پوچھا یہ کس کی آواز تھی؟ بتایا یہ اللہ کا دشمن شیطان لعین
ہے اور وہ آپ کو راستہ سے ہٹانا چاہتا تھا

بوڑھی عورت

پھر ایک بوڑھی عورت سامنے آئی اور آواز دے کر مجھے متوجہ کرنے کی کوشش کرنے
لگی لیکن میں اس طرف متوجہ نہ ہوا پوچھا جبریل یہ کون ہے؟ بتایا
انه لم يبق من عمر الدنيا الا ما بقى من دنيا کی عمر اب اتنی ہی رہ گئی ہے جس قدر اس
عمر تلک العجوز بوڑھی عورت کی

ہر طرف سے سلام

پھر میں ایسی مخلوق خدا کے ہاں پہنچا جنہوں نے مجھے ان الفاظ میں سلام کیا السلام

علیک یا آخر، السلام علیک یا حاشر، جبریل امین نے جواب دینے کا کہا میں نے سلام کا جواب دیا پھر دوسرا گروہ ملا انھوں نے بھی اس طرح سلام کیا پھر تیسرے گروہ سے بھی ایسا ہی ہوا پوچھا یہ کون ہے؟ بتایا یہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام ہیں

قبر میں نماز

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جب آپ ﷺ کا گزر ہوا تو فرمایا ان کی قبر سرخ ٹیلے کے پاس اور یہ قبر میں نماز ادا کر رہے تھے ان کا لمبا قد گنگھریلے بال قبیلہ شبنو اہ لوگوں کی طرح تھا اور وہ بلند آواز سے کہہ رہے تھے آپ کو شرف فضیلت دی ہے اور سلام کہا آپ نے جواب دیا انہوں نے پوچھا جبریل یہ کون ہیں بتایا یہ احمد ہیں انہوں نے نبی عربی کہہ کر خوش آمدید کہا اور کہا آپ نے امت سے خوب بھلائی کی ہے، برکت کی دعا دی اور کہا اپنی امت کے لئے آسانی مانگنا، آگے چلے تو پوچھا یہ کون؟ بتایا یہ موسیٰ بن عمران تھے انھیں خطاب کون کر رہا تھا؟ بتایا ان کا رب فرمایا یہ اسقدر اپنے رب کے سامنے بلند آواز سے بات کرتے ہیں جبریل نے عرض کیا

ان اللہ تعالیٰ قد عرف له حدته اللہ تعالیٰ ان کی جلالی طبیعت سے آگاہ

ہیں

رب سے ملاقات کی رات

پھر آگے بڑا درخت آیا جس کا پھل روشن چراغ کی طرح تھا اس کے نیچے ایک بزرگ اپنے بچوں سمیت تشریف فرما تھے انہوں نے جب روشنی اور نور دیکھا تو پوچھا جبریل تمہارے ساتھ کون ہیں بتایا یہ تمہارے صاحبزادے احمد ہیں لگے مرحبا نبی عربی تم نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا امت کی خوب بھلائی کی اے بیٹے

آج رات تم، اپنے رب سے ملاقات

انک لاق ربک اللیلة

کرنے والے ہو

اور تمہاری امت آخری اور سب سے کمزور ہے جہاں تک ہو سکے اس کے لئے معاملات میں آسانی پیدا کرو اور پھر برکت کی دعادی پھر ہم چلے اور بیت المقدس پہنچے، باب یمانی سے داخل ہوئے

دو چمکتے نور

وہاں میرے دائیں اور بائیں جانب دو چمکتے نور تھے جبریل سے ان کے بارے میں پوچھا تو بتایا دائیں جانب آپ کے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کا محراب اور بائیں طرف آپ کی بہن مریم کی قبر ہے جبریل امین صحرہ کے پاس آئے اور ہاتھ سے سوراخ کر کے براق باندھ دیا روایت مسلم میں ہے

فربطه بالحلقة التي تربط بها
الانبياء
اس حلقہ کے ساتھ باندھا تھا جس کے
ساتھ انبیاء علیہم السلام باندھتے تھے

حوروں سے ملاقات

جب آپ ﷺ صحرہ مسجد میں تشریف فرما ہوئے تو جبریل امین نے کہا حضور آپ اپنے رب سے حوروں کو دکھانے کے بارے میں عرض کریں فرمایا ٹھیک ہے جبریل نے کہا حضور ان خواتین کی طرف تشریف لے جائیں اور سلام فرمائیے وہ تمام صحرہ کے بائیں طرف تھیں آپ ﷺ تشریف لے گئے سلام فرمایا انہوں نے جو اب سلام عرض کیا فرمایا تمہارا تعارف؟ عرض کیا خیرات حسان ہم اچھے لوگوں کی بیویاں، جن کے ظاہر و باطن میلے نہیں ہوتے اور انہوں نے استقامت کے ساتھ زندگی بسر کی، وہ بوڑھے نہ ہونگے اور ہمیشہ زندہ رہیں گے ان پر موت نہیں آئے گی

ادائیگی نماز

پھر حضور ﷺ اور جبریل علیہ السلام نے دو رکعت نماز ادا کی، تھوڑی دیر بعد وہاں کثیر لوگوں کا اجتماع ہو گیا آپ نے دیکھا کوئی نبی حالت قیام، کوئی حالت رکوع اور کوئی حالت سجدہ میں تھے پھر مؤذن نے اذان دی تکبیر کہی گئی وہ تمام صفیں بنا کر انتظار کرنے لگے کہ آج کون امامت کرواتا ہے؟

فاخذہ جبریل بیدہ فقدمہ فصلی
بہم رکعتیں
جبریل امین نے مجھے ہاتھ سے پکڑ کر آگے
کیا کہ ان تمام کو دو رکعتیں پڑھائیں
دوسری روایت میں ہے تکبیر کہی گئی

فتد افعوا حتی قدموا محمدا
صلی اللہ علیہ وسلم
تمام نے جماعت کروانے سے انکڑ کیا
یہاں تک کہ سب نے حضور ﷺ کو آگے کیا

تمام انبیاء و ملائکہ کی امامت

حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے ہے وہاں حضرت جبریل علیہ السلام نے اذان
دی، آسمانوں سے ملائکہ آگے اور انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے قبور سے جمع کیا
فصلی النبی ﷺ بالملائکہ
و المرسلین
تو آپ ﷺ نے ملائکہ اور رسلاں کرام
کو جماعت کروائی

جبریل امین نے پوچھا حضور اقتدا کرنے والوں کو جانتے ہو؟ فرمایا نہیں عرض کیا

کل نبی بعثہ اللہ تعالیٰ
تمام انبیاء تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا

حضرات انبیاء علیہم السلام کے خطبات

امام حاکم نے روایت کو صحیح قرار دیتے ہوئے اور امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ

رضی اللہ عنہما سے نقل کیا پھر ارواح انبیاء سے ملاقات ہوئی ان تمام نے اپنے رب کی شناخت کی آخر

میں سرور عالم ﷺ نے خطاب کرتے ہوئے اپنے اوپر ہونے والے خصوصی انعامات الہیہ کا تذکرہ کیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے

بہذا فضلکم محمد ﷺ ان کی بنا پر حضور ﷺ کو تم فضیلت دی گئی ہے

قیامت کا تذکرہ

پھر حضرات انبیاء علیہم السلام کے درمیان قیامت کا تذکرہ ہوا سبھی نے سیدنا ابراہیم علیہم السلام کی طرف رجوع کیا انہوں نے فرمایا میں اس کے وقت کے بارے میں علم نہیں رکھتا اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح رجوع ہوا تو انہوں نے بھی یہی کہا پھر حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے پوچھا تو انہوں نے کہا اس کے وقوع کے بارے میں اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے مجھ سے جو عہد لے گئے ہیں ان میں سے یہ بھی ہے کہ دجال قیامت سے پہلے آئے گا، وہ مجھے دیکھ کر یوں پگھل جائے گا جیسے رصاص اور اللہ تعالیٰ اسے ہلاک فرمادے گا حتیٰ کہ ہر

پتھر پکار کر کہے گا اے مسلمان فلاں کا فر میرے نیچے چھپا ہوا ہے اسے پکڑ کر قتل کر دو اللہ تعالیٰ تمام کفار کو ہلاک فرمادے گا پھر لوگ اپنے گھروں اور اوطان کی طرف آجائیں گے

یا جوج و ماجوج کا خروج

پھر یا جوج و ماجوج نکلیں گے اور ہر شہر میں جائیں گے ہر شہر کو ہلاک کرتے ہوئے تمام پانی پی جائیں گے تو لوگ میرے پاس آ کر شکایت کریں گے میں دعا کروں گا تو اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک فرمادے گا حتیٰ کہ تمام زمین ان کی بدبو سے بھر جائے پھر اللہ تعالیٰ بارش نازل فرمائے گا جو ان کے اجسام کو بہا کر سمندر میں پھینک دے گی اللہ تعالیٰ نے مجھ سے یہ بھی عہد لیا جب یہ معاملہ ہو جائے تو قیامت اس طرح قریب ہوگی جیسے کہ حاملہ کی کامل مدت کامل ہونے والی ہو وہ نہیں جانتی کہ ولادت صبح ہوگی یا شام

حضور ﷺ کی پیاس

اس موقعہ پر آپ ﷺ نے پیاس محسوس کی تو دائیں بائیں دو پیالے پیش کئے ایک میں دودھ اور دوسرے میں شہد تھا دوسری روایت میں تین پیاسوں کا تذکرہ ہے ان کے منہ ڈھانپے ہوئے تھے آپ ﷺ نے تھوڑا سا پانی پیا ایک روایت میں ہے کہ پانی کے پیالہ سے کچھ نہ پیا پھر آپ ﷺ کی خدمت میں دودھ کا پیالہ پیش ہوا تو آپ نے اس سے سیر ہو کر پیا پھر شراب والا پیالہ پیش کیا گیا فرمایا اب سیر ہو چکا ہوں اسے نہیں پیوں گا حضرت جبریل امین نے عرض کیا

ستحرم علی امتک
عنقریب یہ شراب آپ کی امت پر حرام کر دی
جائے گی

ایک روایت میں ہے دوسری جگہ شہد کا ذکر ہے کہ آپ ﷺ نے تھوڑا سا شہد لیا پھر دودھ پیا تو جبریل امین نے آپ ﷺ کے کاندے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

اصبت الفطرة ولو شربت الخمر
لغویت امتک
آپ نے فطرت کے مطابق کیا اگر آپ
شراب پی لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو
جاتی

دوسری روایت میں منبر کے ساتھ تکیہ لگانے والے بزرگ نے جبریل امین سے کہا

اخذ صاحبک الفطرة وانه مهدی
تمہارے ساتھی نے فطرت کے مطابق کیا
یہ تو ہدایت یافتہ ہیں

پھر سیڑھی لائی گئی

پھر وہ سیڑھی لائی گئی جس پر ارواح انبیاء علیہم السلام اوپر جاتی ہیں ایسی خوبصورت
سیڑھی مخلوق نے نہیں دیکھی اس کی سیڑھیاں سونے اور چاندی کی تھیں

امام ابوسعید نے شرف المصطفیٰ میں یوں روایت نقل کی ہے جنت الفردوس سے موتیوں سے مرصع سیڑھی لائی گئی دائیں اور بائیں بھی ملائکہ تھے

آسمان دنیا پر

آپ ﷺ اور جبریل امین آسمان دنیا کے دروازے تک پہنچے جسے باب الحفظ کہا جاتا ہے وہاں صاحب سماء الدنیا فرشتہ مقرر اور اس کا نام اسمعیل ہے امام بیہقی نے سیدنا جعفر بن محمد رضی اللہ عنہما سے اس فرشتہ کے بارے میں نقل کیا یہ ہوا میں رہتا ہے نہ یہ آسمان پر گیا اور نہ زمین پر کبھی اترتا البتہ جب حضور ﷺ کا وصال ہوا تو اس دن یہ زمین پر آیا اس کے تحت ستر ہزار ایسے فرشتے کہ جن میں سے ہر ایک کے تحت ایک لاکھ فرشتے ہیں جبریل امین نے دستک دی پوچھا گیا کون؟ بتایا جبریل پوچھا گیا

ومن معک؟ تمہارے ساتھ کون ہیں؟

انہوں نے حضور ﷺ کا اسم گرامی لیا پوچھا انھیں بلایا گیا ہے؟ بتایا ہاں فرشتے نے اہلاً و سہلاً مرحبا کہا

سیدنا آدم سے ملاقات

اللہ تعالیٰ ہمارے اخ اور خلیفہ کو سلامت رکھے کس قدر اعلیٰ بھائی اور خلیفہ ہیں آنا مبارک ہو یہ کہتے ہوئے آئے اور دروازہ کھول دیا گیا، ملاقات ہوئی تو وہ حضرت آدم علیہ السلام اسی صورت پر تھے جس پر اللہ تعالیٰ نے انھیں تخلیق فرمایا، ان پر ان کی اہل ایمان اولاد کی ارواح کو پیش کیا جاتا تو فرماتے یہ روح اور نفس طیب ہے اسے علیین میں لے جاؤ جب اہل کفر کی ارواح پیش کی جاتیں تو فرماتے یہ ناپاک ہیں انھیں سجین میں لے جاؤ ان کے دائیں کچھ گروہ، اور دروازہ تھا جس سے مہک آرہی تھی، ان کے بائیں بھی گروہ اور بد بو آنے والا دروازہ تھا اپنے دائیں دیکھ کر مسکراتے اور خوش ہوتے جبکہ بائیں طرف دیکھ کر غمگین ہوتے اور روتے

کمزور کا مال کھانے والے

تھوڑی دور آگے تو دیکھا کچھ لوگوں کے ہونٹ اونٹوں کی طرح تھے وہ منہ کھولتے تو اس کے اندر پتھر ڈالے جاتے (ایک روایت میں جہنم کے پتھروں کا ذکر ہے) جو ان کے نیچے سے نکل جاتے وہ بارگاہ الہی میں پچھتاوا کرتے ہوئے رورہے تھے پوچھنے پر بتایا یہ لوگ

یا کلون اموال الیتامی ظلماً انما
پتائی کا مال ظلماً کھاتے اور یہ اپنے پیٹوں
یا کلون فی بطونہم ناراً
میں آگ بھرتے اور یہ جہنم میں داخل
وسیصلون سعیراً
ہونگے

زنا کار عورتیں

آگے بڑھے تو عورتوں کو اس حال میں دیکھا بعض پستان سے اور بعض پاؤں سے باندھ کر اور الٹی لٹکی ہوئیں تھیں اور وہ بارگاہ الہی میں رورہی ہیں پوچھنے پر بتایا یہ عورتیں زنا کار ہیں

طعن کرنے والے

کچھ آگے گئے تو کچھ لوگ دیکھے جن کے پہلوں کا گوشت کاٹ کاٹ کر ان کے منہ میں یہ کہتے ہوئے ڈالا جا رہا تھا کہ اپنے بھائی کا گوشت کھا جبریل امین نے بتایا یہ طعن و غیبت کرنے والے لوگ ہیں

دوسرے آسمان پر

پھر دوسرے آسمان کے پاس گئے جبریل امین نے دستک دی پوچھا کون بتایا جبریل پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے حضور ﷺ کا اسم گرامی لیا پوچھا گیا، کیا انہیں بلایا گیا ہے کہا ہاں پہلے آسمان کی طرح وہاں بھی استقبال ہوا خوش آمدید اور مرحبا کہا وہاں حضرت عیسیٰ اور حضرت زکریا علیہم السلام سے ملاقات ہوئی، وہ ایک دوسرے کے صورت

لباس اور بالوں میں مشابہ تھے، ان کے ساتھ ان کی امت کے کچھ لوگ بھی تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قدر اتنا بڑا نہیں، سرخ و سفید رنگ اور وہ حضرت عروہ بن مسعود کے ہم شکل تھے، دونوں کو سلام کہا انھوں نے سلام کا جواب دیا، اخ صالح اور نبی صالح کہہ کر مر حبا کہا اور خیریت کی دعا کی

تیسرے آسمان پر

پھر تیسرے آسمان کی طرف روانگی ہوئی وہاں بھی سابقہ طریق کے مطابق استقبال اور سوال و جواب ہوئے وہاں حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، ان کے ساتھ کچھ لوگ تھے سلام و دعا ہوئی ان کے حسن کا کیا کہنا اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے زیادہ خوبصورت

قد فضل الناس بالحسن كالقمر
لوگوں پر انھیں حسن میں اس طرح
ليلة البدر على سائر الكواكب
فضیلت حاصل ہے جیسے چوندویں کے
چاند کو باقی ستاروں پر ہے
پوچھنے پر جبریل امین نے بتایا یہ آپ کے بھائی یوسف ہیں

چوتھے آسمان پر

اس آسمان پر بھی خوب استقبال ہوا، سوال و جواب کے بعد حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی سلام و دعا کے بعد وہاں سے روانگی ہوئی پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہم السلام سے ملاقات ہوئی انھوں نے بھی دیگر انبیاء علیہم السلام کی طرح آپ ﷺ کو مر حبا اور خوش آمدید کہا، ان کی داڑھی مبارک کا نصف سفید اور نصف سیاہ اور اس کی لمبائی ان کے ناف کے قریب تک تھی، ان کے ارد گرد کچھ بنو اسرائیل تھے اور وہ انھیں خطاب فرما رہے تھے سلام و دعا کے بعد وہاں سے روانگی ہوئی

چھٹے آسمان پر

پھر چھٹے آسمان کی طرف بڑھے، جبریل نے دستک دی سوال و جواب ہوئے دروازہ کھلا، وہاں کچھ انبیاء کے ساتھ ان کی امتیں دکھائی گئیں کچھ کے ساتھ زیادہ اور کچھ کے ساتھ کوئی نہ تھا پھر بہت بڑا گروہ گزرا پوچھا یہ کون؟ بتایا حضرت موسیٰ اور ان کی قوم ہے لیکن تم سراقس اٹھاؤ میں نے دیکھا ایک بڑی جماعت ایک جانب سے دوسری جانب تک افق کو گھیرے ہوئے ہیں بتایا گیا یہ آپ کی امت ہے ان کے علاوہ ستر ہزار ہیں جو جنت میں بلا حساب داخل ہونگے حضرت موسیٰ سے ملاقات ہوئی، ان کا قد لمبا، قبیلہ شنوہ، کے مردوں کی طرح تھے، آپ نے سلام کہا انھوں نے اخ صالح اور نبی صالح کہتے ہوئے جواب دیا اور خیریت کی دعا کی اور کہنے لگے لوگ کہتے ہیں اللہ کے ہاں موسیٰ کا ان سے زیادہ مرتبہ ہے حالانکہ معاملہ یہ ہے

بل هذا اکرم علی اللہ منی کہ یہ ہستی اللہ کے ہاں مجھ سے زیادہ
مقام رکھتی ہے

جب آپ ﷺ آگے گزرے تو وہ رو دیے ان سے رونے کی وجہ سے پوچھی گئی تو فرمایا یہ نوجوان میرے بعد مبعوث ہوئے لیکن ان کی امت، میری امت سے زیادہ جنت میں داخل ہوگی، بنو اسرائیل یہ خیال کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اولاد آدم میں موسیٰ کا مقام زیادہ ہے اور یہ شخصیت میرے بعد دنیا میں آئی

و انما فی اخری فلو انه فی نفسہ لم
ابال ولكن مع کل نبی امتہ
اور میں پہلے تھا ارفقظ ان کی ذات افضل
ہوتی تو کوئی بات نہ تھی مگر یہاں تو ہر نبی کے
ساتھ اس کی امت بھی ہے

ساتویں آسمان پر

جب ساتویں آسمان تک پہنچے تو وہاں، عد، برق اور صواعق کو پایا جبریل امین نے

دستک دی سوال و جواب کے بعد دروازہ کھولا گیا وہاں کثرت کے ساتھ تسبیحات کی آواز سنائی دی اللہ رب العزت کے جلال و ہبیت کے آثار بھی نمایاں تھے، وہاں حضرت خلیل ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، جنت کے دروازے کے قریب کرسی پر بیت المعمور سے ٹیک لگا کے تشریف فرما تھے، ان کی امت کے کچھ لوگ وہاں تھے سلام و دعا ہوئی انہوں نے ابن صالح کہہ کر خوش آمدید کہا اور فرمایا اپنی امت سے کہو جنت میں خود پودے لگائے کیونکہ اس کی مٹی خوب زرخیز اور زمین کشادہ ہے پوچھا جنت کے پودے کیا ہیں؟ بتایا لا حول ولا قوۃ الا باللہ

دوسری روایت میں ہے فرمایا اپنی امت کو میرا سلام پہنچاؤ اور بتاؤ جنت کی زمین خوب زرخیز اور میٹھا پانی ہے اور اس کے پودے سبحان اللہ الحمد للہ اور لا الہ الا اللہ واللہ اکبر ہیں ان کے پاس کچھ لوگوں کے چہرے کاغذ کی طرح سفید تھے، کچھ کے رنگ میں کمی تھی یہ اٹھے اور نہر میں داخل ہو گئے نکلے تو ان کا رنگ بھی خالص ہو چکا تھا انہوں نے تین دفعہ ایسا کیا تو ان کا رنگ بھی دیگر ساتھیوں کی طرح ہو گیا اور وہ آکر ان کے ساتھ بیٹھ گئے پوچھا سفید چہروں والے اور یہ رنگ میں کمی والے کون اور یہ انہار کیا ہیں؟ بتایا یہ سفید چہروں والے وہ لوگ ہیں جن کے ایمان

ظلم کے ساتھ ملوث نہ ہوئے اور کمی والے وہ ہیں جن کی نیکیاں بھی ہیں اور برائیاں بھی پھر انہوں نے توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا یہ نہر میں اول رحمت دوسری نعمت اللہ جبکہ تیسری شراب طہور، بتایا گیا یہ آپ اور آپ کی امت کا مقام ہے اچانک دیکھا ان کے ساتھ امت کے دو گروہ ہیں ایک کے کپڑے کاغذ کی طرح تھے جبکہ دوسروں پر رمد کپڑے تھے تو وہ بیت المعمور میں داخل ہوئے تو ان کے ساتھ سفید لباس والے بھی داخل ہوئے جبکہ رمد کپڑے والے روک دیئے گئے حالانکہ وہ بھی خیر پر ہی تھے۔ انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے بیت المعمور میں نماز ادا کی اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور پھر ان کی تاقیامت باری نہیں آتی پھر وہاں سے وہ باہر آئے۔

جبریل اور خشیت الہی

طبرانی میں سند صحیح کے ساتھ روایت ہے میں شب معراج جب ملاء اعلیٰ سے گذرا تو میں نے جبریل امین کو

کا لجلس البالی من خشية الله
(مجمع الزوائد، ۱: ۷۸)

خشیت الہی میں باریک تنکا کی طرح
دیکھا

دوسری روایت کے الفاظ ہیں

کانہ جلس لاطنی
گویا وہ باریک نمده ہے

پھر دودھ، شہد اور شراب پیالوں میں لایا گیا آپ ﷺ نے دودھ لیا جبریل امین نے عرض کیا
اصبت اصاب الله بك امتك على
برکت سے آپ کی امت کو فطرت پر قائم
رکھے

دوسری روایت میں ہے

هذه الفطرة التي انت عليها و
یہی فطرت ہے جس پر آپ ﷺ اور آپ کی
امت ہے

امتک
سدرۃ المنتہی

پھر سدرۃ المنتہی کو ہمارے سامنے لایا گیا، جو کچھ زمین سے اوپر جاتا ہے اس کی انتہا یہی ہے
اسی طرح جو کچھ اوپر سے نیچے آتا ہے وہاں سے حاصل کیا جاتا ہے وہ ایک درخت ہے جس
کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں پانی جس کی تروتازگی میں می نہیں آتی دودھ کی نہریں جن کے
ذائقہ میں تبدیلی نہیں آتی، شراب کی نہریں جن میں پینے والوں کے لئے لذت ہے اور خالص
شہد کی نہریں، اس کے سایہ میں اگر مسافر ستر سال چلے تو وہ ختم نہ ہو اس کا پھل ہجر کے منکوں

اور اس کے پتے ہاتھی کے کانوں کی طرح ہیں

اس کا ایک پتہ اس امت کو ڈھانپ سکتا ہے

تکا دالو رقة تغطي هذه الامة

امام طبرانی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں

تمام مخلوق اس کے ایک پتہ کے سایہ میں

الواقه منها تظل الخلق

آسکتی ہے

اس کے ہر پتے پر فرشتہ ہے۔ اسے ایسے رنگوں نے ڈھانپ رکھا ہے جس کا بیان

نہیں ہو سکتا، جب اللہ تعالیٰ کے امر نے اسے ڈھانپ لیا تو اس میں تبدیلی آگئی بعض روایات

میں ہے کہ وہ یا قوت و زبرد بن گئی کوئی آدمی اس کی حسن کی تعریف کرنے پر قادر نہیں، اس میں

سونے کے پروانے تھے، ایک روایت میں سونے کی مکڑی کا ذکر ہے بتایا گیا

هذه السدره ينتهي اليها كل احد من

یہ سدرہ ہے آپ کے نقش قدم پر چلنے والا

امتک خلا علی سبیلک

امتی یہاں تک آسکتا ہے

اس کی اصل سے چار نہریں بہ رہی ہیں دو باطنی اور دو ظاہری پوچھا جبریل ان کی

تفصیل کیا ہے؟ بتایا باطنی جنتی ہیں اور ظاہری نیل و فرات، دوسری روایت میں کے اس کے

اصل سے چشمہ نکل رہا ہے اس کا نام سلسبیل ہے، اس میں سے دو نہریں پھوٹی ہیں ان میں ایک

کوثر ہے، اس پر سبز پرندے اور اس کے برتن سونے اور چاندی کے ہیں اس کا پانی دودھ سے

زیادہ سفید ہے میں نے برتن میں کچھ پانی لے کر پیا تو وہ

احلی من العسل و اشد ریحاً من

شہد سے زیادہ میٹھا اور کستوری سے کہیں

خوشبودار تھا

المسک

جبریل امین نے بتایا

هذا النهر الذي خبأه لك ربك
یہی نہر ہے جسے تمہارے رب نے تمہارے
لئے محفوظ کر رکھا ہے

اور دوسری نہر رحمت ہے اس میں آپ نے غسل کیا تو آپ کے تمام زندگی کو عصمت
حاصل ہوگی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے آپ ﷺ نے یہاں جبریل کو چھ
صد پروں کے ساتھ دیکھا ان میں سے ایک پر افق کو ڈھانپ لیتا ہے، ان کے پروں سے
اسقدر موتی اور یاقوت جڑتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا

جنت کا دورہ

پھر کوثر سے ہوتے ہوئے جنت میں داخل ہوئے اس کی نعمتوں کا کیا کہنا جو نہ کسی
آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کان نے سنیں اور کسی بشر کے دل میں ان کا تصور گزر سکتا ہے جنت کے
دروازے پر لکھا ہوا تھا

الصدقة بعشر امثالها والقرض
صدقہ پر اجر دس گنا جبکہ قرض پر اٹھارہ
بثمانية عشر
گنا ہے

پوچھا قرض، صدقہ سے افضل کیسے؟ عرض کیا، مانگنے والا ممکن ہے اس وقت بھی
مانگے جب اس کے پاس ہو مگر مقروض مجبوراً قرض لیتا ہے، ایک لڑکی نے آپ کا استقبال کیا
فرمایا تم کون ہو؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں زید بن حارثہ کی خادمہ ہوں فرمایا لوگوں کو
جنت کے بارے میں کیا بتاؤں؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ انھیں بتائیں وہ نہایت ہی کشادہ
جگہ ہے اس کی مٹی کستوری ہے، پھر اس کے اندر ایک آواز سنی پوچھا تو بتایا گیا

بلال الموذن
یہ تمہارے موذن بلال کی آواز ہے

دوزخ کا مشاہدہ

پھر آپ کے سامنے دوزخ کو لایا گیا جس میں اللہ تعالیٰ کا غضب، قہر اور ناراضگی
کے مظاہر تھے اگر اس میں پتھر اور لوہا ڈالا جائے تو وہ اسے نکل جائے وہاں پر لوگ مردار کھا رہے

تھے پوچھا کون لوگ ہیں بتایا یہ لوگوں کا گوشت کھانے والے (غیبت کرنے والے) ہیں ایک آدمی کو دیکھا جو سرخ اور پیلی آنکھوں والا تھا پوچھا یہ کون ہے؟ بتایا اس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں پھر آپ نے خازن جھنم کو دیکھا جس کے چہرے پر غضب کے آثار تھے پھر دوزخ کو ڈھانپ دیا گیا۔

بادل نے ڈھانپ لیا

پھر واپسی سدرہ پر ہوئی اسے انوار خلاق نے ڈھانپ رکھا تھا اور اس پر ملائکہ کا اس قدر جھرمٹ تھا کہ اس کے ہر پتے پر ملائکہ تھے

فغیثیہا سحابة من کل لون
اسے بادل نے ڈھانپ لیا جس میں ہر
رنگ تھا

ایک حدیث میں ہے جبریل امین نے بتایا

آپ کا رب تسبیح کر رہا ہے

ان ربک یسبح

پوچھا کونسی تسبیح؟ بتایا

وہ پاکیزہ و پاک ہے فرشتوں اور روح کا

سبح قدوس، رب الملائکة

رب ہوں اور میری رحمت میرے

والروح سبقت رحمتی غضبی

غضب پر غالب ہے!

سدرہ سے آگے

پھر مجھے آگے عروج بخشا گیا حتیٰ کہ مقام مستوی آیا جس پر میں نے اقلام تدبیر کی

آواز سنی اور پھر میں نے

نور عرش میں ایک شخص کو گم پایا

رجلاً مغیباً فی نور العرش

پوچھا کیا یہ فرشتہ ہے بتایا گیا یہ فرشتہ نہیں کیا یہ نبی ہیں؟ بتایا نہیں پھر کون ہے؟

هذا رجل کان فی الدنیا لسانہ

رطب من ذكر الله وقلبه معلق
بالمساجد ولم يستسب لوالديه

قط

دیدار اور کلام کا شرف

پھر آپ ﷺ کو دیدار الہی کا شرف ملا تو آپ ﷺ حالت سجدہ میں گر گئے اور اپنے رب سے ہمکلامی کا شرف بھی نصیب ہوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا یا محمد عرض کیا لبیک یا رب فرمایا مجھ سے مانگو عرض کیا آپ نے حضرت ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا اور انہیں عظیم سلطنت عطا کی، آپ نے حضرت موسیٰ سے کلام فرمایا، حضرت داؤد کو ملک عظیم دیا، لوہا ان کے لئے نرم کر دیا، ان کے لئے جنات، انسان، شیاطین اور پہاڑ مسخر کر دیے، حضرت سلیمان کو عظیم سلطنت دی ہو، بھی ان کے تابع کر دی، وہ کچھ انہیں دیا کہ بعد میں جو کسی کے لئے مناسب نہیں، حضرت عیسیٰ کو تورات و انجیل دی وہ مردوں کو تیرے اذن سے زندہ کر دیتے، انہیں اور ان کی والدہ کو شیطان سے محفوظ رکھا اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا

قد اتخذتک حبیباً

ہم نے آپ کو اپنا حبیب بنایا

اور تمام لوگوں کے لئے بشیر و نذیر بنایا، تمہارے لئے تمہارا سینہ کھول دیا، تمہارے بوجھ ختم کر دیے، تمہارا ذکر تمہارے لئے اس طرح بلند کر دیا

لا اذکر الا ذکرک معی

میرے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر بھی کیا

جائے گا

تمہاری امت کو سب سے بہتر امت بنایا وہ اول بھی ہیں اور آخر بھی، ان کے خطبہ میں یہ ضرور ہوگا کہ تم میرے عبد و رسول ہو، آپ کی امت، کے بعض لوگوں کے سینوں میں میری کتاب ہوگی

وجعلتک اول النبیین خلقاً آخر
میں نے تمہیں خلقت میں پہلا نبی اور

ہم بعثاً

بعثت میں آخری نبی بنایا

آپ کو سب سے پہلے کسی نبی کو نہ ملا، تمہیں کو شری تمہیں یہ آٹھ چیزیں
دیں اسلام، ہجرت، جہاد، صدقہ، نماز، رمضان، نیکی کا حکم، برائی سے روکنا، زمین آسمان کی
تخلیق کے وقت سے ہی آپ پر اور آپ کی امت پر پچاس نمازوں کی فرضیت کا فیصلہ کیا

چند خصوصیات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے رب
نے مجھے یہ فضیلتیں عطا فرمائی ہیں مجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنایا، تمام لوگوں کی طرف
بشیر و نذیر بنایا، ایک ماہ کی مسافت تک دشمنوں کے دلوں میں میرا رعب قائم کیا، میرے لئے
غنائم کو حلال کیا جبکہ یہ مجھ سے پہلے کسی پر حلال نہ تھے، میرے لئے مسجدوں کو پاکیزہ اور سجدہ ہی
گاہ بنایا مجھے نواج، خواتم اور جامع کلمات سے نوازا

عرضت علی امتی فلم یخف علی
اور مجھ پر میری امت پیش کی گئی ان میں

التابع و المتبوع
سے کوئی تابع اور متبوع مجھ پر پوشیدہ نہ رہا

میں نے انہیں دیکھا وہ ایسی قوم پر آئے جو بالوں والا جوتا پہنتی تھی، ایسی قوم پر بھی
آئے جن کے چہرے چوڑے اور آنکھیں چھوٹی تھیں گویا ان کی آنکھیں سوئی سے سی گئیں ہیں

فلم یخف علی ماہم لاقون من
اور مجھ پر ان پر آنے والے حالات بھی

پوشیدہ نہ رہے

بعدی

(مجمع الزوائد، ۲: ۴۰۳)

پھر مجھے تین انعامات سے نوازا گیا، مرسلین کی سربراہی، متقین کی امامت، روز
قیامت روشن اعضاء والوں کی قیادت، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے ہے رسول

اللہ ﷺ کو پانچ نمازیں اور سورہ بقرہ کی آخری آیات مبارکہ عطا کی گئی، آپ کی امت میں سے جو شرک کا مرتکب نہ ہو اس کے گناہوں کی مغفرت

ثم انجلت عنه السحابة
پھر بادل آپ ﷺ سے جدا ہو گیا
حضرت جبریل علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر واپس لوٹے حتیٰ کہ سیدنا ابراہیم علیہ

السلام سے ملاقات ہوئی انھوں نے خاموشی اختیار کی، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے جو تمہارے لئے بہتر معاون ثابت ہوئے انھوں نے پوچھا کیا بنا؟ تمہارے رن نے آپ اور آپ کی امت پر کیا فرض فرمایا ہے آپ ﷺ نے فرمایا مجھ پر اور میری امت پر شب و روز پچاس نمازیں لازم کیں ہیں عرض کیا اپنے رب کے پاس جا کر اپنے اور امت کے حق میں کمی کرواؤ کیونکہ تمہاری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی، مجھے آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ ہے میں نے بنو اسرائیل کو دیکھا وہ اس سے کہیں کم پر عمل نہ کر سکے اور تارک قرار پائے آپ کی امت تو ان سے اجسام، ابدان، قلوب، ابصار اور سماع میں کمزور ہے، حضور ﷺ نے حضرت جبریل کی طرف مشورہ کی نظر سے دیکھا تو انہوں نے تائید کرتے ہوئے کہا اگر تم پسند کرو

پھر واپس لوٹ کر سد رہ پر گئے

تو بادل نے ڈھانپ لیا اور آپ حالت

فغشیتہ السحابة وخر ساجدا

سجدہ میں جھک گئے

اور عرض کیا میرے رب ہم پر تخفیف فرما ایک روایت میں ہے کہ میری امت پر تخفیف فرما کیونکہ یہ تمام سے ضعیف ہے فرمایا تم پر پانچ کی کمی کر دیتے ہیں پھر بادل پیچھے ہٹا آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور پانچ کی کمی کا بتایا انھوں نے عرض کیا دوبارہ جا کر اور کمی کرواؤ کیونکہ تمہاری امت انکی طاقت نہیں رکھتی

فلم يزل يرجع بين موسى وبين ربه
 يحط عنه خمسا حتى قال يا محمد
 ليك وسعديك قال هن خمس
 صلوات كل يوم وليلة لكل صلاة
 عشر فلك خمسون صلاة
 لا يبدل القول لدى ولا ينسخ
 كتابي تخفيفا عنك كتخفيف
 خمس صلوات

پھر میں موسیٰ اور اپنے رب کے پاس بار
 بار آتا جاتا رہا اور پانچ پانچ کی کمی ہوتی
 رہی حتیٰ کہ فرمایا یا محمد میں نے عرض کیا
 رب کریم میں حاضر ہوں فرمایا ہر دن
 رات میں پانچ نمازیں ہیں اور یہی
 پچاس ہیں کیونکہ ہمارا فیصلہ بدلتا نہیں اور
 نہ ختم ہوتا ہے ہاں آپ پر ہم تخفیف
 فرماتے ہیں جیسے پانچ نمازیں

جس نے نیکی کا ارادہ کیا لیکن اسے بجلا نہ سکا اس کے لئے نیکی لکھ دی جائے گی اگر
 اس نے عملاً وہ نیکی کر دی تو اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دی جاتیں ہیں، جس نے برائی کا ارادہ
 کیا لیکن کی نہیں تو اس کی برائی نہیں لکھی جاتی اور اگر عملاً برائی کر دی تو ایک ہی لکھی جائے گی پھر
 واپس حضرت موسیٰ علیہم السلام کے پاس آ کر بتایا تو انھوں نے کہا

ارجع الی ربک فاسأله التخفیف
 پھر اپنے رب کے پاس جا کر کمی کروالو
 فرمایا اب مجھے واپس جاتے ہوئے حیا آتا ہے اب میں خوش و مطمئن ہوں

فنادی منادان قد امضیت فریضتی
 آواز دینے والے نے فرمایا میں نے اپنا
 و خفتت عن عبادی
 فیصلہ محکم کر دیا اور اپنے بندوں پر تخفیف

فرمادی

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے پھر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر زمین پر جاؤ
 ایک کانہ مسکرانا

جب واپس لوٹے تو ہر آسمان والوں نے آپ ﷺ کو مبارک دی، مسکرا کر خوشی کا

اظہار کیا اور دعا خیر سے الوداع کیا مگر ایک نہ مسکرایا اور وہ دوزخ کا خازن تھا، جبریل امین نے بتایا

لم یضحک منذ خلق ولو ضحک
لاحد یضحک الیک
جب سے اس کی تخلیق ہوئی یہ مسکرائے
نہیں اگر یہ کسی کے ساتھ مسکراتے تو
آپ کے ساتھ ضرور مسکراتے

جب آسمان دنیا سے نیچے آئے تو دھواں اور آوازیں سنیں پوچھا یہ کیا؟ جبریل امین نے
عرض کیا یہ شیاطین ہیں؟ جو اولاد آدم پر اپنی کمندیں ڈال رہے ہیں

لا یتفکرون فی ملکوت السموات
والارض ولولا ذلک لراوا
العجائب
آسمانوں وزمین کے ملکوت میں تفکر
تدبر نہیں کرتے اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ
عجائبات کو دیکھ پاتے

راستہ میں قافلہ قریش

واپسی پر راستہ میں قریش کا قافلہ مکہ کی طرف آرہا تھا ایک اونٹ پر دو مشیکزے تھے

ایک سبز اور دوسرا سفید تھا، جب ان کے برابر آئے ان کا وہ اونٹ بدکا تو مٹھے ٹوٹ گئے، اس
وقت ان کا ایک اونٹ بھی گم تھا آپ ﷺ نے انھیں سلام کیا بعض نے کہا
ہذا صوت محمد ﷺ یہ آواز محمد ﷺ کی محسوس ہوتی ہے

ابو جہل کا تمسخر

آپ ﷺ فجر سے پہلے مکہ واپس آئے اور معراج کی تفصیل بتائی تو ابو جہل نے
آکر تمسخر کرتے ہوئے کہا آج کوئی اہم خبر ہے فرمایا ہاں کہنے لگا کونسی؟ فرمایا آج رات میں نے
سیر کی ہے؟ کہنے لگا کہاں کی؟ فرمایا بیت المقدس تک، کہنے لگا وہاں سے تم صبح تک واپس بھی
آگے، فرمایا ہاں کہنے لگا جو مجھے بتایا ہے کیا پوری قوم کو بھی بتاؤ گے؟ فرمایا ہاں اس میں تمام لوگوں

کو جمع کر لیا اور کہنے لگا وہ بات انھیں بھی بتاؤ جو مجھے بتائی ہے آپ ﷺ نے فرمایا آج رات مجھے سیر کرائی گئی ہے، پوچھنے لگے کہاں تک؟ فرمایا بیت المقدس تک، کہنے لگا پھر تم وہاں سے صبح تک واپس بھی آگے، فرمایا ہاں اس پر تمسخر اڑاتے ہوئے کسی نے تالی بجائی اور کسی نے متعجب ہو کر سر پر ہاتھ رکھ دیے، معطم بن عدی کہنے لگا اس سے پہلے تمہاری کچھ باتیں اچھی تھیں مگر آج والی بات تو سراسر جھوٹ ہے اس لئے میں آپ کے جھوٹا ہونے کا اعلان کرتا ہوں، ہم تو اگر تیز اونٹ پر بیت المقدس پر جائے تو آتے جاتے مہینے لگ جائیں اور تم نے یہ سارا سفر ایک ہی رات میں طے کر لیا لات وعزی قسم میں اس بات کی ہرگز تصدیق نہیں کر سکتا

سیدنا ابو بکر کی تصدیق

وہاں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی تھے انھوں نے مطعم بن عدی کی گفتگو سنی تو فرمایا مطعم تو نے جو کچھ کہا غلط کہا

انا اشہد انه صادق
میں اعلان کرتا ہوں حضور ﷺ صحیح فرما رہے ہیں

مخالفین کہنے لگے ذرا بیت المقدس کے بارے میں تفصیل بتاؤ، اس کے دروازے، کھڑکیاں، فرشاوارد گرد کون سے پہاڑ ہیں؟ حضور ﷺ ابھی اس کی ہیئت اور تفصیل کی طرف متوجہ ہی ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس آپ ﷺ کے سامنے رکھ دی آپ ﷺ نے تفصیل بیان کرنا شروع فرمائی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ساتھ ساتھ یہ جملہ کہتے

صدقت اشہد انک رسول اللہ
آپ ﷺ صحیح فرما رہے ہیں، میں اعلان کرتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں

مخالفین نے بھی تسلیم کیا کہ آپ ﷺ نے بیت المقدس کے بارے میں صحیح صحیح تفصیل دی ہے پھر مخالفین حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا تم اتنے بڑے دانشمند ہو کر یہ کہہ رہے ہوں کہ ایک رات میں بیت المقدس ہو کر صبح تک واپس آگئے ہیں انہوں نے فرمایا ہاں

انى لا صدقه فيما هو ابعء من ذلك اصدق من تو ان كى اس سے بھی دور والى خبروں
بخير السماء فى غدوة وراحة
کو مانتا ہوں کیونکہ میں تو صبح و شام ان کی
آسمانی اطلاعات پر ایمان رکھتا ہوں

اس تصدیق کی بنا پر ان کا نام صدیق پڑ گیا

قافلہ کے بارے میں سوال

اچھا بتاؤ راستے میں قریش کا قافلہ تھا، کہاں تھا اس کی آمد کب ہوگی؟ آپ ﷺ نے تفصیل کے ساتھ بتایا کہ تمہارا قافلہ مقار و حار پر تھ ان کی اونٹنی گم تھی جس کی وہ تلاش کر رہے تھے ان کے پڑاؤ کی جگہ کوئی نہ تھا وہاں پانی کا پیالہ تھا میں نے اس سے پانی پیا، پھر فلاں قافلہ تھا ان کے اونٹ پر دو پانی کے مٹکے تھے سبز اور سفید، جب ہم اس کے برابر آئے تو وہ اونٹ بدکا اور دونوں مٹکے ٹوٹ گئے، فلاں قافلہ مقام تنعیم پر تھا۔ پوچھا وہ قافلہ، مقام ثنیہ سے کب آئے گا فرمایا بدھ کے دن، جب بدھ کا دن آیا تو قریش نے اسے دیکھنا شروع کر دیا حتیٰ کہ دن ڈوبنے کے قریب چلا گیا مگر قافلہ نہ آیا آپ ﷺ نے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی تو اللہ نے سورج کو قافلہ آنے تک رک جانے کا حکم دیدیا قافلہ پہنچا تو ان پر سوالات کی بوچھاڑ کر دی مثلاً تمہارا اونٹ گم ہوا تھا؟ کیا تمہارے پانی کے مٹکے ٹوٹے تھے؟ کیا تمہارے پاس پانی کا پیالہ تھا؟ ان تمام نے وہی بتایا جو حبیب خدا ﷺ کی زباں سے نکلا تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی

وما جعلنا الرءيا التي ارينك الافتنة

للناس

(الاسراء، ۶۰)

دولہا سے بڑھ کر خوشبو

امام ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ

کا جسم اقدس ہمیشہ سے خوشبودار تھا مگر شب معراج کے بعد

ریحہ عروس و اطیب من ریح آپ کے جسم اقدس کی خوشبو دولہا کی

خوشبو سے بھی بڑھ کے تھی

عروس

مزید تفصیل کے لئے ہماری کتاب جسم نبوی کی خوشبو کا مطالعہ کریں

جواہر البحار، ۳: ۳۶۳، ۳۷۸

تکمیل بروز پیر عید الاضحیٰ ۱۴۲۴ھ جامع رحمانیہ شادمان لاہور بوقت 11 بجے دن ۲ فروری ۲۰۰۴

اور ہم نے نہ کیا وہ دکھاؤ جو تمہیں دکھایا
تھا مگر لوگوں کی آزمائش کی خاطر

ماخذ ومراجع

امام ابن جوزی	قرآن
امام حاکم	زاد المسیر
امام مسلم	المستدرک
امام بخاری	مسلم
ملا علی قاری	بخاری
امام رازی	عمدة القاری
امام قیشری	مرقاة المفاتیح
امام رازی	الرسالة القشیریة
شیخ زاده	مفاتیح الغیب
علامہ جار اللہ زختری	نشرح قصیده برده
امام نجم الدین الغیثی م: ۹۹۹ھ	الکشاف
شیخ یوسف بن اسماعیل	المعراج الکبیر
شیخ ابولعالمی مقدسی ۴۹۲ھ	جواهر البحار
امام بدرالدین زرکشی	فضائل بیت المقدس
امام مغبوی	اعلام الساجد
امام شہاب الدین احمد خفاجی ۱۱۸۳ھ	معالم التنزیل
امام طبرانی	نسیم الریاض
علامہ محمود آلوسی ۱۲۷۰ھ	المعجم الکبیر للطبرانی
امام احمد حنبل	روح المعانی
	مسند احمد

شيخ صدیق حسن خاں قنوجی
 شيخ ثناء اللہ امرتسری
 امام قاضی عیاض: ۶۵۵ھ
 امام ابن جریر طبری
 امام ابن حجر عسقلانی: ۸۵۲
 امام قرطبی
 قاضی ثناء اللہ پانی پتی
 امام ابن کثیر
 امام قرطبی
 امام جلال الدین سیوطی: ۹۱۱ھ
 امام نور الدین ہتیمی
 امام ابن کثیر: ۷۷۳ھ
 امام ابو الشیخ اصہبانی
 شیخ عبد اللہ بن احمد
 امام بہیقی
 امام عبد اللہ قرطبی
 امام محمد ابن ابی جمرہ اندلسی
 امام طحاوی
 امام نسفی
 ملا علی قاری

فتح البیان
 تفسیر القرآن بکلام الرحمان
 الشفاء معترف حقوق المصطفیٰ
 جامع البیان
 فتح الباری
 الجامع لاحکام القرآن
 تفسیر مظہری
 البدایہ
 شرح مسلم
 الدر المنثور
 مجمع الزوائد
 تفسیر القرآن العظیم
 کتاب العظمتہ
 زوائد مسند لابن احمد
 دلائل النبوة
 المفہم
 ہجۃ النفوس
 العقیدۃ الطحاویہ
 عقائد نسفی
 اصول الدین
 مسخ الروض الازہر
 السراج الوہاج فی الاسراء والمعراج

- شرح جوہرۃ التوحید
النہر اس
تحفۃ الاعالیٰ حاشیہ خوء المعالی
الایۃ الکبریٰ
انسان العیون
اکمال المعلم
المنہاج
اللباب فی علوم الکتاب
التذکرۃ
سیرت المصطفیٰ
لوامع الانوار البھیۃ
سبل المہدی والرشاد
ہذا اللیبب یا محبت
نشر الطیب
رفع الخفاء
المواہب اللدنیۃ
زاد المعاد
مدارج السالکین
فتح الباری
مکانۃ الصحیحین
فتاویٰ عزیز
مختصر سیرۃ الرسول
- شیخ ابراہیم بیجودی
علامہ عبدالعزیز پرباروی
امام جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ
قاضی عیاض اندلس
امام نووی
امام ابن عادل حنبلی
امام قرطبی
مولانا محمد ادریس کاندھلوی
علامہ سفارینی
امام محمد بن یوسف صالحی
شیخ ابو بکر الجزائری
شیخ محمد اشرف علی تھانوی
شیخ محمد بن حسن کردی
امام قسطلانی
شیخ ابن قیم
شیخ ابن قیم
امام ابن حجر عسقلانی
ڈاکٹر ظلیل ابراہیم ملا خاطر
شاہ عبدالعزیز دہلوی
شیخ عبداللہ بن محمد نجدی

مولانا سید مودودی
 امام جلال الدین سیوطی
 شیخ ناصر الدین البانی
 امام ابی
 امام طبیبی
 امام قسطلانی
 امام سمرقندی
 شیخ جمل
 شیخ احمد، مجدد الف ثانی
 شیخ عبدالحق محدث دہلوی
 امام ابو بکر جصاص
 امام زرقانی مالکی
 امام ابن حجر مکی
 امام حاکم
 امام عبدالرزاق
 مولانا نجم الغنی رامپوری
 شیخ وحید الزمان
 شیخ صدیق حسن خاں
 شیخ جمل
 امام نووی
 امام ابن سعد
 امام بیہقی

تفہیم القرآن
 الخصائص الکبریٰ
 الاسراء والمعراج
 اکمال وکمل
 الکاشف
 ارشاد الساری
 بحر العلوم
 فتوحات احمدیہ شرح الہمزیہ
 مکتوبات
 اشعة اللمعات
 شرح بدء الامالی
 زرقانی علی المواہب
 لمخ المکیة
 المستدرک
 مصنف
 تعلیم الایمان
 ہدیۃ المہدی
 بغیۃ الرائد
 الجمل علی الجلائین
 فتاویٰ امام نووی
 البطبقات الکبریٰ
 دلائل النبوه

امام ابن سيد الناس
 حافظ عراقى
 امام سهيلى
 امام جلال الدين سيوطى
 امام ابن هشام
 امام نسائى
 امام يوسف كرماني
 شيخ محمد علوى مالكى
 امام اجهورى مالكى

عيون الاثر
 العجالة السنية
 الروض الاثرف
 الدر المنثور
 سيرت ابن هشام
 سفن نسائى
 الكرماني على البخارى
 وهو بالافق الاعلى
 النور الوهاج